Postal Reg. No L/P/GDP-1 DEC 2007

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ   نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ   وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان
The Weekly BADR Qadian

جلد 56

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

شمارہ 5-6

شرح چندہ
سالانہ 250 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پاؤنڈ یا 40 ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
10 پاؤنڈ یا 20 ڈالر امریکن

12/19 محرم 1428 ہجری 1/8 تبلیغ 1386 ہش 1/8 فروری 2007ء

اخبار احمدیہ

قادیان 3 فروری 2007 (ایم ٹی اے) سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیرو عافیت سے ہیں الحمدللہ۔ کل حضور نے مسجد بیت الفتوح لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کے تحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے وہ پہلو بیان فرمائے جس میں آپ کی مخلوق خدا کے ساتھ انتہائی ہمدردی کا اظہار ہوتا ہے۔ احباب حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

پیشگوئی مصلح موعود

ہم اسمیں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اسکے سر پر ہوگا وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی

سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار شائع کیا اور اسمیں مصلح موعود کے بارہ میں ایک عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

بالہام اللہ تعالیٰ و اعلامہ عزّ وجلّ خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جلّ شانہ و عزّ اسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں مین دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اسکی کتاب اور اسکے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اسکا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اسکو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اسکے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا وہ دنیا میں آئیگا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اسکے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء کانّ اللہ نزل من السماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جسکو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اسمیں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اسکے سر پر ہوگا وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ و کان امراً مقضیاً

پھر خدائے کریم جلّ شانہ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اسکے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی اور ہر ایک شاخ تیرے جدی بھائیوں کی کاٹی جائے گی اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہو جائے گی۔ اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو خدا ان پر بلا پر بلا نازل کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ نابود ہو جائیں گے۔ انکے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے اور انکی دیواروں پر غضب نازل ہوگا۔ لیکن اگر وہ رجوع کریں گے تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کرے گا۔ خدا تیری برکتیں اردگرد پھیلائے گا اور ایک اجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کرے گا۔ اور ایک ڈراؤنا گھر برکتوں سے بھر دے گا۔ تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔ میں تجھے اٹھاؤں گا اور اپنی طرف بلا لوں گا پر تیرا نام صفحہ زمین سے کبھی نہیں اٹھے گا اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے۔ اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے۔ لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا۔ اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا۔ اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور انمیں کثرت بخشوں گا۔ اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تا بروز قیامت غالب رہیں گے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے۔ خدا انہیں نہیں بھولے گا اور فراموش نہیں کرے گا۔ اور وہ علی حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسے انبیاء بنی اسرائیل (یعنی ظلی طور پر ان سے مشابہت رکھتا ہے) تو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دل میں تیری محبت ڈالے گا۔ یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندے کی نسبت شک میں ہو اگر تمہیں اس فضل و احسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندے پر کیا تو اس نشان رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو اور اگر تم پیش نہ کر سکو۔ تو اس آگ سے ڈرو کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے۔

(فقط الراقم خاکسار غلام احمد مؤلف براہین احمدیہ۔ ہوشیار پور۔ طویلہ شیخ مہر علی صاحب رئیس ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی عظیم تحریک......وقف جدید

اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں محبوب چیزوں کا خرچ کرنا حقیقی اور اعلیٰ درجہ کی نیکی قرار دیا ہے اسی طرح مومنوں کی ایک علامت یہ بھی بتائی ہے کہ وہ اسکی راہ میں اپنی خداداد استعدادوں، اسکی عطا کردہ نعمتوں اور اموال کو اسکی محبت کے حصول کے لئے خرچ کرتے ہیں یہ ایسی نیکی ہے جسے ہر کوئی اپنی توفیق کے مطابق بجالا کر خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرسکتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام نے بھی اپنے ماننے والوں کو اس نیکی کی طرف دعوت دی جسکا کمال ظہور آنحضرت ﷺ کے زمانہ مبارک میں ہمیں دکھائی دیتا ہے آپکی تحریک پر صحابہ زیادہ سے زیادہ خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی کوشش کرتے اور ذرہ بھی پرواہ نہ کرتے بلکہ ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے چنانچہ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی ایک موقعہ پر اپنے گھر کا نصف سامان پیش کر دیا جبکہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس سے بھی عمدہ مثال پیش کی اور اپنے گھر کا سارا سامان رسول خدا کے قدموں میں لاکر رکھ دیا

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنے خداداد مشن کی تکمیل واشاعت کے لئے وقتاً فوقتاً مالی قربانیوں کی طرف اپنے اصحاب کو بلایا انکی عظیم الشان قربانیاں ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔

آج کی گفتگو میں ہم ایک ایسی تحریک کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جسکو 1957 میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے آج سے ۵۰ سال پہلے جماعت کے سامنے جانی و مالی قربانیوں کے تقاضے سے پیش کیا۔ جسکا مقصد یہ ہے کہ ایسے افراد جماعت کو میسر آئیں جو احباب جماعت کی دینی تعلیم وتربیت کرسکیں۔ بالخصوص ان علاقوں میں جہاں دینی تعلیم کی طرف کوئی دھیان نہیں دیا جاتا یا جہاں ایسی تعلیم سکھانے کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ اور روپیہ کا انتظام بھی ہو سکے جو اس کام کے لئے استعمال ہو چنانچہ آپ نے الٰہی منشاء کے تحت وقف جدید کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا ''یہ کام خدا تعالیٰ کا ہے اور ضرور پورا ہو کر رہیگا میرے دل میں چونکہ خدا تعالیٰ نے یہ تحریک ڈالی ہے اس لئے خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں کپڑے بیچنے پڑیں میں اس فرض کو تب بھی پورا کروں گا۔ اگر جماعت کا ایک فرد بھی میرا ساتھ نہ دے تو خدا تعالیٰ ان لوگوں کو الگ کر دے گا جو میرا ساتھ نہیں دے رہے اور میری مدد کے لئے فرشتے آسمان سے اتارے گا۔ (پیغام حضرت مصلح موعودؓ)

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے وقف جدید کے اغراض ومقاصد بیان کرتے ہوئے فرمایا پس میں جماعت کے دوستوں کو ایک بار پھر اس وقف کی طرف توجہ دلاتا ہوں ہماری جماعت کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگر وہ ترقی کرنا چاہتی ہے تو اس کو اس قسم کے وقف جاری کرنے پڑیں گے۔ اور چاروں طرف رشد واصلاح کا جال پھیلانا پڑے گا یہاں تک کہ پنجاب کا کوئی گوشہ کوئی مقام ایسا نہ رہے جہاں رشد واصلاح کی کوئی شاخ نہ ہو اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ ایک مربی ایک ضلع میں مقرر ہو گیا اور وہ دورہ کرتا ہوا ہر ایک جگہ گھنٹہ گھنٹہ دو دو گھنٹہ ٹھہرتا ہوا سارے ضلع میں پھر گیا اب زمانہ آگیا ہے کہ ہمارے مربی کو ہر گھر اور ہر جھونپڑے تک پہنچنا پڑے گا اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب میری اس نئی سکیم پر عمل کیا جائے اور...... ہر جگہ ایسے آدمی مقرر کر دئے جائیں جو اس علاقہ کے لوگوں کے اندر رہیں اور ایسے مفید کام کریں کہ لوگ ان سے متاثر ہوں انہیں پڑھائیں بھی اور رشد واصلاح کا کام بھی کریں اور یہ جال اتنا وسیع طور پر پھیلایا جائے کہ کوئی مچھلی باہر نہ رہے...... اب مہا جال ڈالنے کی ضرورت ہے۔ اور اس کے ذریعہ گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ کے لوگوں تک ہماری آواز پہنچ جائے بلکہ ہر گاؤں کے ہر گھر تک ہماری آواز پہنچ جائے...... پس جب تک ہم اس مہا جال کو نہ پھیلائیں اس وقت تک ہم کامیاب نہیں ہوسکتے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ تحریک پھیلتی گئی اور اس کے شیریں ثمرات بھی نظر آنے لگے اگرچہ شروع میں یہ تحریک پاکستان ہندوستان وغیرہ ممالک کیلئے تھی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1985 میں اسے ساری دنیا میں پھیلا دیا اب اللہ کے فضل سے بیسیوں ممالک میں وقف جدید کا نظام جاری ہو چکا ہے۔ جسکے تحت مخلصین جماعت بڑھ چڑھ کر اپنے اموال بھی خدا کے حضور پیش کرتے ہیں اور اپنی جانیں بھی پیش کرتے ہیں اور اس طرح افراد جماعت کی تعلیم وتربیت کا سلسلہ جاری ہے۔

ہر سال خلیفۃ المسیح نئے سال کا اعلان فرماتے ہوئے پچھلے سال مالی قربانی کرنے والے ممالک کا جائزہ بھی پیش کرتے ہیں اس سال بھی سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 12 جنوری 2007 کو وقفِ جدید کے نئے سال کا اعلان فرمایا ہے اور احباب جماعت ہندوستان کو خاص طور پر اس طرف توجہ دلائی ہے۔ اس وقت ہندوستان کے طول وعرض میں پھیلی نئی نسلوں اور خاص طور پر نو مبائعین کی تعلیم وتربیت کی بہت ضرورت ہے اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی اس کی طرف بار بار توجہ دلا رہے ہیں پس جہاں خدا کی راہ میں مال خرچ کرنا باعث برکت ہے وہاں منشاء الٰہی کے ماتحت جاری

باقی صفحہ 23 پر ملاحظہ فرمائیں

خصوصی درخواست دعا

محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی قادیان کی صحت بفضلہ تعالیٰ بتدریج بہتر ہو رہی ہے چند دن بعد امرتسر میں مزید ٹیسٹ ہوں گے پھر فیصلہ ہوگا کہ انجیو گرافی کی ضرورت ہے یا نہیں۔

محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ کی صحت بھی کمزور چلی آرہی ہے امرتسر Escort Hospital میں دوبارہ چیک اَپ کروا کے ادویات تبدیل کرنے پر گھبراہٹ میں کچھ کمی ہوئی ہے۔ احباب کرام سے ہر دو بزرگان کی صحت کاملہ وعاجلہ اور فعال وبابرکت زندگی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

پوپ صاحب کے جواب میں!

((10))

گزشتہ گفتگو میں ہم پوپ صاحب کے اس اعتراض کے جواب میں بائیبل اور قرآن مجید کی روشنی میں ذکر کر رہے تھے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے اور یہ کہ اسلام میں مذہب کو پھیلانے کیلئے تلوار کا استعمال جائز ہے (نعوذ باللہ) اس تعلق میں ہم نے عرض کیا تھا کہ بائیبل تو عام حالات میں بھی اپنے مخالف عقیدہ لوگوں کو قتل کرنے اور جلا ڈالنے کا حکم دیتی ہے اس کے مقابل پر قرآن مجید روئے زمین کے تمام انسانوں کے لئے چاہے وہ مشرکین یا دہریہ ہی کیوں نہ ہوں رواداری اور برداشت کی تعلیم دیتا ہے۔ ہم نے بتایا تھا کہ اسلام تمام مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا کنبہ قرار دیتا ہے اور اس کنبے میں رہنے والے تمام افراد کو حکم دیتا ہے کہ ایک دوسرے سے محبت واحسان کا سلوک کریں۔ سرورِ کائنات حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰى عِيَالِهٖ

(بیہقی فی شعب الایمان، مشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق صفحہ 225)

کہ مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔ اللہ کو اپنی مخلوق میں سے سب سے زیادہ پیاری وہ مخلوق ہے جو اس کے عیال کے ساتھ احسان کا سلوک کرتی ہے۔ عام حالات میں اسلام تمام مخلوق کو ایک دوسرے سے محبت واحسان کا سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو دنیا کے تمام انسانوں کو دعوتِ اسلام دیتا ہے اور یہ وہ پہلا مذہب ہے جو تبلیغ ودعوت میں محبت پیار اور رواداری کے عناصر کو شامل رکھتا ہے اسلام میں مذہب کو پھیلانے کیلئے جبر کرنے اور زبردستی کرنے کی کہیں پر بھی گنجائش نہیں ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جس مذہب کو اوروں تک پھیلانے کیلئے تبلیغ و پرچار کا حکم ہو اس میں زبردستی ممکن نہیں ہے کیونکہ تبلیغ اور جبر دونوں ایک جگہ اکٹھا نہیں ہو سکتے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

قُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ (آل عمران:21)

اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو کہہ دے جنہیں کتاب دی گئی ہے اور جو امّی یعنی بے علم ہیں کہ کیا تم اسلام کو قبول کرتے ہو پس اگر وہ فرمانبرداری اختیار کریں اور اسلام قبول کرلیں تو وہ ہدایت پا گئے اور اگر وہ منہ پھیر لیں تو تیرے ذمہ صرف تبلیغ رسالت ہے۔ اللہ تعالیٰ بندوں کو خوب دیکھ رہا ہے۔

یہ آیت فتح مکہ کے بعد نازل ہوئی جب کہ مسلمانوں نے تمام مکہ پر اور اس کے اردگرد کے بعض علاقوں پر مکمل فتح حاصل کر لی تھی۔ ان حالات میں اسلام یہود ونصاریٰ اور دیگر مشرکین کو بس یہی حکم دیتا ہے کہ اگر وہ اسلام قبول کرنا چاہیں اسلام کے اصول ان کو پسند ہوں تو بصد شوق ایمان لائیں لیکن اگر ایمان نہیں لانا چاہتے تو ان پر کوئی زبردستی نہیں کوئی جبر نہیں مسلمانوں کے ذمہ تو صرف پیغام پہنچا دینا ہے۔

اب ہم عرض کریں گے کہ اسلام غیر اقوام سے جنگ کے حالات میں کیسی تعلیم دیتا ہے اس تعلق میں سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 15 ستمبر 2006ء میں فرمایا:-

''اسلام میں جنگوں کا حکم صرف اس وقت تک ہے جب تک دشمن جنگ کر رہا ہے یا فتنے کے حالات پیدا کر رہا ہے جب حالات ٹھیک ہو جائیں اور فتنہ ختم ہو جائے تو فرمایا تمہیں کوئی حکم نہیں کہ جنگ کرو۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ (البقرۃ: 194) یعنی اے مسلمانو! تم ان کفار سے جنگ کرو جو جنگ کرتے ہیں اس وقت تک کہ ملک میں فتنہ نہ رہے اور ہر شخص اپنے خدا کیلئے (نہ کسی ڈر اور تشدد کی وجہ سے) جو دین بھی چاہے رکھ سکے اور اگر یہ کفار اپنے ظلموں سے باز آجائیں تو تم بھی رُک جاؤ کیونکہ تمہیں ظالموں کے سوا کسی کے خلاف جنگی کاروائی کرنے کا حق نہیں'' (بدر 12 اکتوبر 2006)

اب ہم ذیل میں پہلے بائیبل کی بیان کردہ جنگوں اور ان کے طریقۂ کار کا ذکر کرتے ہیں تا کہ قارئین کو معلوم ہو کہ موسوی شریعت میں جس کی تائید عیسائی پادری بھی کرتے ہیں کس قدر ظالمانہ جنگیں لڑی گئی ہیں۔

باقی صفحہ 23 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

وقف جدید کے نئے مالی سال کا اعلان

وقف جدید کی مبارک تحریک کا تاریخی پس منظر اور اس کی ضرورت و اہمیت اور بڑھتی ہوئی ضرورتوں کے پیش نظر بڑھ چڑھ کر مالی قربانیاں پیش کرنے کی نہایت اہم تاکیدی نصائح۔

گزشتہ سال وقف جدید میں مالی قربانی کے لحاظ سے پاکستان اوّل، امریکہ دوم اور برطانیہ تیسرے نمبر پر رہا۔

پاکستان میں قربانیوں کے معیار بہت بڑھ گئے ہیں۔ غریبوں کا جذبۂ قربانی جیت گیا ہے۔

مجموعی طور پر اللہ کے فضل سے جماعت نے 22 لاکھ 25 ہزار پاؤنڈز کی قربانی پیش کی ہے۔

مختلف ممالک اور جماعتوں کا وقف جدید میں مالی قربانی اور شمولیت کا جائزہ اور قربانیوں میں آگے بڑھنے کی تاکید۔

باہر کی دنیا بھی اپنے بچوں کے سپرد وقفِ جدید کی تحریک کرے اور اس کی ان کو عادت ڈالے۔

برلن میں مسجد کے سنگ بنیاد کی تقریب اور اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کا ایمان افروز تذکرہ۔

اس مسجد کا نام مسجد خدیجہ رکھا گیا ہے۔ پس جہاں یہ مسجد احمدی عورت کو قربانی کے اعلیٰ معیار کی طرف توجہ دلانے والی بنی رہے وہاں دنیا سے بے رغبتی اور تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی طرف بھی ہر احمدی کو توجہ دلانے والی بنی رہے

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 12 رجنوری 2007ء (12 رصلح 1386 ہجری شمسی) بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن۔ برطانیہ

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ- (البقرہ:275)

آج میں وقف جدید کے نئے سال کے آغاز کا اعلان کروں گا۔ عموماً جنوری کے پہلے ہفتہ میں، پہلے جمعہ میں اس کا اعلان ہوتا ہے، یا بعض دفعہ دسمبر کے آخر میں بھی ہوتا رہا۔ سفر پر ہونے کی وجہ سے میں نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ واپس جا کر انشاء اللہ اعلان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آج توفیق دے رہا ہے۔

وقف جدید کی تحریک بھی جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں، حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جاری کردہ تحریک ہے جس کو 1957ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے جاری فرمایا تھا اور صرف پاکستان کے احمدیوں کے لئے یہ تحریک تھی۔ پاکستان سے باہر کے احمدیوں میں سے اگر کوئی اپنی مرضی سے اس میں حصہ لینا چاہتا تھا تو لے لیتا تھا۔ خاص طور پر اس بارے میں تحریک نہیں کی جاتی تھی کہ وقف جدید کا چندہ دیا جائے۔ اُس وقت جب یہ جاری کی گئی تو حضرت مصلح موعودؓ کی نظر میں پاکستان کی جماعتوں کے لئے دو خاص مقاصد تھے۔ آپؓ نے جب یہ وقف جدید کی انجمن بنائی تو اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو ممبر مقرر فرمایا، اور آپ کو جو ہدایات دیں وہ خاص طور دو باتوں پر زور دینے کے لئے تھیں۔ ایک تو یہ کہ پاکستان کی دیہاتی جماعتوں کی تربیت کی طرف توجہ دی جائے جس میں کافی کمزوری ہے اور دوسرے ہندوؤں میں تبلیغ اسلام کا کام۔ خاص طور پر سندھ کے علاقہ میں بہت بڑی تعداد ہندوؤں کی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کو بڑی فکر تھی کہ دیہاتی جماعتوں میں تربیت کی بہت کمی ہے۔ خاص طور پر بچوں میں اور اکثریت جماعت کے افراد کی دیہاتوں میں رہنے والی ہے اور اگر ان کی تربیت میں کمی ہوگی تو پھر آئندہ بہت ساری خرابیاں پیدا ہو جائیں گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مجھے وقف جدید کا ممبر مقرر فرمایا اور فرمایا کہ سارا جائزہ لو کہ تربیت کی کیا کیا صورتحال ہے۔ تو کہتے ہیں کہ جب میں نے جائزہ لیا تو تربیت اور دینی معلومات کے بارے میں انتہائی بھیانک صورت حال سامنے آئی کہ بچوں کو سادہ نماز بھی نہیں آتی تھی اور تلفظ کی غلطیاں اتنی تھیں کہ کلمہ بھی صحیح طرح نہیں پڑھ سکتے تھے، حالانکہ کلمہ بنیادی چیز ہے جس کے بغیر مسلمان مسلمان ہی نہیں کہلا سکتا۔ بہر حال اُس وقت پاکستان میں ان معلمین کے ذریعہ جن کو معمولی ابتدائی ٹریننگ دے کر میدان عمل میں بھیج دیا جاتا تھا وقف جدید نے ان دو اہم کاموں کو سرانجام دینے کا بیڑا اٹھایا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی محنت اور قربانی کے جذبے سے اس کام کو سرانجام دیا۔

سندھ میں ہندوؤں کے علاقے میں تبلیغ کا کام ہوا۔ یہ بھی بہت مشکل کام تھا۔ یہ ہندو جو تھروں میں وہاں کے رہنے والے تھے۔ وہاں بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے مزدوری کے لئے سندھ کے آباد علاقہ میں آیا کرتے تھے تو یہاں آ کر مسلمان زمینداروں کی بدسلوکی کی وجہ سے وہ اسلام کے نام سے بھی گھبراتے تھے۔ غربت بھی ان کی عروج پر تھی۔ بڑی بڑی زمینیں تھیں، پانی نہیں تھا اس لئے کچھ کر نہیں سکتے تھے۔ آمد نہیں تھی اور اسی غربت کی وجہ سے مسلمان زمیندار جن کے پاس یہ کام کرتے تھے انہیں تنگ کیا کرتے تھے اور ان سے بیگار بھی لیتے تھے۔ یا اتنی معمولی رقم دیتے تھے کہ وہ بیگار کے برابر ہی تھی۔ اسی طرح عیسائی مشنوں نے جب یہ دیکھا کہ ان کے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے تو ان کی غربت کا فائدہ اٹھا کر عیسائیوں نے بھی ان کو امداد دینی شروع کی اور اس کے ساتھ تبلیغ کر کے، لالچ دے کر عیسائیت کی طرف ان ہندوؤں کو مائل کرنا شروع کیا تو یہ ایک بہت بڑا کام تھا جو اس زمانے میں وقف جدید نے کیا اور اب تک کر رہی ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور بڑے سالوں کی کوششوں کے بعد اس علاقے میں احمدیت کا نفوذ ہونا شروع ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ جو اُس وقت وقف جدید کے ناظم ارشاد تھے بیان کرتے ہیں کہ جب ہمیں کامیابیاں ہونی شروع ہوئیں تو مولویوں نے ہندوؤں کے پاس جا کر یہ کہنا شروع کر دیا کہ تم یہ کیا غضب کر رہے ہو، احمدی ہونے سے تو بہتر ہے ہندو ہی رہو۔ ایک خدا کا نام پکارنے سے تو بہتر ہے کہ مشرک ہی رہو۔ یہ مسلمانوں کا حال ہے۔ تو بہر حال ان سب مشکلات کے باوجود اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور بڑا فضل فرمایا، تھر کے علاقے مٹھی اور نگر پارکر وغیرہ میں، آگے بھی جماعتیں قائم ہونا شروع ہوئیں، ماشاء اللہ اخلاص میں بھی بڑھیں، ان میں سے واقف زندگی بھی بنے اور اپنے لوگوں میں تبلیغ کر کے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو متعارف کروایا، اس کا پیغام پہنچاتے رہے۔ جب ربوہ میں جلسے ہوتے تھے تو جلسے پر یہ لوگ ربوہ آیا کرتے تھے۔ میں نے دیکھا ہے کہ انتہائی مخلص اور بڑے اخلاص و وفا میں ڈوبے ہوئے لوگ تھے۔ اب تو ماشاء اللہ ان لوگوں کی اگلی نسلیں بھی احمدیت کی گود میں پلی بڑھی ہیں اور اخلاص میں بڑھی ہوئی ہیں، بڑی مخلص ہیں۔ شروع زمانے میں وسائل کی کمی کی وجہ سے وقف جدید کے معلمین جنہوں نے میدان عمل میں کام کیا وہ بڑی تکلیف میں وقت گزارا کرتے تھے۔ ان علاقوں میں طبی امداد کی، میڈیکل ایڈ (Medical Aid) کی سہولتیں بھی نہیں تھیں۔ اس لئے

اپنے لئے بھی اور وہاں کے رہنے والے لوگوں کے لئے بھی کچھ دوائیاں، ایلوپیتھی اور ہومیوپیتھی وغیرہ ساتھ رکھا کرتے تھے۔ اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں موبائل ڈسپنسری ہے، دیہاتوں میں جاتی ہے، میڈیکل کیمپ بھی لگتے ہیں۔ با قاعدہ کوالیفائڈ (Qualified) ڈاکٹر وہاں جاتے ہیں۔ اسی طرح جماعت نے مٹھی میں ایک بہت بڑا ہسپتال بنایا ہے۔ اس میں آنکھوں کا ایک ونگ (Wing) بھی ہے۔ تو وقف جدید کی تحریک میں پاکستان کے احمدیوں نے اپنی تربیت اور تبلیغ کے لئے اُس زمانے میں بڑھ چڑھ کر قربانیاں پیش کیں اور اللہ کے فضل سے اب تک کر رہے ہیں اور کام میں بھی اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت وسعت پیدا ہو چکی ہے اور کام بہت آگے بڑھ چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس طرح جماعت پر فضل فرما رہا ہے یہ تو بڑھتا ہی رہنا ہے۔

یہاں ایک بات جو میں اس خطبہ کے ذریعہ سے سندھ کے علاقے کے احمدی زمینداروں کو کہنا چاہتا ہوں اور اسی بات پہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی توجہ دلائی تھی کہ یہ جو ہندو اس علاقے میں رہنے والے ہیں یا ان میں سے جو مسلمان ہو چکے ہیں، بڑے غریب لوگ ہیں۔ وہ اس غربت کی وجہ سے سندھ کے آباد علاقے میں جہاں پانی کی سہولت ہے مزدوری کی غرض سے آتے ہیں اور بڑی محنت سے مزدوری کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ یہ جو احمدی زمیندار ہیں یہ حسن سلوک کیا کریں۔ یہ پیار ہی ہے جو ان لوگوں کو مزید قریب لائے گا اور اللہ تعالیٰ وہاں کے احمدیوں کی قربانیوں کو انشاء اللہ، پھل عطا فرمائے گا۔ اس لئے اس طرف خاص توجہ دینی چاہئے۔

بہر حال یہ مختصر پس منظر، یہ حالات میں نے اس لئے بتائے ہیں تا کہ نئی نسل کے لوگوں کو اور نئے آنے والوں کو بھی اس تحریک کا مختصر تعارف ہو جائے کیونکہ اب تو وقف جدید کی یہ تحریک تمام دنیا میں جاری ہے، لوگ اس کے چندے کی ادائیگی کرتے ہیں۔

جہاں تک پاکستان کا سوال ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکستانی احمدیوں نے اپنے اخراجات تو آپ سنبھالے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کو کسی بیرونی امداد کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن 1985ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے وقف جدید کی تحریک کو یعنی مالی قربانی کی تحریک کو ساری دنیا پہ پھیلا دیا، تا کہ دنیا میں جو احمدی آباد ہیں، خاص طور پر یورپ اور امریکہ وغیرہ میں، ان کے چندوں سے ہندوستان میں بھی وقف جدید کے نظام کو فعال کیا جائے اور وہاں تربیت اور تبلیغ کا کام کیا جائے۔ اور جس علاقے میں خلافت ثانیہ کے دور میں کسی زمانے میں شُدھی کی تحریک چلی تھی اور جس کے توڑ کے لئے جماعت نے اس وقت بڑے عظیم کام کئے تھے، بڑی قربانیاں دی تھیں، اس علاقے میں رہ کر تبلیغ کی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 1985ء میں فرمایا تھا کہ اس علاقے میں دوبارہ تشویشناک صورتحال ہے اس لئے ہندوستان کی جماعتوں کو اس طرف توجہ دینی چاہئے اور وسیع منصوبہ بندی کرنی چاہئے۔ اور اخراجات کے لئے آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ باہر سے رقم آ جائے گی۔ اس لئے پھر جیسا کہ میں نے کہا باہر کی جماعتوں میں بھی وقف جدید کی یہ تحریک جاری کی گئی تا کہ باہر کی جماعتیں بھی اس نیک کام میں ہندوستان کی جماعتوں کی مدد کریں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے باہر کی جماعتیں اس تحریک میں بھی مالی قربانی کے لئے لبیک کہنے والی بنیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر سال وقف جدید میں بھی باقی چندوں کی طرح اضافہ ہو رہا ہے۔ جوں جوں اللہ تعالیٰ کام میں وسعت دے رہا ہے، جتنا جتنا کام پھیل رہا ہے، اخراجات بڑھ رہے ہیں اللہ تعالیٰ وسائل بھی مہیا فرما رہا ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ جماعت کے بڑی تیزی سے ترقی کی طرف قدم بڑھ رہے ہیں اور اس لحاظ سے ضروریات بھی بہت تیزی سے بڑھ رہی ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فضل فرما رہا ہے۔ ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ لیکن ہمیں اس طرف توجہ دینے کی بھی ضرورت ہے تا کہ ہم بھی ان مالی قربانیوں میں حصہ لے کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن سکیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے افراد جماعت پر بھی انفرادی طور پر بہت فضل ہو رہے ہیں۔ اس لئے ہمیشہ کی طرح اپنی قربانیوں کی طرف بھی خاص توجہ رکھیں تا کہ جو کمزور جماعتیں ہیں ہم ان کی مدد کر سکیں۔ ہندوستان کی نئی جماعتیں بھی ہیں اور افریقہ کی جماعتیں بھی ہیں جو بہت معمولی مالی وسعت رکھتی ہیں۔ گو کہ قربانی کی کوشش کرتی ہیں لیکن جتنی بھی ان کی وسعت ہے اس کے لحاظ سے، اپنے حالات کے لحاظ سے۔ تو ان کی مدد کرنے کے لئے، تربیت و تبلیغ کے لئے، ان کی قربانیوں میں جو کمی رہ گئی ہے، اس کو پورا کرنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ اس لئے بیرونی جماعتیں یا ان مغربی ملکوں کی جماعتیں جن کی کرنسی مضبوط ہے، انہیں خدمت دین اور دین کی مدد کے جذبے کے تحت ہمیشہ قدم آگے بڑھاتے چلے جانا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے مالی قربانی کرنے والوں کو اپنے فضلوں کو حاصل کرنے والا بتایا ہے۔ جو آیت میں نے تلاوت کی اس میں بھی یہی فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رات اور دن اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کا جو اجر ہے وہ میرے پاس ہے اور جس کو میں نے اجر دینا ہے اس کو اس بات کا خوف بھی نہیں ہونا چاہئے کہ چندے دے کر ہمارا کیا بنے گا، ہماری اور مالی ضروریات ہیں۔ یہ خیال بھی تمہیں کبھی نہیں آنا چاہئے کہ مالی قربانیوں سے تمہارے مالوں میں کچھ کمی ہو گی۔

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ان لوگوں کو جو میری خاطر قربانیاں دیتے ہیں، سات سو گنا تک بڑھا کر بلکہ اس سے بھی زیادہ اجر دیتا ہوں۔ پس کسی غم اور کسی خوف کا تو سوال ہی نہیں ہے، ہمیشہ ہر احمدی کو مالی قربانیوں میں آگے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ چندہ دینے سے ایمان میں ترقی ہوتی ہے اور یہ محبت اور اخلاص کا کام ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے محبت اور رسول سے محبت کا تقاضا ہے کہ قربانی میں ہمارے قدم ہمیشہ آگے بڑھتے رہیں۔ اپنے ایمان کو مضبوط کرنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں ہم شامل ہوئے ہیں تو اس محبت اور اخلاص کا تقاضا ہے کہ اصلاح اور تربیت کے لئے جب مالی قربانی کی ضرورت پڑے تو ہر احمدی ہمیشہ اپنی روایات کو قائم رکھتے ہوئے قربانی میں آگے سے آگے بڑھتا رہے۔

اسی طرح جو مختلف ملکوں کے نومبائعین ہیں انہیں بھی یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ ہماری ضرورتیں باہر کی جماعتیں پوری کریں گی۔ ہر جماعت نے اپنے پاؤں پر خود کھڑا ہونا ہے تا کہ تربیت و تبلیغ کے دوسرے منصوبوں پہ توجہ دی جائے۔ جماعت کی ترقی کے دوسرے منصوبوں پر توجہ دی جائے جن کے لئے بہت سے اخراجات کی ضرورت ہوتی ہے۔ آج کل کے اس ترقی یافتہ دور میں جب ایک طرف ایجادات کی ترقی ہے تو ساتھ ہی اخلاقی گراوٹ کی بھی انتہا ہو چکی ہے۔ اپنی نسلوں کو اس سے بچانے اور دنیا کو صحیح راستہ دکھانے کے لئے بہت زیادہ کوشش کی ضرورت ہے اور ظاہر ہے اس کام کو سرانجام دینے کے لئے فنڈز کی ضرورت ہوتی ہے، رقم کی ضرورت ہوتی ہے۔

جس طرح حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس وقت محسوس کیا تھا کہ تربیت کی بہت ضرورت ہے، آج کل بھی کافی تعداد کے لئے اور جو نومبائعین آ رہے ہیں ان کے لئے جس وسیع پیمانے پر ہمیں منصوبہ بندی کرنی چاہئے وہ ہم نہیں کر سکتے۔ اس میں بہت سی وجوہات ہیں اور ایک بڑی وجہ مالی وسائل کی کمی بھی ہے۔ گو کہ ہم جتنا کام پھیلاتے ہیں اللہ تعالیٰ کام پورا کرتا ہے۔ لیکن جب وہاں تک پہنچتے ہیں تو پتہ لگتا ہے کہ اس سے زیادہ بھی کر سکتے تھے۔ اگر ہر جگہ معلم بٹھائیں اور بہت سارے افریقن ممالک ہیں، ہندوستان کی بعض جماعتیں ہیں، جہاں بجلی کا انتظام نہیں ہے وہاں بجلی کا انتظام کر کے ایم ٹی اے مہیا کریں جو ایک تربیت کا بہت بڑا ذریعہ ہے اور اسی طرح کی اور منصوبہ بندی کریں تو اس کے لئے بہت بڑی رقم کی ضرورت ہے۔

جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے کوشش کرتی ہے کہ کم از کم وسائل کو زیر استعمال لا کر زیادہ سے زیادہ استفادہ کیا جائے۔ یہ معاشیات کا سادہ اصول ہے۔ اور دوسری دنیا میں تو پتہ نہیں اس پر عمل ہو رہا ہے کہ نہیں لیکن جماعت اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتی ہے اور کرنی چاہئے۔ جو بھی جماعتی عہدیدار منصوبہ بندی کرنے والے یا کام کرنے والے یا رقم خرچ کرنے والے مقرر کئے گئے ہوں ان کو ہمیشہ اس کے مطابق سوچنا چاہئے اور منصوبہ بندی کرنی چاہئے۔ بعض دفعہ بے احتیاطیاں بھی ہو جاتی ہیں اس لئے جیسا کہ میں نے کہا کہ جو ذمہ دار افراد ہیں وہ اس بات کا ہمیشہ خیال رکھا کریں کہ جماعت کا ایک ایک پیسہ بامقصد خرچ ہونا چاہئے۔ جماعت میں اکثریت ان غریب لوگوں کی ہے جو بڑی قربانی کرتے ہوئے چندے دیتے ہیں اس لئے ہر سطح پر نظام جماعت کو اخراجات کے بارے میں احتیاط کرنی چاہئے کہ ہر پیسہ جو خرچ ہو وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے خرچ ہو اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی ہمدردی پر خرچ ہو۔ جب تک ہم اس روح کے ساتھ اپنے اخراجات کرتے رہیں گے، ہمارے کاموں میں اللہ تعالیٰ بے انتہا برکت ڈالتا رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ ابھی تک جماعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ سلوک ہے کہ جہاں کسی کام پر دوسروں کا ایک ہزار خرچ ہو رہا ہو وہاں جماعت ایک سو خرچ کر کے وہ مقاصد حاصل ہو جاتے ہیں۔ تو جب تک اس طرح جماعت احتیاط کے ساتھ خرچ کرتی رہے گی، برکت بھی پڑتی رہے گی۔ جہاں قربانیاں کرنے والے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اپنی قربانیاں تمام قسم کی بدظنیوں سے بالا ہو کر پیش کریں گے اور جماعت کے افراد اسی سوچ کے ساتھ کرتے ہیں ان کو پتہ ہے کہ خرچ کرنے والے احتیاط سے خرچ کرنے والے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ برکت ڈالتا ہے۔

بعض لوگ ایسے بھی ہیں، چند ایک ہی ہیں، جو مالی لحاظ سے بہت وسعت رکھتے ہیں لیکن چندے اس معیار کے نہیں دیتے اور یہ باتیں کرتے ہوئے سنے گئے ہیں کہ جماعت کے پاس تو بہت پیسہ ہے اس لئے جماعت کو چندوں کی ضرورت نہیں ہے، جو ہم دے رہے ہیں ٹھیک ہے۔ جماعت کے پاس بہت پیسہ ہے یا نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے پیسے میں جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ برکت بہت زیادہ ہے۔ اس لئے معترضین اور مخالفین کو بھی یہ بہت نظر آتا ہے۔ معترضین تو شاید اپنی بچت کے لئے کرتے ہیں اور مخالفین کو اللہ تعالیٰ ویسے ہی کئی گنا کر کے دکھا رہا ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ برکت ڈالتا ہے اور بے انتہا برکت ڈالتا ہے۔ میں نے یہاں بعض اپنوں کا ذکر کیا تھا جو کہتے ہیں کہ پیسہ بہت ہے اس لئے یہ بھی ہونا چاہئے اور یہ بھی ہونا چاہئے اور خود ان کے چندوں کے معیار اتنے نہیں ہوتے۔ عموماً جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی منصوبہ بندی سے خرچ کرتی ہے۔ اس لئے ایسی باتیں کرنے والے بے فکر رہیں اور چندہ نہ دینے کے بہانے تلاش کرنے کی بجائے اپنے فرائض پورے کریں۔ چندوں کی تحریک تو ہمیشہ جماعت میں ہو گی، ہوئی اور ہوتی رہے گی کہ ایمان میں مضبوطی کے لئے یہ ضروری ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق ہمیں بتایا ہے۔ دنیا کی تمام منصوبہ بندیوں میں مال کی ضرورت پڑتی ہے، اس کا بہت زیادہ دخل ہے اور یہ منصوبہ بندی جس میں مال دین کی مضبوطی کے لئے خرچ ہو رہا ہو اور جس کے خرچ کرنے والے کو اللہ تعالیٰ یہ ضمانت دے رہا ہو کہ تمہارے خوف بھی دور ہوں گے اور تمہارے غم بھی دور ہوں گے اور اجر بھی

اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور اتنا اجر ہے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں تو اس سے زیادہ مال کا اور کیا بہتر استعمال ہو سکتا ہے۔ ہر دینے والا جب اس نیت سے دیتا ہے کہ مَیں دین کی خاطر دے رہا ہوں تو اس نے اپنا ثواب لے لیا۔ کس طرح خرچ کیا جارہا ہے، اول تو صحیح طریقے سے خرچ ہوتا ہے۔ اور اگر کہیں تھوڑی بہت کمزوری ہے بھی تو چندہ دینے والے کو بہر حال ثواب مل گیا۔ اس لئے ہمیشہ ہر وہ احمدی جس کے دل میں کبھی انقباض پیدا ہو وہ اپنے اس انقباض کو دور کرے اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ بڑی بڑی سلطنتیں بھی آخر چندوں پر ہی چلتی ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ دنیاوی سلطنتیں زور سے ٹیکس لگا کر وصول کرتی ہیں اور یہاں ہم رضا اور ارادے پر چھوڑتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ بندے کی مرضی پر چھوڑ کر پھر اس کا اجر بھی بے حساب دیتا ہے۔ پابند نہیں کر رہا کہ اتنا ضرور دینا ہے۔ چھوڑ بھی بندے کی مرضی پر رہا ہے، ساتھ فرما رہا ہے جو کچھ تم خرچ کرو گے اس کا اجر بھی دوں گا۔ صرف یہ ہے کہ خرچ کرنے والے کی نیت نیک ہونی چاہئے۔ اس سے زیادہ سستا اور عمدہ سودا اور کیا ہو سکتا ہے۔

ہندوستان کی جماعتوں کو بھی مَیں کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کو رقمیں تو مہیا ہو جاتی ہیں جیسا کہ پہلے بھی مَیں نے کہا تربیتی اور تبلیغی پروگراموں میں گنجائش موجود ہے اس لئے جتنا وہاں کام ہونا چاہئے تھا اتنا نہیں ہو رہا۔ اس لئے اس طرف پھر ایک نئے ولولے اور جوش کے ساتھ توجہ دیں۔ گزشتہ سال جب قادیان گئے تو توجہ دلانے پر بہتری کی طرف ہل جل تو پیدا ہوئی ہے۔ مالی قربانی کے جو انہوں نے اعداد و شمار بھجوائے ہیں ان سے بھی پتہ چلتا ہے کہ تربیت کی طرف توجہ ہے اور اسی وجہ سے پھر مالی قربانی کی طرف بھی لوگوں کی توجہ ہوئی ہے۔ وقف جدید میں مالی قربانی کرنے والوں کی تعداد میں اس سال انہوں نے 4 ہزار کا اضافہ کیا ہے۔ لیکن یہ بات شاید پہلی دفعہ ہے کہ جو بجٹ انہوں نے بنایا تھا اور پچھلے سال سے بڑھ کر بنایا تھا اس بجٹ سے انہوں نے نومبائعین کے علاقے میں دو لاکھ 30 ہزار زائد وصولی بھی کر لی ہے اور فی کس ادائیگی میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ چاہے معمولی اضافہ ہے لیکن ان کے لحاظ سے یہ معمولی اضافہ بھی بہت ہے۔ گو پانچ ساڑھے پانچ روپے کے قریب اضافہ ہے اور جیسا کہ مَیں نے کہا کہ چندہ دینے والوں کی اکثریت نومبائعین یا چند سال پہلے کے بیعت کنندگان کی ہے۔ پس اس طرف مزید توجہ کریں۔

ہندوستان کی جماعتیں ابھی تک اپنے اخراجات کا یعنی وقف جدید پر ہونے والے اخراجات کا تقریباً تین فیصد اپنے وسائل سے پورا کر رہی ہیں۔ یہ مختصر کوائف جو مَیں نے دیئے ہیں یہ ہندوستان کی جماعتوں کو توجہ دلانے والے ہونے چاہئیں۔ اس طرح جو بیعتوں کی تعداد ہے اس حساب سے بھی شمولیت میں بہت گنجائش ہے۔ اگلے سال ہندوستان کو بھی اپنے لئے کم از کم شامل ہونے والوں کا 5 لاکھ کا ٹارگٹ رکھنا چاہئے۔ مجھے امید ہے انشاء اللہ دعاؤں اور توجہ سے اس کام میں پڑیں گے تو کوئی مشکل نظر نہیں آئے گی۔

جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1985ء میں یہ تحریک تمام دنیا کے لئے کر دی تھی اور مقصد ہندوستان کی جماعتوں کی مدد کرنا تھا۔ اعداد و شمار سے آپ دیکھ چکے ہیں کہ ہندوستان اپنے وسائل سے فی الحال تین فیصد اخراجات پورے کر رہا ہے اور 97 فیصد اخراجات باہر کی دنیا پورے کرتی ہے اور اس میں یورپ اور امریکہ کے بڑے ممالک ہیں۔ اس سال یورپ اور امریکہ کے ممالک کی وقف جدید میں کل وصولی بمشکل ہندوستان کے خرچ پورے کر رہی ہے۔ اور افریقہ کی جماعتوں کے بہت سارے اخراجات دوسری مدات سے پورے کئے جاتے ہیں۔ تو ان ممالک کو جو مغرب کے ممالک ہیں بھارت اور افریقہ کے وقف جدید کے اخراجات پورے کرنے کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔ اس سوچ کے ساتھ قربانی ہونی چاہئے۔ یہاں گنجائش موجود ہے یہ مَیں نے جائزہ لیا ہے۔ مَیں ایک دفعہ پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ عموماً یہاں دوسرے اخراجات اور منصوبوں کا عذر کیا جاتا ہے کہ وہاں زیادہ خرچ ہو گیا، اور منصوبے شروع ہو گئے اس لئے اس میں اتنی کمی رہ گئی۔

تو یہ جو منصوبے ہیں یا دوسرے اخراجات ہیں، یہ پاکستان میں بھی ہیں لیکن وہاں قربانی کے معیار بڑھ رہے ہیں۔ جیسے سپرنگ کو جتنا زیادہ دباؤ اتنا زیادہ وہ اچھل کر باہر آتا ہے اور جو چیز اس پر پڑے اس کو اچھال کر پھینکتا ہے۔ تو احمدیوں کے حالات جتنے بھی وہاں خراب ہوتے ہیں اتنا زیادہ اچھل کر ان کی قربانیوں کے معیار بڑھ رہے ہیں اور باہر آ رہے ہیں۔ اور دوسری دنیا میں بھی جہاں جہاں بھی کوئی سختی جماعت پہ آئی وہاں قربانیوں کے معیار بڑھے ہیں۔ تو مغربی دنیا اس انتظار میں نہ رہیں کہ ضرور حالات خراب ہوں تو ہم نے قربانیاں بڑھانی ہیں بلکہ اپنے ان بھائیوں کے لئے قربانیوں کی طرف مزید توجہ دیں۔

ہاں تو مَیں مغربی ممالک کی گنجائش کی بات کر رہا تھا۔ تو سب سے پہلے مَیں کینیڈا کو لیتا ہوں۔ یہاں بھی اکثریت پاکستانی احمدیوں کی ہے اور شاید 20-25 ہزار سے زیادہ تعداد ہے۔ ان پاکستانی احمدیوں کو جو وہاں رہتے ہیں میں کہتا ہوں کہ آپ پر ہندوستان کا بہت حق ہے۔ اکثر کی جڑیں وہیں سے شروع ہوتی ہیں۔ کینیڈا میں وقف جدید میں شامل افراد کی تعداد صرف 12,862 ہے اور فی کس 40 کینیڈین ڈالرز ہے جبکہ تعداد اور قربانی کی استعداد دونوں میں یہاں پہ گنجائش موجود ہے تو اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔

پھر جرمنی ہے، جس کی فی کس قربانی 15 یورو ہے۔ شاملین ماشاء اللہ اچھی تعداد میں ہیں، 22 ہزار 500 کچھ۔ بہر حال جرمنی میں بھی اکثریت پاکستانی ہے۔ 15 یورو میرے لحاظ سے کم ہے۔ اس طرف ان کو توجہ کرنی چاہئے۔ امریکہ ہے، ان کی ادائیگی ماشاء اللہ اچھی ہے 137 ڈالرز فی کس۔ لیکن وقف جدید میں چندہ دینے کی تعداد میں جو لوگ شامل ہیں ان میں اضافہ کی گنجائش موجود ہے۔

اور اب UK والے نہ سمجھیں کہ ان کو بھول گیا ہوں، پیش کر دیتا ہوں۔ تحریک جدید کے جو بعض اعداد و شمار مَیں نے پیش کئے تھے اس کے بعد کچھ ہل جل ہوئی تھی بعض جماعتوں میں بھی اور مرکزی طور پر بھی۔ تو یہاں بھی وقف جدید کا چندہ فی کس 34 پاؤنڈ ہے۔ اگر اس طرح لیں تو مہینے کا تقریباً پونے تین پاؤنڈز۔ اور میرا خیال ہے کہ آپ جو باہر جاتے ہیں تو ایک وقت میں اس سے زیادہ کے چپس وغیرہ اور دوسری چیزیں اپنے بچوں کو کھلا دیتے ہیں۔ اس میں شمولیت کی بھی کافی گنجائش ہے۔ 12024 کی تعداد میں شمولیت۔ اس سے اَور زیادہ تعداد بڑھ سکتی ہے۔ مَیں نے جو ریجنز کا جائزہ لیا ہے اس میں سکاٹ لینڈ ریجن کی شمولیت ماشاء اللہ سب سے اچھی ہے تقریباً 81 فیصد۔ اور اس کے بعد ساؤتھ ویسٹ ریجن ہے جس میں کارنوال وغیرہ شامل ہیں اس کی 80 فیصد شمولیت ہے۔ نارتھ ایسٹ ریجن کی 78 سے اوپر ہے۔ لیکن یہاں نارتھ ایسٹ میں باقی تو ٹھیک ہے سکنتھروپ والے اکثر ڈاکٹر ہیں ان کی شمولیت بہت کم ہے۔ اور سب سے کم ساؤتھ ریجن میں 54 فیصد شمولیت ہے۔ تو شمولیت کے لحاظ سے کوشش کرنی چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد وقف جدید میں شامل ہو اور اس میں بچوں کو شامل کریں۔ آگے کوائف مَیں دوبارہ بتاؤں گا بلکہ یہاں مَیں بتا ہی دیتا ہوں اس سے متعلقہ ہی ہیں۔

تحریک جدید میں مَیں نے بریڈفورڈ کو توجہ دلائی ان کے بڑے خط آئے تھے کہ ہم وقف جدید میں اس دفعہ یہ کر دیں گے وہ کر دیں گے۔ تو ایک تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقف جدید کی شمولیت میں بھی لندن مسجد کا جو علاقہ ہے وہ فی کس ادائیگی کے لحاظ سے نمبر ایک پر ہی ہے۔ 62 پاؤنڈز سے اوپر تقریباً 63 پاؤنڈز فی کس ہے۔ اور بریڈفورڈ جنہوں نے بہت دعوے کئے تھے وہ 38 پاؤنڈز پر ہیں۔ اسی طرح برمنگھم بہت ہی نیچے ہے وہاں اچھے بھلے کھاتے پیتے لوگ ہیں، بہت بڑھ سکتے ہیں، مانچسٹر میں بڑھ سکتے ہیں۔ دوسری جماعت جو اپنے لحاظ سے اچھی قربانی کرنے والی ہے وہ ووسٹر پارک ہے۔

تو یہ اور ہندوستان کے کوائف مَیں نے اس لئے بتائے ہیں کہ آپ لوگوں کو ضرورت کا بھی اندازہ ہو جائے اور اپنی قربانی کا بھی۔ ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اتنا بوجھ نہ ڈالو جو برداشت نہ ہو سکے اور عفو پر عمل کرو یعنی اپنے بیوی بچوں کی ضروریات کا بھی خیال رکھو۔ ان کو پورا کرو۔ لیکن ضروریات کی بھی کوئی حد مقرر ہونی چاہئے اس کے بھی معیار ہونے چاہئیں۔ ورنہ اس زمانے میں جتنا دنیاوی چیزوں کی خواہش کرتے جائیں گے، خواہشیں بڑھتی جائیں گی اور قسم قسم کی جو چیزیں بازار میں دیکھتے ہیں وہ آپ کی خواہشات کو مزید بھڑکاتی ہیں تو اس لحاظ سے بھی دیکھنا چاہئے کہ عفو کی تعریف کیا ہے۔

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ایمانی حالت کی بہتری کے لئے بھی قربانی کی ضرورت ہے۔ تو اپنے بچوں میں بھی اس قربانی کی عادت ڈالیں تا کہ جب وہ بڑے ہوں تو ان کی خواہشات کی جو ترجیحات ہیں ان میں اللہ کی خاطر مالی قربانی سب سے اوّل نمبر پر ہو۔ اس سے ایک تو شاملین کی تعداد میں بھی اضافہ ہو گا اور جو عفو کے معیار ہیں وہ ترجیحات بدل جانے سے بدل جائیں گے۔ جو لوگ بچوں کو بھی جب جیب خرچ دیتے ہیں تو ان کو اس میں سے چندہ دینے کی عادت ڈالیں۔ عیدی وغیرہ میں سے چندہ دینے کی عادت ڈالیں، ان مغربی ممالک میں مَیں نے اندازہ لگایا ہے جیسا کہ پہلے بھی مَیں کہہ چکا ہوں کہ بازار سے کھانا برگر وغیرہ جو ہیں اور بڑے شوق سے کھائے جاتے ہیں اور جو مزے کے لئے کھائے جاتے ہیں، ضرورت نہیں ہے۔ اگر مہینے میں صرف دو دفعہ یہ بچا کر وقف جدید کے بچوں کے چندے میں دیں تو اسی سے وصولی میں 25 سے 30 فیصد تک اضافہ ہو سکتا ہے۔

تو وقف جدید کو جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے پاکستان میں بچوں کے سپرد کیا تھا۔ مَیں بھی شاید پہلے کہہ چکا ہوں، نہیں تو اب یہ اعلان کرتا ہوں کہ باہر کی دنیا بھی اپنے بچوں کے سپرد وقف جدید کی تحریک کرے اور اس کی ان کو عادت ڈالے تو بچوں کی بہت بڑی تعداد ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ بہت بڑے خرچ پورے کر لے گی اور یہ کوئی بوجھ نہیں ہو گا۔ جب آپ چھوٹی چھوٹی چیزوں میں سے بچت کرنے کی ان کو عادت ڈالیں گے اسی طرح بڑے بھی کریں اور اگر یہ ہو جائے تو ہندوستان کے اخراجات اور کچھ حد تک افریقہ کے اخراجات بھی پورے کئے جا سکتے ہیں۔

بہر حال اس مختصر تاریخ وقف جدید اور کوائف کے بعد مَیں مجموعی کوائف بھی بتا دیتا ہوں جس میں ملکوں کی پوزیشن ہو گی اور پاکستان کے شہروں کی پوزیشن بھی۔ مجموعی طور پر اللہ کے فضل سے جماعت نے 22 لاکھ 25 ہزار پونڈز کی قربانی پیش کی ہے جو گزشتہ سال کی نسبت 83 ہزار پاؤنڈز زیادہ رہی ہے۔ اور اس میں گو کہ مقامی ملکوں کے مطابق قربانیوں کے معیار بڑھے ہیں لیکن پاؤنڈز کے مقابلے میں امریکہ اور پاکستان میں بھی کرنسی کا ریٹ بہت کم ہو گیا ہے۔ یعنی ان کی کرنسیوں کے معیار کم ہو گئے ہیں۔

دنیا بھر کی جماعتوں میں ریٹ (Rate) گرنے کے باوجود پاکستان نمبر ایک پہ ہے۔ امریکہ پہلے نمبر ایک پہ ہوتا تھا۔ ان کو شاید یہ احساس ہو کہ ہماری کرنسی شاید گری ہے اس لئے ہم دوسرے نمبر پر چلے گئے لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا پاکستان میں قربانیوں کے معیار بہت بڑھ گئے ہیں۔ غریبوں کا جذبہ قربانی جیت گیا ہے۔ بس

پاکستان کے احمدیوں سے مَیں یہ کہتا ہوں کہ اس جذبے کو جو آپ میں پیدا ہو گیا ہے کبھی مرنے نہ دیں اور ہر مخالفت کی آندھی اس جذبے کو مزید ابھارنے والی ہو تا کہ آپ کی قربانیوں کے معیار بڑھتے چلے جائیں۔

تو مجموعی پوزیشن کے لحاظ سے پاکستان نمبر ایک پہ، امریکہ نمبر دو پہ، برطانیہ نمبر تین پہ، یہ انہوں نے Maintain رکھا ہوا ہے ۔ جرمنی نمبر چار پہ، کینیڈا پانچ، ہندوستان چھ، انڈونیشیا سات، بلجیم آٹھ، آسٹریلیا نو اور دسویں نمبر پر سوئٹزرلینڈ ہے۔ لیکن فرانس بھی تقریباً ان کے قریب ہی ہے، معمولی فرق ہے۔ یورپین ممالک میں فرانس میں دعوت الی اللہ کا کام بہت اچھا ہو رہا ہے اور انہوں نے دُور کے فرنچ جزائر میں جا کر وہاں بھی تبلیغ کی ہے اور اچھے نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ فرانس کو چاہئے کہ تبلیغ کے ساتھ ساتھ اپنے نومبائعین کو چندوں میں بھی شامل کریں اور ان کو مالی قربانی کی بھی عادت ڈالیں۔ بلجیم کی بھی چندوں کی طرف توجہ ہو رہی ہے۔

وقف جدید میں شامل ہونے والے افراد چار لاکھ 92 ہزار سے اوپر ہیں۔ اور اس سال 26 ہزار 700 کا اضافہ ہوا ہے۔ اس میں بہت گنجائش ہے۔ اگر جماعتیں کوشش کریں تو بہت اضافہ ہو سکتا ہے۔

پاکستان میں کیونکہ اطفال اور بالغان کے دو مقابلے ہوتے ہیں پہلے بڑوں کا ہے۔ لاہور کی جماعت اوّل ہے، کراچی دوم ہے اور ربوہ سوئم ہے۔ اس کے بعد اضلاع میں راولپنڈی اوّل ہے۔ پھر سیالکوٹ، اسلام آباد، فیصل آباد، گوجرانوالہ، شیخوپورہ، میرپور خاص، سرگودھا، گجرات اور بہاولنگر۔ اور دفتر اطفال میں اوّل لاہور ہے دوم کراچی، سوئم ربوہ کی پوزیشن ہے۔ اور اضلاع میں اسلام آباد، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، راولپنڈی، شیخوپورہ، فیصل آباد، میرپور خاص، سرگودھا، گجرات اور بہاولنگر۔ تقریباً وہی پوزیشن ہے۔ اللہ تعالیٰ سب احمدیوں کو جنہوں نے اللہ کے دین کی خاطر اپنی ضرورتوں کو قربان کیا اور مالی قربانی کی بہترین جزا دے اور ان کے اموال ونفوس میں برکت دے۔

دینی ضرورتوں میں تو وسعت پیدا ہوتی رہے گی اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انشاء اللہ تعالیٰ یہ ضرورتیں پوری کرتا رہے گا لیکن ہر احمدی ہمیشہ یاد رکھے کہ وہ اللہ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے اس کی خاطر مالی قربانیوں میں آگے بڑھنے کی کوشش کرتا رہے۔ جماعت میں مختلف منصوبے ہمیشہ جاری رہتے ہیں۔ یہ نہیں کہ ایک طرف قربانی دی تو دوسری طرف قربانی کے لئے تھک کر بیٹھ گئے۔ ہمیشہ یاد رکھیں جہاں بیٹھے وہاں پھر کمزوریوں پہ کمزوریاں آنی شروع ہو جاتی ہیں۔ اس لئے کبھی اس سوچ کو ذہن میں نہ آنے دیں کہ فلاں جگہ قربانی کردی تو کافی ہے۔ اگلے جہان میں کام آنے والا بہترین مال وہ ہے جو اللہ کی راہ میں قربان کیا گیا ہو۔ آج کل جماعتوں میں، دنیا میں ہر جگہ مسجدوں کی تعمیر کی طرف بہت توجہ ہو رہی ہے۔ کسی چندے یا کسی تحریک میں ایک طرف توجہ ہو جائے تو اس توجہ کو مساجد کی تعمیر میں روک نہیں بننا چاہئے بلکہ اس طرف توجہ قائم رہنی چاہئے۔ برطانیہ میں بھی اس طرف توجہ پیدا ہوئی ہے۔ ہر سال پانچ مساجد بنانے کا انگلستان کی جماعتوں نے وعدہ کیا ہے ۔ بریڈفورڈ میں تعمیر ہو رہی ہے۔ دو اور جگہ بھی کارروائی ہو رہی ہے انشاء اللہ شروع ہو جائے گی۔ تو یہ کام ساتھ ساتھ جاری رہنے چاہئیں۔ کیونکہ مسجد ایک بہت بڑا ذریعہ ہے اپنی اور اپنے بچوں کی تربیت کا بھی اور تبلیغ کا بھی۔

لجنہ کی ایک میٹنگ میں بڑے زوردار طریقے سے عورتوں نے درخواست کی کہ ہمیں فلاں فلاں جگہ بچوں کی تربیت میں دقّت پیدا ہو رہی ہے (یہیں UK کی شوریٰ تھی یا کوئی اور میٹنگ تھی) تو ہمیں مساجد بنا کے دی جائیں، بہت ضروری ہیں۔ تو ان کو مَیں نے یہی جواب دیا تھا کہ مساجد ضروری ہیں اس سے کسی کو انکار نہیں۔ لیکن یہ بنانی آپ نے خود ہیں، کسی نے باہر سے آ کے بنا کے نہیں دینی۔

پھر جب نیشنل شوریٰ ہوئی ہے تو اس وقت جب مَیں نے توجہ دلائی تو جماعت نے اللہ کے فضل سے جیسا کہ مَیں نے بتایا ہر سال پانچ مساجد بنانے کا وعدہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق بھی عطا فرمائے کہ مکمل کر سکیں۔

گزشتہ دنوں میں جب مَیں جرمنی گیا تھا، وہاں بھی زیادہ مقصد اللہ تعالیٰ کے فضل سے مساجد کی تعمیر کے لئے، سنگ بنیاد یا افتتاح کے لئے جانا تھا۔ تین کا افتتاح بھی ہوا، سنگ بنیاد بھی رکھا گیا۔ ایک مسجد جرمنی ہالینڈ کے بارڈر پر ہے واپس آتے ہوئے اس کا افتتاح ہوا۔ وہ ابھی مکمل نہیں ہوئی لیکن ان کی خواہش تھی کہ اس میں نماز پڑھ لی جائے اسی کو ہم افتتاح سمجھیں گے، اس کی تھوڑی سی فنشنگ رہتی ہے تو وہ انشاء اللہ تعالیٰ جلدی کرلیں گے۔

وہاں ایک بہت بڑی مسجد مجلس انصار اللہ جرمنی نے بنائی ہے۔ اس میں تقریباً سات آٹھ سو نمازی نماز پڑھ سکتے ہیں اور مسجد کے طور پر جرمنی میں یہ سب سے بڑی مسجد ہے جو خاص اس مقصد کے لئے بنائی گئی ہے۔ ہال وغیرہ نہیں بلکہ زمین پہ خاص طور پر مسجد کے مقصد کے لئے جو مسجد کھڑی کی گئی ہے، وہ ابھی تک جرمنی میں یہی بڑی مسجد ہے۔ اس کے ساتھ گیسٹ ہاؤس بھی ہے، مشنری ہاؤس بھی ہے، دفتر وغیرہ بھی ہیں۔

پھر جیسا کہ آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ سب سے بڑا بریک تھرو (Break Through) یا بڑی کامیابی جو ہے وہ مسجد برلن کا سنگ بنیاد تھا۔ وہاں مخالفت زوروں پر ہے۔ ابھی بھی مخالفین یہی کہتے ہیں کہ ہم اس مسجد کو بننے نہیں دیں گے اور اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کریں گے۔ گو کہ انتظامیہ کا خیال ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ایسی کوئی بات نہیں ہو گی کیونکہ قانونی تقاضے پورے ہو رہے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ہر طرح سے مدد فرماتا ہے اور یہ نظارے ہم دیکھتے رہے۔ پہلے امیر صاحب کا خیال تھا کہ ایک مہینہ پہلے جلدی آ جاؤں تا کہ مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جائے۔ لیکن جب دسمبر میں مَیں نے جانے کا فیصلہ کیا تو اس وقت تک ان کو مسجد کی تحریری اجازت نہیں ملی تھی۔ تحریری اجازت بھی میرے جانے کے بعد انہیں ملی ہے تو اس کے بعد کوئی قانونی روک نہیں تھی۔ اس کے بغیر اگر ہم جاتے تو کئی قباحتیں پیدا ہو سکتی تھیں اور بنیاد رکھنا بھی ممکن نہیں تھا۔

پھر وہاں کے میئر اور MP آئے اور انہوں نے بھی جماعت کی تعلیم کو سراہتے ہوئے امید ظاہر کی کہ ہمارے لوگوں کی ساری فکریں دور ہو جائیں گی۔ جس دن افتتاح تھا جب ہم وہاں گئے ہیں تو چالیس پچاس کے قریب مخالفین تھے جو نعرے لگا رہے تھے۔ لیکن جرمنی میں ایک دوسرا گروپ بھی ہمیں نظر آیا۔ جب ہم گئے ہیں انہوں نے بھی بینر اٹھایا ہوا تھا اور وہ جماعت احمدیہ کے حق میں تھا کہ یہاں جماعت ضرور مسجد بنائے اور اس میں کوئی روک نہ ڈالی جائے۔ جماعت نے ان کو نہیں کہا تھا اور نہ وہ جانتے تھے۔ خود ہی کھڑے ہو گئے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ نے مخالفین کے توڑ کے لئے خود ہی وہاں انتظام فرما دیا۔ پھر یہ جو ان کا چھوٹا سا جلوس تھا اس پر بھی تین چار شہریوں نے ان کے بینر چھیننے کی کوشش کی کہ یہ کیوں کر رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے خود ہی ایسا سامان پیدا کر دیا کہ مخالفین کو ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ ان کے اپنے لوگ ہی ان کو روکنے والے تھے۔

جو مخالفین تھے (لوگ اتنے زیادہ تو تھے نہیں) انہوں نے ایک ٹیپ ریکارڈر میں ایک آواز ریکارڈ کی ہوئی تھی۔ کسی ٹنل میں سے کوئی جلوس گزرا اس کی بڑی گونج تھی لگتا یہ تھا کہ بہت بڑا جلوس ہے اور آوازیں نکال رہا ہے۔ لیکن لگتا ہے ان کو بھی مُلّاؤں کی ٹریننگ تھی کہ ٹیپ ریکارڈر استعمال کرو۔ جو وہاں MP آئے ہوئے تھے انہوں نے بڑی حیرت سے اس بات کا اظہار کیا کہ مَیں تو ایک عرصے سے جماعت کو جانتا ہوں میرے خیال میں بھی نہیں تھا کہ جماعت احمدیہ کی مسجد کی مخالفت ہو رہی ہو گی۔ یہ تو بڑی امن پسند اور پیار کرنے والی جماعت اور پیار پھیلانے والی جماعت ہے۔ اخباروں اور ٹی وی نے بھی بڑی اچھی کوریج دی۔

جیسا کہ مَیں پہلے بھی جرمنی کے خطبہ میں بتا چکا ہوں کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برلن میں مسجد کی تعمیر کی خواہش کا اظہار فرمایا تھا اور آپؓ کی بڑی شدید خواہش تھی۔ اور اس وقت ایک ایکڑ رقبہ کا قریباً سودا بھی ہو گیا تھا بلکہ میرا خیال ہے لیا بھی گیا تھا اور آج کل کے حالات میں اتنا بڑا رقبہ ملنا ممکن نہیں، کافی مشکل ہے کیونکہ زمینیں کافی مہنگی ہیں۔ جرمنی میں عموماً جو پلاٹ مساجد کے لئے خریدے جا رہے ہیں وہ بڑے چھوٹے ہوتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ فضل فرمایا کہ یہاں تقریباً ایک ایکڑ سے زائد کا رقبہ برلن کی مسجد کے لئے مل گیا ہے اور اللہ میاں نے بڑی سستی قیمت پر دلا دیا۔ جبکہ باقی مساجد جو وہاں بن رہی ہیں اس سے چوتھے پانچویں حصے میں بن رہی ہیں۔

پہلے مَیں یہ بتا دوں کہ حضرت مصلح موعودؓ کا جو اس وقت کا منصوبہ تھا وہ نقشہ دیکھ کے آدمی حیران ہوتا تھا۔ 600 نمازیوں کے لئے ہال کی گنجائش تھی، مشن ہاؤس، گیسٹ ہاؤس، پھر اس میں 13 کمرے تھے جو سٹوڈنٹس کے لئے، طلباء کے لئے رکھے گئے تھے، اب جو مسجد بن رہی ہے اس کے نقشے میں بھی تقریباً 500 نمازیوں کے لئے گنجائش ہو گی اسی طرح باقی چیزیں ہیں۔ اور اگر فوری نہیں تو بعد میں کبھی جب بھی سہولت ہو، انشاء اللہ تعالیٰ اس کو وسعت دی جا سکتی ہے۔ 1923ء میں جب تحریک ہوئی تھی تو لجنہ اماء اللہ نے تعمیر کے لئے رقم جمع کی تھی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ کیونکہ یورپ میں عورتوں کے بارے میں یہ خیال ہے کہ ہم میں عورت جانور کی طرح سمجھی جاتی ہے۔ جب یورپ کو یہ معلوم ہو گا کہ اس وقت اس شہر میں جو دین کا مرکز بن رہا ہے اس میں مسلمان عورتوں نے جرمنی کے نومسلم بھائیوں کے لئے مسجد تیار کروائی ہے تو کس قدر شرمندہ اور حیران ہوں گے۔ تو جرمنی کی لجنہ کو جب یہ علم ہوا کہ پہلی کوشش مسجد کی تعمیر کی تھی اور عورتوں کی قربانیوں سے بنی تھی تو لجنہ جرمنی نے کہا کہ ہم اس مسجد کا خرچ برداشت کریں گی جو تقریباً ڈیڑھ ملین سے 2 ملین یورو کے قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزاء دے اور ان کے مال ونفوس میں برکت ڈالے اور جلد سے جلد اپنا یہ وعدہ پورا کر سکیں تا کہ اپنا وعدہ پورا کر کے دوسرے منصوبوں اور قربانی کے لئے تیار ہو جائیں۔

اس مسجد کا نام خدیجہ مسجد رکھا گیا ہے۔ پس لجنہ ہمیشہ یاد رکھے کہ یہ مبارک نام اس پاک خاتون کا ہے جو سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور آپؐ پر اپنا سارا مال قربان کر دیا۔ پس جہاں یہ مسجد احمدی عورت کو قربانی کے اعلیٰ معیار کی طرف توجہ دلانے والی بنی رہے وہاں دنیا سے بے رغبتی اور تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی طرف بھی ہر احمدی کو توجہ دلانے والی بنی رہے تا کہ ہماری آئندہ نسلیں بھی تقویٰ پر چلتے ہوئے ہر قسم کی قربانی کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والی بنی رہیں، جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو ہمیشہ آگے سے آگے بڑھانے والی ہوں۔ مشرقی جرمنی میں یہ جو برلن میں مسجد بن رہی ہے، یہ ایک مسجد ہی نہیں بلکہ آئندہ نسلیں اور مساجد تعمیر کرنے والی بھی ہوں اور کرتی چلی جائیں اور ان کو آباد کرنے والی بھی ہوں اور خدائے واحد کے نام کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلانے والی ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقصد کو پورا کرنے والی ہوں اور اس میں مددگار بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ دن جلد دکھلائے جب ہم دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کر کے خدائے واحد کے حضور جھکتا ہوا دیکھیں۔ آمین

☆☆☆

اللہ اس شخص پر رحم نہیں کرے گا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ پس آپس کے تعلقات میں صلہ رحمی کا خیال رکھنا چاہئے، دوستی کا خیال رکھنا چاہئے، ہمسائیگی کا خیال رکھنا چاہئے

ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق آنے والے امام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے اس لئے ہمارا فرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام ارشادات پر عمل کرتے ہوئے انسانیت پر رحم کرنے کی کوشش کریں اور انسانوں پر رحم کا تقاضا یہ ہے کہ دل و جان سے اس پیغام کو پہنچائیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام لیکر آئے ہیں

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 26 جنوری 2007 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا گزشتہ خطبہ جمعہ کے تسلسل میں اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کے حوالہ سے مَیں مزید کچھ بیان کروں گا۔ لیکن اس مرتبہ احادیث کے حوالہ سے بیان ہوگا۔ احادیث اس سلسلہ میں بے شمار ہیں، چند ایک وقت کے مطابق یہاں ذکر ہونگی تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جو نصائح فرمائی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اس صفت کی مختلف زاویوں سے جو وضاحت فرمائی ہے اس کا صحیح فہم اور ادراک ہمیں حاصل ہو، تا کہ ہم اس کے حضور جھکنے والے بندے بنیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے، محمدؐ کے معنی ہیں بہت تعریف کیا گیا اور رحمٰن کے معنی ہیں بن مانگے اور بلا تفریق دینے والا اور یہ صاف بات ہے جو بن مانگے دیگا اس کی تعریف ضرور کی جائے گی۔ فرمایا یہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام اور آپ کا فہم و ادراک۔ اور آپ کے فہم و ادراک کی خوبصورتی اور اس کی تجلّی کو ہم احادیث میں دیکھیں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اس صفت کے بارہ میں بتاتے ہیں تو آپ کے الفاظ میں خاص رنگ ہوتا ہے اور رحمۃ للعالمین کا جذبہ رحم، رحمٰن خدا کی مخلوق کے لئے کس شدت سے بے چینی کا اظہار کرتا ہے۔ گزشتہ خطبہ میں ذکر کیا گیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کس طرح لوگ رحمٰن خدا کو ناراض کر کے اس کے عذاب کے مورد بنتے ہیں۔ اس تعلق میں ایک حدیث ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ رحمت تو صرف بد بخت سے ہی چھینی جاتی ہے پس ہر مومن کی یہی خواہش اور کوشش ہونی چاہئے کہ اللہ کی صفت رحمانیت سے حصہ لے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اور روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مومن کو اللہ کی گرفت اور سزا کا علم ہو جائے تو کبھی اس کی مغفرت کی امید نہ رکھے اور اگر کافر کو اس کی مغفرت کا علم ہو جائے تو کبھی اس کی جنت سے محروم نہ ہو پس حقیقی مومن وہی ہے جو اللہ کا خوف دل میں رکھے اور اس علم کے باوجود کہ اللہ کی رحمت ہر چیز پر حاوی ہے ڈرتا رہے کہ کہیں کوئی میرا عمل مجھے محروم نہ کر دے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ انسان ہر ایک گناہ کے لئے خواہ ظاہر کا ہو یا باطن کا استغفار کرتا رہے۔ آج کل یہ دعا کثرت سے پڑھنی چاہئے: رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (اعراف:24) ترجمہ: کے اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں بخش نہ دے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم گھاٹا پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ فرمایا مومن کو جہاں فکر مند ہونا چاہئے وہاں تسلی بھی رکھنی چاہئے کیونکہ اللہ نے مومن کو سکھایا ہے کہ: لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (سورہ زمر:54) کہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی سو رحمتیں ہیں اس میں سے صرف ایک حصہ رحمت اس نے تمام مخلوقات میں تقسیم کی ہے اور اس کے ذریعہ سے وہ ان پر رحم فرماتا ہے اور ننانوے رحمتیں اس نے اپنے پاس رکھی ہیں۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احادیث مبارکہ میں بیان فرمودہ اللہ تعالیٰ کی رحم کی مثالیں پیش کیں اور فرمایا کہ اللہ کی رحمت اور اس کے فضلوں کو سمیٹنے کے لئے ضروری ہے کہ اللہ کی طرف قدم بھی بڑھنے شروع ہو جائیں تبھی ہمیں اللہ کی رحمت کی امید رکھنی چاہئے ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اس کے پاس ایک چھوٹا بچہ بھی تھا وہ اسے اپنے ساتھ چمٹانے لگا فرمایا کیا تو اس سے رحم کا سلوک کرتا ہے اس نے جواب دیا جی ہاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھ سے اس سے بھی زیادہ رحم کرتا ہے جتنا تو اس سے کرتا ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم رحم کرو، تم پر رحم کیا جائے گا، تم بخشش کا سلوک کرو، اللہ تم سے بخشش کرے گا۔ اسی طرح آپ نے فرمایا اللہ اس شخص پر رحم نہیں کرے گا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ پس آپس کے تعلقات میں صلہ رحمی کا خیال رکھنا چاہئے، دوستی کا خیال رکھنا چاہئے، ہمسائیگی کا خیال رکھنا چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے جو چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کا حق ادا نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ فرمایا یہ خلق بھی ہر احمدی میں بڑوں میں بچوں میں نظر آنا چاہئے۔ اس خلق سے ہی ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں سے حصہ لینے والے بنیں گے اس لئے معاشرے میں محبت اور پیار کی فضا پیدا کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل جنت کی تین نشانیاں بیان فرمائی ہیں: ایسا حاکم جو انصاف کرنے والا ہے، ایسا آدمی جو رحم کرنے والا ہے اور ایسا آدمی جو محتاج ہو مگر سوال نہ کرے۔

فرمایا ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق آنے والے امام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے اس لئے ہمارا فرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام ارشادات پر عمل کرتے ہوئے انسانیت پر رحم کرنے کی کوشش کریں اور انسانوں پر رحم کا تقاضا یہ ہے کہ دل و جان سے اس پیغام کو پہنچائیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام لیکر آئے ہیں۔ اس لئے ہمارے آپس میں بھی ایک دوسرے سے محبت کے معاملات ہونے چاہئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنوں کو آپس میں رحم کرنے میں اور شفقت کرنے میں ایک جسم کی طرح قرار دیا ہے اس لئے مومنوں کا حقیقی معاشرہ وہ کہلائے گا جس میں ایک دوسرے کی تکلیف اور دکھ کا احساس ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں سے بھی رحم کرنے کی نصیحت فرمائی ہے اور اس کے لئے ہمیشہ دعا بھی کرنی چاہئے اور ایسے اعمال کی کوشش کرنی چاہئے جو اس کی رحمت کو جذب کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ❁❁

محمود احمد بانی

منصور احمد بانی

مسرور | شہروز | اُسد

BANI ®

موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
(ESTABLISHED 1956)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
5, SOOTERKIN STREET, KOLKATA-700072

BANI AUTOMOTIVES
56, TOPSIA ROAD (SOUTH)
KOLKATA- 700046

BANI DISTRIBUTORS
5, SOOTERKIN STREET
KOLKATA-700072

PHONE: CITY SHOWROOM: 2236-9893, 2234-7577, WAREHOUSE: 2343-4006, 2344-8741, RESIDENCE: 2236-2096, 2237-8749, FAX: 91-33-2234-7577

ہندو بھائیوں کے نام

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کا پیغام

پیارے ہندو بھائیو! ہم ایک ہی وطن میں رہتے ہیں۔ عام طور پر ایک ہی بولی بولتے ہیں۔ پرماتما کا روشنی دینے والا سورج ہم سب کو ایک سی روشنی دیتا ہے۔ اس کا خوبصورت چاند ہم سب کو بغیر فرق کے محبت بھری نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ رات کا اندھیرا جب ساری دنیا پر چھا جاتا ہے جب ہمارے اپنے حواس بھی ہم کو چھوڑ جاتے ہیں۔ اور دن کا تھکا ہوا جسم بے جان ہو کر چارپائی پر گر جاتا ہے۔ اُس وقت خدا کے فرشتے اپنے پریم کے پروں کو پھیلا کر ہم سب پر اپنا سایہ کر دیتے ہیں۔ اور ہندو مسلمان میں فرق نہیں کرتے۔ ہمالیہ کی چوٹیوں پر پڑی ہوئی برف جب سورج کی گرمی سے پگھلتی ہے اور دریاؤں کے پانیوں کو ان کے کناروں تک بلند کر دیتی ہے، جب خوبصورت گنگا اور دل لبھانے والی جمنا اپنے اُچھلنے والے پانیوں کو پیاس سے خشک شدہ کھیتوں میں لا کر ڈالتی ہیں وہ کبھی بھی نہیں دیکھتیں کہ کون مسلمان ہے اور کون ہندو۔ وہ آگ جو گند کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے اور انسانی دوزخ کو بجھانے کے کام آتی ہے، ہندو کی بھاجی اور مسلمان کے سالن کے پکانے میں اس نے کبھی فرق نہیں کیا۔ پھر جب پرماتما کی نعمتوں نے ہم سب میں کوئی فرق نہیں رکھا ہماری اس سے محبت کیوں فرق والی ہو؟ سوتیلے باپ اور سگے باپ کی محبت میں فرق ہو سکتا ہے پر اپنے باپ کی محبت میں بچے کبھی فرق نہیں رکھتے وہ آپس میں لڑ سکتے ہیں لیکن اپنے باپ اور اپنی ماں سے محبت میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

پر ہمیں کیا ہو گیا۔ ہم آپس کی لڑائیوں میں اپنے پرماتما کو بھی بھول گئے ہیں۔ ہم یہ بھی تو خیال نہیں کرتے کہ اس نے ہمارے گناہوں کو دیکھ کر بھی ہم میں فرق نہیں کیا تو ہم اس کے احسان دیکھتے ہوئے اس سے فرق کیوں کریں؟ بے وقوف بچے جب آپس میں لڑ رہے ہوتے ہیں ماں کی ایک آواز سن کر ایک دوسرے کا گلا چھوڑ کر ماں کی طرف دوڑ پڑتے ہیں۔ وحشی کبوتر تک جس کی فطرت میں آزادی ہے اپنے دانہ ڈالنے والے کی آواز کو سن کر اپنی آزادی کو بھول جاتا ہے اور اپنے ڈربے کی تنگ اور تاریک جگہ پر اپنی بے قید پرواز کو قربان کر دیتا ہے کیونکہ دانہ ڈالنے والے کی آواز کا انکار اس سے نہیں ہو سکتا۔

پھر اے پیارے ہندو بھائیو! کیوں تم اُس آواز کی طرف دھیان نہیں کرتے جو تمہارے پرمیشر نے ساری دنیا کو اپنے گرد جمع کرنے کیلئے بلند کی ہے۔ کیا صرف اسلئے کہ وہ ایک مسلمان کے منہ سے نکلی ہے؟ مگر کیا تم بھول گئے ہو کہ پرماتما کی کوئی چیز مقید نہیں ہوتی۔ ہندو اور مسلمان اور عیسائی سب نام بندوں کے ہیں۔ جب پرماتما کسی کو چن لیتا ہے تو پھر وہ قوموں کے بندھن سے آزاد ہو جاتا ہے۔ وہ کسی خاص قوم کا نہیں رہتا۔ ہر قوم اس کی ہو جاتی ہے اور وہ سب کا ہو جاتا ہے۔

اے ہندو بھائیو! اسی طرح اس زمانہ کا اوتار کسی خاص قوم کا نہیں۔ وہ مہدی بھی ہے کیونکہ مسلمانوں کی نجات کا پیغام لایا۔ وہ عیسیٰ بھی ہے کیونکہ عیسائیوں کی ہدایت کا سامان لایا ہے۔ وہ نہہ کلنک اوتار بھی ہے کیونکہ وہ تمہارے لئے ہاں اے ہندو بھائیو تمہارے لئے خدا تعالیٰ کی محبت کی چادر کا تحفہ لایا ہے۔

تم پرانے بزرگوں کی اولاد ہو۔ تم کو بجا فخر ہے کہ ہمارے باپ دادے سب سے پرانی تہذیب کے حامل تھے تم ایک ایسے فلسفہ کو پیش کرتے ہو کہ تمہاری تاریخ اس سے پہلے کسی فلسفہ کو تسلیم ہی نہیں کرتی۔ مگر کیا تم ان پرانے جسموں کو اس پرانی روح سے خالی رکھو گے جو پرماتما کی طرف سے آتی ہے جو سب سے قدیم اور سب سے پرانا ہے؟ پرانی چیزیں قابل قدر ہوتی ہیں۔ مگر تبھی تک جب تک کہ ان میں جان ہوتی ہے تمہارے ماں باپ جس قدر بوڑھے ہوتے جاتے ہیں تم انکی زیادہ عزت کرتے ہو لیکن جب وہ مرجاتے ہیں تم انکو چتا پر لٹا کر جلا دیتے ہو۔ پس پرانی چیز قابل عزت ہے۔ لیکن جب تک اس میں جان ہو۔ پھر تم اپنی پرانی اور قابل عزت چیزوں میں جان ڈالنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے؟

خدا تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ جن کو وہ ایک دفعہ عزت دیتا ہے ان کے ساتھ ہمیشہ تعلق نبھاتا ہے اور اگر وہ اس کی طرف رجوع کر کے نیکی کی روح حاصل کریں تو انہیں دوسروں سے زیادہ عزت بخشتا ہے۔ پس اگر تم کو قدیم تہذیب اور قدیم فلسفہ کا ورثہ ملا ہے تو اُسے خدا تعالیٰ کی روح سے زندہ کرو تا کہ وہ اس زمانہ کی ضرورت کے مطابق شکل اختیار کر کے دنیا کیلئے فائدہ بخش بنے۔

پیارے بھائیو! زندہ اور مردہ میں یہی فرق ہوتا ہے کہ زندہ زمانہ کے مطابق ترقی کرتا ہے اور مردہ ایک حال پر رہتا ہے اور آخر سڑنے لگ جاتا ہے۔ کیا تم نے کبھی غور کیا کہ تمہاری بے توجہی سے تمہاری تہذیب اور تمہارے مذہب پر بھی زمانہ نے اپنا اثر ڈالنا شروع کر دیا ہے۔ ذرا غور تو کرو کہ پرماتما کے مقابلہ پر تم میں کتنے دیوتا نکل آئے ہیں؟ ذرا اپنی کتابوں کو تو اُٹھا کر دیکھو۔ کیا کرشن اور رام چندر نے بھی کسی مورتی کے آگے ماتھا جھکایا تھا؟ کیا وہ بھی کسی بت کے ماتھے پر سیندھور لگانے گئے تھے؟ کیا انہوں نے بھی شوجی اور پاربتی کے آگے ہاتھ جوڑے تھے؟ آخر یہ پرماتما سے دوری اور دوسروں کے آگے جھکنے کا خیال آپ لوگوں میں کہاں سے آیا؟ کیوں اس کی محبت جو سب سے پیارا ہے سرد ہوتی گئی؟ اور آقا کی جگہ چاکروں کو دے دی گئی؟ آخر اس کا سبب کچھ تو ہونا چاہئے۔ جو کام کرشن جی اور رامچندر جی نے نہ کیا تھا وہ آپ کیوں کرنے لگے؟ جس راہ پر مقدس اوتار نہ چلے تھے آپ اس راہ پر کیوں چلنے لگے؟ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی زندگی بخشنے والی تازہ باتوں سے آپ نے اپنے کان بند کر لئے۔ اور پرانے جسم کو تو چمٹے رہے مگر روح کو نکل جانے دیا۔ گلاب کا پھول جب تک ٹہنی پر رہتا ہے وہ کیسا خوشبودار ہوتا ہے وہ کیسا تر و تازہ ہوتا ہے۔ وہ کیسا نرم اور نازک ہوتا ہے۔ لیکن جب اسے اُتار کر لوگ سینہ یا سر پر لگا لیتے ہیں وہ تھوڑی ہی دیر میں کیسا خشک اور سخت ہو جاتا ہے۔ اس کی خوشبو کس طرح اُڑ جاتی ہے۔ آخر اس کی وجہ اس کے سوا کیا ہے کہ وہ اُس زندگی بخشنے والے تعلق سے جدا کر دیا جاتا ہے جو اس کی سب تازگی کا موجب تھا۔ اسطرح اے پیارے بھائیو! فلسفے اور مذہب اچھی چیزیں ہیں مگر ان کی سب خوبصورتی اسی وقت تک رہتی ہے جب تک ان کی جڑ اس زندگی بخشنے والے درخت سے ملی رہتی ہے جسے پرماتما کہتے ہیں۔ جب اُس پھول کو اُس سے جدا کر لیا جاتا ہے۔ اُس کی سب خوبصورتی خاک میں مل جاتی ہے۔ وہ اصلی پھول اتنا خوبصورت بھی تو نہیں رہتا جتنا کپڑے یا کاغذ کا بنا ہوا پھول۔

پس اے بھائیو! آپ لوگوں کی روحانی زندگی کے بارہ میں جو کچھ پیش آیا ہے صرف اُس تعلق کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے پیش آیا ہے۔ اگر کرشن جی اور رامچندر جی کی طرح ان کے بعد آنے والے لوگ بھی پرماتما سے تعلق رکھتے تو کبھی یہ نوبت نہ پہنچتی کہ خدا تعالیٰ کا اونچا آستانہ چھوڑ کر مقدس رشیوں کی اولاد بتوں اور دیویوں کے آگے جھکتی پھرتی جس ماتھے کو خدا تعالیٰ نے چومنے کیلئے بنایا تھا کتنے افسوس کا مقام ہے کہ وہ اپنے سے بھی ادنیٰ چیزوں کے آگے جھکتا ہے۔ وہ نظریں جو اونچا اُٹھنے کیلئے بنی تھیں افسوس کہ پاتال کی طرف جھکی ہوئی ہیں مگر کیوں؟ کیا اس لئے کہ ان کیلئے اور صورت ممکن نہیں؟ نہیں نہیں یہ نہیں ہو سکتا کہ خدا کرشن اور رامچندر کی اولادوں اور سیوکوں کو ہمیشہ کیلئے چھوڑ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں چنانچہ اُس نے ہندوؤں کی ترقی اور اصلاح کیلئے نہہ کلنکی اوتار کو بھیج دیا ہے جو عین اس زمانہ میں آیا ہے، جس زمانہ کی کرشن جی نے پہلے سے خبر دے رکھی تھی۔ اس نے خدا تعالیٰ کے تازہ نشانوں سے دنیا کو خدا تعالیٰ کے زندہ اور قادر ہونے کا ثبوت دے دیا ہے۔ ایسا ثبوت کہ کوئی شخص اس کا انکار نہیں کر سکتا اور اب ہر شخص جو پرماتما سے محبت کرنا چاہتا ہے اس کے ذریعہ سے اپنے ایشور سے مل سکتا ہے اور اُن انعاموں کو حاصل کر سکتا ہے جو پرانے رشی منی حاصل کیا کرتے تھے کیونکہ ہمارا خدا بخیل نہیں کہ ایک کو دے اور دوسرے کو نہ دے۔ اور نہ اس کا خزانہ محدود ہے کہ جو کچھ پہلے کر سکتا تھا اب نہیں کر سکتا۔

اُس نہہ کلنکی اوتار کا نام مرزا غلام احمدؑ ہے جو قادیان ضلع گورداسپور میں ظاہر ہوئے تھے۔ خدا نے ان کے ہاتھ پر ہزاروں نشان دکھائے ہیں۔ اور ان کے ذریعہ سے وہ پھر دنیا کو انصاف اور عدل سے بھرنا چاہتا ہے جو لوگ اُن پر ایمان لاتے ہیں اُن کو خدا تعالیٰ بڑا نور بخشتا ہے۔ اور اُن کی دعائیں سنتا ہے اور اُن کی سفارشوں پر لوگوں کی تکلیفوں کو دور کرتا ہے اور عزتیں بخشتا ہے۔ آپ کو چاہئے کہ اُن کی تعلیم کو پڑھ کر نور حاصل کریں۔ اور اگر کوئی شک ہو تو پرماتما سے دُعا کریں کہ اے پرماتما! اگر یہ آدمی جو تیری طرف سے ہونے کا دعوی کرتا ہے اور اپنے آپ کو نہہ کلنک اوتار کہتا ہے اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو اُس کے ماننے کی ہم کو توفیق دے۔ اور ہمارے سینہ کو اس پر ایمان لانے کیلئے کھول دے۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ پرماتما ضرور آپ کو غیبی نشانوں سے اُس کی صداقت پر یقین دلا دے گا۔ اور اگر آپ وعدہ کریں کہ سچائی کے کھلنے پر آپ اُس کے دعویٰ کو مان کر اپنے پیدا کرنے والے اور مالک سے صلح کر لیں گے تو آپ سچے دل سے میری طرف رجوع کریں اور اپنی مشکلات کیلئے دعا کرائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مشکلوں کو دور کرے گا اور مرادوں کو پورا کرے گا۔ مگر اسی دستور کے مطابق جو اس کا کرشن جی اور رامچندر جی کے وقت تھا مگر شرط یہ ہوگی کہ پھر آپ دنیا کی محبت کو چھوڑ کر اس کے ساتھ تعلق پختہ پیدا کر لیں اور اُس کی آواز کو اپنے باقی دوستوں اور عزیزوں تک پہنچائیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت کو پیدا کرنے کے لئے جو اُس نے تدبیریں بتائی ہیں ان پر عمل کر کے پرماتما کے سچے عاشق اور مخلص سیوک بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ ❀❀

"فَخْرِ رُسُلْ" اور نظام جماعت

(محمد ایوب ساجد نائب ناظر نشر و اشاعت قادیان)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل، علم، طاقت سے سرفراز فرمایا ہے لیکن ان کے ہوتے ہوئے بھی یہ انسان نہایت ہی عاجز اور ناتواں ہے۔ انسان کا علم اس کی عقل اس کی طاقت بہت ہی محدود ہے۔ تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی اور یہودی مذہب ترقی پذیر رہا جب تک کہ ان کی راہنمائی کے لئے خداتعالیٰ کے مرسل مبعوث ہوتے رہے لیکن آخر وہ رفتہ رفتہ اتنے تنزل کا شکار ہوئے کہ بندروں سے بھی بدتر ہو گئے۔

قرآن پاک سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ جس نے عربوں کی دینی و دنیاوی زندگی میں چار چاند لگا دئے۔ شعب ابی طالب میں محصور فاقہ کرنے والے صحابہ کبار قرآن پاک کی برکتوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم سے ملکوں کے گورنر بن گئے اور وہ دولتوں کے خزانے تقسیم کرتے دیکھے گئے

حسب وعدہ نبوت کے بعد خلافت راشدہ کے دور میں بھی اسلام ترقی پذیر رہا لیکن جب خدائی راہنمائی منقطع ہوئی وہی قرآن وہی نظام وہی اصول وہی عبادت، وہی تعلیم، وہی اوامر و نواہی لیکن اس کے باوجود مسلمان اس قدر تنزل کا شکار ہوئے کہ یہود میں اور مسلمانوں میں پہچان کرنا مشکل ہو گیا۔

اس زاویہ سے جب ہم غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انسان طبعاً و فطرۃً اس امر کا محتاج ہے کہ زندگی کے مختلف شعبوں میں وہ تبھی صحیح نشو و نما پا سکتا ہے جب کہ اس کو خدائے تعالیٰ کے برگزیدوں، ماموروں کی ذریعہ سے ہدایت حاصل ہو۔ چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدوں ماموروں کو وحی عطا فرماتا ہے لہذا ماموروں کی راہنمائی میں اس پاک وحی کا نور ہوتا ہے جس سے انسان ترقیات کے منازل پا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فخر کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری زمانہ میں غلبہ اسلام بر ادیانِ باطلہ کی بشارت سے نوازا تھا۔

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس عظیم کام کے انجام دہی کے لئے چُنا۔ سنت انبیاء کے تحت ابھی وہ ذکر و اذکار میں ہی مصروف تھے، مسجد کے ایک کونے میں گمنامی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی گمنامی کی حالت میں جبکہ کوئی شخص بھی آپ پر ایمان نہیں لایا تھا آپ کو الہاماً بتایا:

'' میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔'' (الحکم جلد 2 نمبر 24 صفحہ 14)

'' میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا اور تیرا ذکر بلند کروں گا اور تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا۔''

(ازالہ اوہام صفحہ 635)

ان الہامات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک میں آپ کا پیغام زمین کے کناروں تک پہنچے گا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام مبارک دنیا میں اس قدر مشہور ہو گا اور عزت پائے گا کہ لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں اور اربوں مخلوق دنیا کے مختلف حصوں میں آباد شب و روز آپ پر اور آپ کے ذریعہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں مصروف ہوں گے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَعَلیٰ عَبْدِکَ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْد۔

غلبہ اسلام کی اس تخم ریزی کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے اس تخم ریزی سے لہلہاتے ہوئے باغ پیدا کرنے کے لئے آپ کو کثرت سے ایک عظیم بیٹے کی بشارت سے نوازا۔

احادیث میں جہاں کہ یُحْیِی الدِّیْنَ وَیُقِیْمُ الشَّرِیْعَۃَ مسیح موعود کے حق میں آتا ہے وہاں پر یہ بھی ہمیں ملتا ہے کہ یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ کہ مسیح موعود شادی کریگا اور اس کے ہاں اس کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اولاد ہو گی جو اس عظیم ذمہ داریوں کو انجام دے گی۔

بشیر اول کی پیدائشؓ کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آگاہ فرمادیا کہ:

'' اب قریب مدت میں آپ کے ہاں لڑکا پیدا ہو گا جس کا نام محمود احمد ہو گا۔ اور وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلے گا۔'' (اشتہار دہم جولائی 1886)

اس الہام میں اللہ تعالیٰ نے موعود فرزند ارجمند کا نام محمود احمد رکھ کر یہ اعلان فرمادیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ لخت جگر جواب پیدا ہو گا اپنے تمام کاموں کے لحاظ سے قابل حمد وجود ہو گا اور محمود کی اضافت کو احمد کی طرف کر کے یہ واضح کر دیا کہ یہ وہی موعود فرزند ارجمند ہے جس کی بشارت خود حضرت رسول اکرم احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ کے مبارک الفاظ میں فرمائی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو فخر رسل قرار دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں مجھے ایک خواب میں اس مصلح موعود کی نسبت زبان پر یہ شعر جاری ہوا۔

اے فخر رسل قرب تو معلوم شد
دیر آمدہ ز رہ دور آمدہ

پس اس کلام الٰہی میں آپ کو فخر رسل قرار دیا گیا اور فخر رسل نے اپنی آئندہ زندگی میں اسلام احمدیت کی خاطر بہت زبردست کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جہاں صدہا کتب ہزاروں خطابات و خطبات و دینی مجالس منعقد کر کے، دور دراز ملکوں میں تبلیغی سفیر بھجوا کر آپ نے اعلائے کلمۃ اللہ کی خدمت کو بجا لایا وہاں آپ نے جماعت احمدیہ کے کام اور افراد کا بڑے ہی حکمت اور دانائی سے ایک تنظیمی ڈھانچہ تشکیل دیا جس سے پوری جماعت ایک لڑی میں پروئی گئی۔

قوائد صدر انجمن احمدیہ قادیان رسالہ الوصیت کے منشاء کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حکم سے بنائے گئے ترمیم کردہ مجلس معتمدین باجلاس 8 نومبر 1906ء سے پایا جاتا ہے کہ '' تمام انجمن ہائے احمدیہ کی ایک سالانہ کانفرنس بمقام قادیان دارالامان ہو گی جس میں اراکین مجلس معتمدین کے علاوہ ہر ایک انجمن احمدیہ کے سیکرٹری اور پریذیڈنٹ بھی شامل ہوں گے۔ یا جس صورت میں سیکرٹری یا پریذیڈنٹ نہ آسکے تو ایک یا دونوں کی بجائے انجمن کو اختیار ہو گا کہ ڈیلیگیٹ بھیج دے جو اس انجمن کے قائمقام سمجھے جائیں۔'' (بحوالہ قاعدہ نمبر 19)

کانفرنس انجمن ہائے احمدیہ بجٹ منظور کردہ مجلس ناظم اور سالانہ رپورٹ پر غور اور بحث کرے گی۔ اور کانفرنس میں بجٹ پاس ہونے کے بعد مجلس معتمدین میں پیش ہو گی۔ (قاعدہ نمبر 20)

نظام جماعت کے نام پر یہ صرف اسی قدر تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے عہد مبارک میں یہ کانفرنس جلسہ سالانہ کے موقع پر ہوا کرتی تھی۔ سیدنا حضرت فضل عمرؓ کے زمانہ میں اس کانفرنس کا نام مجلس مشاورت رکھا گیا۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں اللہ تعالیٰ نے نظام جماعت کو مستحکم فرمایا چنانچہ سلسلہ کے کاموں کو عمدگی اور سہولت سے چلانے کے لئے درج ذیل نظارتیں آپ نے قائم فرمائیں۔

نظارت ہائے اعلیٰ، دعوۃ و تبلیغ، تعلیم و تربیت، تالیف و تصنیف، امور عامہ، امور عامہ خارجہ، دارالقضا، ضیافت، بیت المال، تحریک جدید۔ یہ تمام صیغے مستقل نوعیت رکھتے ہیں۔ آپؓ نے ایسا مضبوط و مستحکم نظام جماعت کو دیا کہ اس سے جماعت کو ایک خاص مضبوطی عطا ہوئی۔

قواعد اساسی (بائی لاز) صدر انجمن احمدیہ

جو بمنظوری حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ صدر انجمن احمدیہ کے ریزولیشن 492 مورخہ 21.12.35 میں پیش ہو کر بصورت ذیل ترمیم ہوئے:

نام انجمن:

سلسلہ احمدیہ کی ایک مرکزی انجمن ہو گی جس کا نام صدر انجمن احمدیہ ہو گا۔ اس انجمن کا صدر مقام قادیان ہو گا۔ (زیر ریزولیشن 52/3.8.47)

اس میں یہ ترمیم ہوئی کہ '' خاص حالات کے ماتحت زیر ہدایت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی یا حضور کے کسی نامزد کردہ نائب کی ہدایت پر اس انجمن کے دفاتر کسی اور جگہ بھی کام کر سکیں گے۔''

اغراض صدر انجمن احمدیہ قادیان:

تمام وہ کام جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی دینی دنیوی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے پہلے سے اس مجلس کے سپرد ہیں یا حضور کے خلفائے کرام کی طرف سے سپرد کئے جا چکے ہیں یا آئندہ کئے جائیں۔

اراکین صدر انجمن احمدیہ:

1. تمام صیغہ جات سلسلہ کے ناظران۔
2. تمام ایسے اصحاب جن کو خلیفہ وقت کی طرف سے صدر انجمن احمدیہ قادیان کا زائد ممبر مقرر کیا جائے اس مجلس کے اراکین ہوں گے۔
3. خلیفۂ وقت کی ہدایت کے ماتحت ممبران صدر انجمن احمدیہ کا تقرر و علیحدگی عمل میں آیا کرتی ہے

ناظر اعلیٰ:

ناظر اعلیٰ سے مراد وہ ناظر ہے جس کے سپرد صدر انجمن احمدیہ کے تمام محکمہ جات کے کاموں کی نگرانی ہوا کرتی ہے۔ اور وہ خلیفۂ وقت اور صدر انجمن احمدیہ کے درمیان واسطہ ہوتا ہے۔ ناظران کے فرائض و اختیارات وقتاً فوقتاً خلیفۂ وقت کی طرف سے تفویض ہوتے ہیں۔ اسی طرح صدر انجمن احمدیہ کے فرائض وہی ہوتے ہیں جو خلیفۃ المسیح کی طرف سے تفویض ہوتے ہیں۔ جہاں کہیں بھی مقامی انجمنیں قائم ہوں ان کی نگرانی صدر انجمن احمدیہ کے ہی ذمہ ہے۔

نظارت علیا:

صدر انجمن احمدیہ کے مختلف صیغہ جات کے کام کی نگرانی اور ان میں یکجہتی اور تعاون پیدا کرنے کے لئے یہ نظارت ہے۔

نظارت دعوۃ و تبلیغ:

سلسلہ کے تبلیغی فرائض ادا کرنے کے لئے یہ نظارت قائم فرمائی۔ نظارت دعوۃ و تبلیغ کا یہ کام ہے کہ جہاں تک ممکن ہو یعنی اپنی انتہائی طاقت کے ساتھ تمام اکناف عالم میں بصورت احسن اسلام کی تبلیغ کو پہنچانے کا انتظام کرے۔ اس کا فرض ہے کہ تبلیغ کے بہترین ذرائع تلاش کرے اور ان سے کام لے۔

نوٹ:

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس نظارت کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا۔ ایک کا نام نظارت اصلاح وارشاد اور دوسری کا نظارت دعوت الی اللہ تجویز فرمایا۔

نظارت تعلیم:

سلسلہ احمدیہ کے فرائض دربارہ تعلیم ادا کرنے کے لئے اس نظارت کو قائم فرمایا۔ صدر انجمن احمدیہ کی تمام درسگاہیں اور ہوسٹل مقامی و بیرونی اس نظارت کی نگرانی میں ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ جماعت احمدیہ کی عام تعلیم اور علمی تربیت کا انتظام بھی اسی نظارت کے سپرد ہوتا ہے۔

نظارت بیت المال:

سلسلہ احمدیہ کے فرائض دربارہ تشخیص چندہ جات وتحصیل اموال و دیگر متعلقہ امور کے ادا کرنے کے لئے اس نظارت کو مقرر فرمایا۔ ہر قسم کے چندوں اور دیگر آمدنیوں کی تشخیص اور تحصیل اور تحریک اور صدر انجمن احمدیہ کی ہر قسم کی آمدنی کا انتظام کرنا اس نظارت کے سپرد فرمایا۔ نیز اس نظارت کے فرائض میں یہ بھی شامل فرمایا کہ صدر انجمن احمدیہ کی کل مالی ضروریات کے پورا کرنے کی تدابیر اختیار کرے۔

نظارت تالیف وتصنیف:

سلسلہ احمدیہ کے فرائض تالیف وتصنیف کے ادا کرنے کے لئے اس نظارت کا قیام فرمایا۔ اس نظارت کے فرائض میں درج ذیل امور مقرر فرمائے اسلام احمدیت کی تائید میں کتب و رسالہ جات وغیرہ تصنیف کرنا۔ اور کرانا اخباروں اور رسالوں میں مناسب مضامین شائع کرنا اور کرانا۔ ضرورت سلسلہ کے واسطے ایک مکمل لائبریری کا بہم پہنچانا اور اس کا انتظام کرنا۔ علمی تحقیق کرنا یا کرانا اور اس تحقیق کو شائع کرنا یا کرانا۔

نظارت قضاء:

سلسلہ احمدیہ کے فرائض دربارہ قضاء و فیصلہ تنازعات کی ادائیگی کے لئے اس نظارت کو قائم فرمایا احمدیوں کے تنازعات کے فیصلہ کے لئے مناسب انتظام کرنا اس نظارت کے فرائض میں شامل فرمایا۔

نظارت امور عامہ:

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے فرائض دربارہ سیاست اندرونی و متفرق اموری ادائیگی کے لئے اس نظارت کا قیام فرمایا۔ اس نظارت کے فرائض میں یہ بات شامل فرمائی کہ جماعت کی دنیاوی ترقی کے لئے ایسے ذرائع کا سوچنا جو اس کی انفرادی اور اجتماعی حالت کے لئے مفید ہوں۔

نظارت امور عامہ خارجہ:

سلسلہ کے فرائض دربارہ تعلقات خارجہ کی دائیگی کے لئے اس نظارت کا قیام فرمایا ملکی حکومت اور غیر احمدی اور غیر مسلم انجمنوں اور مخلوط مجلسوں اور ریاستوں وغیرہ کے ساتھ سلسلہ احمدیہ کے مفاد کے ماتحت سیاسی تعلقات رکھنا اس نظارت کے فرائض میں سے ہے۔

نظارت ضیافت:

سلسلہ کے فرائض دربارہ انتظام مہمانان کی ادائیگی کیلئے اس نظارت کا قیام فرمایا۔ سلسلہ کے مہمانوں کی رہائش اور خورد و نوش کا انتظام اس کے تحت کیا جاتا ہے۔

تحریک جدید:

بیرونی ممالک میں تبلیغ کے کام کو وسیع پیمانے پر چلانے کے لئے 1934ء میں انجمن تحریک جدید صدر انجمن احمدیہ سے الگ ایک انجمن کا قیام فرمایا۔ اس تحریک کے نتیجہ میں بفضل ایزدی یورپ، ایشیا، افریقہ اور امریکہ کے مختلف ممالک اور جزائر میں نئے تبلیغی مشن قائم ہوئے۔ سینکڑوں مساجد تعمیر ہوئیں۔ قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم ہوئے اور کثرت کے ساتھ اسلامی لٹریچر مختلف زبانوں میں شائع کیا گیا اور لاکھوں افراد اسلام کے نور سے منور ہوئے۔

انجمن وقف جدید:

اندرون ملک دیہاتی علاقوں میں تبلیغ کے کام کو مؤثر رنگ میں چلانے کے لئے 1957ء میں انجمن وقف جدید کا اجراء فرمایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا دائرہ وسیع فرما کر پوری دنیا میں اس کو نافذ فرمایا جبکہ اس سے قبل اس کا تعلق ہندوستان سے تھا۔

ذیلی تنظیمیں:

جماعت میں قوت عمل کو بیدار رکھنے کے لئے آپ نے جماعت میں ذیلی تنظیمیں یعنی انصار اللہ، خدام الاحمدیہ، اطفال الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ، ناصرات الاحمدیہ کی تنظیمیں قائم فرمائیں تا کہ مرد اور عورتیں بچے اور جوان اپنے اپنے رنگ میں آزادانہ طور پر تعلیم و تربیت کا کام جاری رکھ سکیں اور نئی نسل میں قیادت کی صلاحیتیں اجاگر ہوں۔ ان تنظیموں کو قائم فرما کر سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جماعت پر ایک عظیم احسان فرمایا ہے۔

ان ذیلی تنظیموں کے عہدیداران مرکز میں ہوتے تھے اور ایک مہتمم ہوتا تھا جو کہ باہر کی جماعتوں کے انصار، خدام، اطفال، لجنہ اور ناصرات کی نگرانی کرتا تھا۔ لیکن 3 نومبر 1989ء کو خطبہ جمعہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے عالمگیر سطح پر ان تنظیموں کو وسیع فرماتے ہوئے اعلان فرمایا:

''......آج سے اس خطبہ جمعہ کے ذریعہ میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ آئندہ سے تمام ممالک کی ذیلی مجالس کے اسی طرح صدران ہوں گے جس طرح پاکستان کی ذیلی مجالس کے صدران ہیں اور وہ اسی طرح براہ راست خلیفہ وقت کو اپنی رپورٹیں بھجوائیں گے جس طرح پاکستان کے صدران اپنی رپورٹیں بھجواتے ہیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3 نومبر 1989ء)

حضور رحمہ اللہ کی ہدایات کی روشنی میں وکیل اعلیٰ صاحب تحریک جدید انجمن احمدیہ ربوہ نے مجالس کا دستور انگریزی زبان میں شائع فرمایا اور دنیا بھر میں فوری طور پر اس پر عمل شروع ہوا۔ اس دستور کے مطابق ہر ملک میں نظام کو مستحکم فرمایا۔

مجلس انصار اللہ:

مجلس عاملہ انصار اللہ ملکی
مجلس عاملہ علاقائی/ضلعی
مجلس عاملہ مقامی
مجلس عاملہ حلقہ

مجلس انصار اللہ عاملہ ملکی کے درج ذیل عہدیداران مقرر فرمائے۔

صدر	ملکی
نائب صدر اوّل	//
نائب صدر صف دوئم	//
نائب صدران	//
قائد عمومی	//
قائد تعلیم	//
قائد تربیت	//
قائد ایثار	//
قائد اصلاح وارشاد	//
قائد ذہانت وصحت جسمانی	//
قائد وقف جدید	//
قائد تحریک جدید	//
قائد تجنید	//
قائد اشاعت	//
قائد تعلیم القرآن	//
آڈیٹر	//
ناظم علاقہ/ضلع	
زعیم اعلیٰ	
زعیم مقام/حلقہ	

مجلس انصار اللہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا نظام ایک مستقل نظام ہے یہ نظام حضرت خلیفۃ المسیح کی زیر نگرانی کام کرتا ہے۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مرکز ہی ہمیشہ اس مجلس کا مرکز ہوگا۔ مجلس انصار اللہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایسے افراد کی تنظیم ہے جس کی عمر چالیس سال سے زائد ہو۔

اراکین مجلس میں انابت الی اللہ، اسلامی تعلیم کی ترویج و اشاعت، اصلاح و ارشاد اور خدمت خلق کا شوق، تربیت اولاد اور نظام خلافت کی حفاظت کا جذبہ نیز قومی روح کا پیدا کرنا اس کا کام ہوگا۔ یہ خالصتاً مذہبی مجلس ہے سیاست سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ:

مجلس کا نام خدام الاحمدیہ سلسلہ عالیہ احمدیہ ہے۔ ہمیشہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مرکز اس مجلس کا مرکز ہوگا اور یہ مجلس حضرت خلیفۃ المسیح کی زیر نگرانی اور ان کی ہدایات کے تابع کام کرتی ہے۔

اغراض ومقاصد:

مجلس خدام الاحمدیہ کے اراکین بشمول اطفال الاحمدیہ کی صحیح رنگ میں تعلیم وتربیت کرنا اور ان میں اللہ تعالیٰ اور حضرت خاتم النبیین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اسلام وطن اور مخلوق خدا کی خدمت کا جذبہ پیدا کرنا۔ اور ان کی ہر قسم کی بہبودی کے سامان کیلئے کوشش کرنا۔

مجلس انصار اللہ کی طرح یہ بھی ایک عالمگیر تنظیم ہے۔

صدر ملکی۔ ملکی مجلس عاملہ
قائد علاقہ
قائد ضلع
قائد مقام

انصار کی طرح اس مجلس کی بھی ملکی مجلس ہوتی ہے جس کے عہدیداران اسی طرح کام کرتے ہیں جس طرح انصار اللہ مجلس کے۔

صدر مجلس خدام الاحمدیہ جملہ امور کا نگران ہوتا ہے۔

اطفال الاحمدیہ، خدام الاحمدیہ کی زیر نگرانی کام کرتی ہے۔

سات سال سے پندرہ سال تک کا بچہ طفل میں شمار ہوتا ہے۔ پندرہ سال سے چالیس سال تک کا جوان خادم کہلاتا ہے۔

خدام الاحمدیہ کی بھی ایک مجلس شوریٰ ہوتی ہے اور ملکی سطح پر ایک اجتماع بھی ہوتا ہے۔ ہر تنظیم کا ملکی سطح کا ایک سالانہ اجتماع ہوتا ہے اور سال میں ایک بار مجلس مشاورت بھی بلائی جاتی ہے۔

لجنہ اماء اللہ:

لجنہ اماء اللہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک مستقل نظام ہے جو کہ خلیفہ وقت کی زیر نگرانی کام کرتا ہے۔ پندرہ سال سے زائد عمر کی ہر خاتون لجنہ کہلاتی ہے اور سات سال سے پندرہ سال تک کی احمدی لڑکیاں ناصرات کہلاتی ہیں۔

لجنہ اماء اللہ کی بھی ملکی سطح کی صدر اور عاملہ اسی طرح ضلع، مقام اور حلقہ کی صدر اور عاملہ ہوتی ہے ان کی بھی مجلس شوریٰ ہوتی ہے۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ "فخر رسل" نے جماعت کے افراد کو ایک منظم لڑی میں پرو دیا۔ اور اس طرح کام کرنے کی غرض سے عظیم جماعتی نظام کا قیام فرمایا۔ رہتی دنیا تک آپ کا یہ احسان انسانیت پر رہیگا۔

❀❀❀

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ اور نظام وصیت

صد سالہ خلافت جوبلی کے آئینہ میں

محمد یوسف انور استاذ جامعہ احمدیہ قادیان

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد
بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد
بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
(درثمین)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورۃ الجمعہ کی آیت 3 اور 4 میں امت محمدیہ کی اصلاح اور ہدایت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بروز اور مثیل کی خبر دی ہے۔ اسی طرح سورہ نور کی آیت استخلاف میں بھی اللہ تعالیٰ نے مومنین سے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ پہلے بناتا رہا ہے، جو کہ دین کو تمکنت عطا کریں گے اور خوف کو امن کی حالت میں بدل دیں گے۔ خود بانی اسلام سرور کونین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ پیشگوئی فرمائی ہے کہ خدا تعالیٰ اس امت میں تجدید دین کی خاطر ہر صدی پر مجدد دین کو بھیجتا رہے گا۔

پھر سورۃ الفتح آیت 29 ﴿هُوَالَّذِی اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَکَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا﴾ میں یہ پیشگوئی ہے کہ آنے والے مسیح موعودؑ کے ذریعہ خدا تعالیٰ اسلام کو تمام دینوں پر غالب کرے گا اور امام محمود بن عمر الزمخشری نے (وفات 825ھ) اس کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ تمام دینوں پر اسلام کا غلبہ مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ہوگا اور یہ غلبہ دلائل و براہین اور آیات ربانیہ کے ذریعہ سے ہوگا۔ (تفسیر الکشاف جز ثالث صفحہ:428)

مشکوٰۃ کی ایک حدیث ہے: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ عَمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ الله صلی الله علیه وسلم یَنْزِلُ عِیسی ابنُ مَرْیَمَ اِلی الارضِ یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَهٗ (مشکوٰہ باب نزول عیسی علیہ السلام)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا مسیح موعود مبعوث ہوں گے آپ شادی کریں گے اور آپ کی اولاد ہوگی۔

طالمود بائی جوزف بارکلے باب پنجم صفحہ 37 مطبوعہ لنڈن 1878ء میں لکھا ہے کہ مسیح (اپنی آمد ثانی کے بعد) وفات پائیں گے اور ان کی بادشاہت ان کے بیٹے اور پوتے کو ملے گی۔

چنانچہ سرزمین ہند میں صوبہ پنجاب کی تحصیل بٹالہ کے موضع قادیان میں وہ کرشن کنہیا مسیح موعود و مہدی موعود، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام، حضرت میرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں ظاہر ہوا اور یہ صدا دی:

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار

آپ نے خدا سے اذن پاکر اعلان فرمایا کہ میں خدا کی طرف سے مسیح موعود ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق عین وقت پر آیا ہوں۔ چنانچہ آپ نے کامل طور پر اور بخیر و خوبی اس فرض منصبی کو نبھایا اور چمن اسلام کی از سر نو آبیاری کی اور اسلام کو دوبارہ زندہ کیا۔ اور اسلام پر ہونے والے اعتراضات کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہوئے مدلل جواب دے کر دشمنانِ اسلام کے دانت کھٹے کر دیئے۔

خدا کے مامورین کا دور طویل ہوتا ہے:

پس ایسے وجود اور خدا کے مامورین جن کے لئے انسانیت کو صحیفوں اور نوشتوں اور بشارات کے ذریعہ صدیوں سے تیار کیا جا رہا ہو وہ صرف برسوں اور دہائیوں کے لئے نہیں آیا کرتے ان کے کام ان کی حیات ارضی کے ساتھ ختم نہیں ہو جایا کرتے وہ دنیا میں ایک انقلاب کی بنیاد رکھنے کے لئے آتے ہیں، ایک نئی زمین اور نئے آسمان کی بنیاد ان کے ہاتھوں سے رکھی جاتی ہے۔

نظام وصیت:

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بعثت کے ساتھ ہی جس نظام بیت المال کی بنیاد از سرِ نو رکھی تھی اس نظام کی ایک شاخ وصیت ہے۔ جس کے روحانی، اخلاقی، اور مالی قربانی کے تقاضے ہیں جس کے ذریعہ ایک نئی زمین اور ایک نیا آسمان اور ایک نظام نو کا قیام مقدر ہے۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعودؓ جو کہ خاص الہام الٰہی اور بشارت خداوندی کے تحت حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعودؑ کے ہاں 1889ء میں پیدا ہوئے اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے بعد جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ منتخب ہوئے آپ اپنی کتاب ''نظامِ نَو'' میں فرماتے ہیں:-

''دنیا کو آرام دینے والے ہر فرد بشر کی زندگی کو آسودہ بنانے والے اور ساتھ ہی دین کی حفاظت کرنے والے نظام نَو کی بنیاد 1905ء میں قادیان میں رکھی جاچکی ہے۔ اب دنیا کو کسی نظام نو کی ضرورت نہیں ہے۔...... یہ وہ نظام ہے جس کی بنیاد جبر پر نہیں بلکہ محبت اور پیار پر ہے اس میں انسانی حریت کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے اس میں افراد کی دماغی ترقی کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے اور اس میں انفرادیت اور عائلیت جیسے لطیف جذبات کو بھی برقرار رکھا گیا ہے۔''

پھر آپؓ فرماتے ہیں:-

''بعض لوگ یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ یہ نظام نہ معلوم کب قائم ہوگا جماعت کی ترقی تو نہایت آہستہ آہستہ ہو رہی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی ہتھیلی پر سرسوں نہیں جمائی جاتی جو عمارت بے بنیاد ہو وہ بہت جلد گر جاتی ہے یہ جلدی بنائے جانے والے نظام جلد گر جائیں گے۔ نظام وہی قائم ہوگا جو ہر کس و ناکس کی دلی خوشنودی کے ساتھ قائم کیا جائے گا...... پس آئندہ جوں جوں ہماری جماعت بڑھتی چلی جائے گی وصیت کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے دنیا میں جس نظام کو قائم کیا ہے وہ بھی بڑھتا چلا جائے گا۔''

رسالہ ''الوصیت'' میں تین طرح کے مضامین:

1. جماعت احمدیہ کے لئے تسلی اور بشارات
2. قدرت نمائی یعنی قدرت ثانیہ کا ظہور۔
3. جماعت کے لئے تربیتی نصائح اور وصیت کے ذریعہ انفاق فی سبیل اللہ اور مالی قربانی اور اس کے بدلے میں جنت کی بشارت۔

قدرت ثانیہ یعنی خلافت کا ظہور:

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے متبعین اور جماعت کو اپنی وفات کے صدمے کے لئے تیار کر کے خدائی بشارات کے ذریعہ تسلی دی کہ خدا تعالیٰ اپنے انبیائے کرام کے ذریعہ بیج بوتا ہے۔ پھر اس کے بعد ان کے جانشین کے ذریعہ بقیہ کام مکمل کرتا ہے یہی الٰہی سنت چلی آرہی ہے۔

خدا تعالیٰ دو قدرتیں ظاہر کرتا ہے:

اول نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ دوسرے نبی کی وفات کے بعد جب مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کرتا ہے کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں ہوتے ہیں ایسے وقت میں خدا اپنی قدرت دکھلا کر دشمن کو ناکام اور مومنین کو خوش اور کامیاب کرتا ہے۔ جیسا کہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

''میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔'' آپؑ پھر فرماتے ہیں:-

''اس بات سے جو میں نے بیان کی ہے، غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔''

بہر حال حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام اپنے فرض منصبی کو پایہ تکمیل تک پہنچا کر 26 مئی 1908ء کو اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے اور جماعت احمدیہ میں الٰہی وعدہ کے مطابق تاریخ احمدیت کا ایک نیا باب روشن ہوا۔ 27 مئی 1908ء کا دن انتہائی مبارک اور تاریخی دن شاہراہ احمدیت کا وہ اہم سنگِ میل ہے جب قدرت ثانیہ کے پہلے مظہر حضرت الحاج حافظ حکیم مولانا نور الدین صاحبؓ خلافت کی مسند پر متمکن ہوئے اور جماعت مومنین کو خدا نے ایک ہاتھ پر جمع کر کے سکینت عطا کی۔ اس وقت سے لیکر تا ایں دم جماعت کے افراد نے پورے اخلاص، جوش وجذبہ اور اطاعت و عقیدت و احترام سے اس بابرکت نظام خلافت کی قدر کی اور دل و جان سے خلفائے کرام کے ارشادات، ہدایات و نصائح پر احسن رنگ میں عمل پیرا ہونے کی ہر ممکن کوشش کی یہی وجہ ہے کہ آج 98 سال ہونے کو ہیں اس عرصہ میں جماعت احمدیہ نے بے شمار معجزات اور نشانات دیکھے۔

قدرت ثانیہ کا دوسرا مظہر اور نظام وصیت

دنیائے احمدیت میں یہ بابرکت اور مبارک دور جو کہ قریباً 52 سال پر مشتمل ہے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا اور آئندہ احمدیت کی تاریخ لکھنے والا اس سنہری اور تابناک دور کو خاص جگہ دے گا تبھی تاریخ احمدیت مکمل ہوگی کیونکہ اس وجود کے ساتھ خدا کی طرف سے بہت سے نشانات وابستہ تھے جو پورے ہوئے۔

سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ اپنی کتاب ''نظامِ نَو'' میں فرماتے ہیں:-

''تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ علاوہ زکوٰۃ کے غرباء کی سب ضرورتیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم چندوں سے پوری فرمایا کرتے تھے۔'' (صفحہ:11)

''...... ضرورت ہے کہ اس موجودہ دور میں اسلامی تعلیم کا نفاذ ایسی صورت میں کیا جائے کہ وہ نقائص بھی پیدا نہ ہوں جو ان دنیوی تحریکوں میں ہیں اور اس قدر روپیہ بھی اسلامی نظام کے ہاتھ میں آجائے جو موجودہ زمانہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے مساوات کو قائم رکھنے اور سب لوگوں کی حاجات کو پورا کرنے کے لئے ضروری ہے۔'' (صفحہ:113)

''...... خلفاء نے اپنے اپنے زمانہ کی ضرورت کے لحاظ سے اسلام کے احکام کی تعبیر کی مگر موجودہ زمانہ کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے کسی اور نظام کی ضرورت تھی اور اس نظام کے قیام کے لئے ضروری تھا کہ کوئی شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے اور وہ ان تمام دکھوں اور دردوں کو مٹانے کے لئے ایسا نظام پیش کرے جو زمینی نہ ہو بلکہ آسمانی ہو اور ایسا ڈھانچہ پیش کرے جو ان تمام ضرورتوں کو پورا کرے۔ جو غرباء کو لاحق ہیں اور دنیا

کی بے چینی کو دور کر دے۔'' (صفحہ:114)

آپ فرماتے ہیں:-

''......چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اعلان فرمایا کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ ان لوگوں کے لئے جو حقیقی جنت حاصل کرنا چاہتے ہیں یہ انتظام فرمایا ہے کہ وہ اپنی خوشی سے اپنے مال کے کم سے کم دسویں حصہ کی اور زیادہ سے زیادہ تیسرے حصہ کی وصیت کر دیں۔'' (صفحہ:117)

''......غرض نظام نَو کی بنیاد 1910ء میں روس میں نہیں رکھی گئی نہ وہ آئندہ کسی سال میں موجودہ جنگ کے بعد یورپ میں رکھی جائے گی بلکہ دنیا کو آرام دینے والے ہر فرد بشر کی زندگی کو آسودہ بنانے والے اور ساتھ ہی دنیا کی حفاظت کرنے والے نظام نَو کی بنیاد 1905ء میں قادیان میں رکھی جا چکی ہے اب دنیا کو کسی نظام نَو کی ضرورت نہیں ہے۔'' (صفحہ:125)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''ہر مومن کے ایمان کی آزمائش اس میں ہے کہ وہ اس نظام میں داخل ہو اور خدا تعالیٰ کا خاص فضل حاصل کرے۔ صرف منافق ہی اس نظام سے باہر رہے گا گویا کسی پر جبر نہیں مگر ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اس میں تمہارے ایمانوں کی آزمائش ہے۔ اگر تم جنت لینا چاہتے ہو تو تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم یہ قربانی کرو ہاں اگر جنت کی قدر و قیمت تمہارے دل میں نہیں تو اپنے مال اپنے پاس رکھو ہمیں تمہارے اموال کی ضرورت نہیں۔''

فرمایا:-

''جب وصیت کا نظام مکمل ہوگا تو صرف تبلیغ ہی اس سے نہ ہوگی بلکہ اسلام کے منشاء کے ماتحت ہر فرد بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا اور دُکھ اور تنگی کو دنیا سے مٹا دیا جائے گا انشاء اللہ۔ یتیم بھیک نہ مانگے گا بیوہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی بے سامان پریشان نہ پھرے گا کیونکہ وصیت بچوں کی ماں ہوگی جوانوں کی باپ ہوگی عورتوں کا سہاگ ہوگی اور جبر کے بغیر محبت اور دلی خوشی کے ساتھ بھائی بھائی کی اس کے ذریعہ مدد کرے گا اور اس کا دینا بے بدلہ نہ ہوگا۔ بلکہ ہر دینے والا خدا تعالیٰ سے بہتر بدلہ پائے گا نہ امیر گھاٹے میں رہے گا نہ غریب نہ قوم قوم سے لڑے گی بلکہ اس کا احسان سب دنیا پر وسیع ہوگا۔'' (صفحہ:130)

فرمایا:-

''پس تم جلد سے جلد وصیتیں کرو تا کہ جلد سے جلد نظام نَو کی تعمیر ہو اور وہ مبارک دن آ جائے کہ جبکہ چاروں طرف اسلام اور احمدیت کا جھنڈا لہرانے لگے۔ اس کے ساتھ ہی میں ان سب دوستوں کو مبارکباد دیتا ہوں جنہیں وصیت کرنے کی توفیق حاصل ہوئی اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی جو ابھی تک اس نظام میں شامل نہیں ہوئے توفیق دے کہ وہ بھی اس میں حصہ لے کر دینی و دنیاوی برکات سے مالا مال ہو سکیں اور دنیا اس نظام سے ایسے رنگ میں فائدہ اٹھائے کہ آخر یہ تسلیم کرنا پڑے کہ قادیان کی وہ بستی جسے کوردہ کہا جاتا تھا جسے جہالت کی بستی کہا جاتا تھا اس میں سے وہ نور نکلا جس نے ساری دنیا کی تاریکیوں کو دور کر دیا جس نے ساری دنیا کی جہالت کو دور کر دیا جس نے ساری دنیا کے دُکھوں اور دردوں کو دور کر دیا اور جس نے ہر امیر اور غریب کو ہر چھوٹے اور بڑے کو محبت اور پیار اور الفت باہمی سے رہنے کی توفیق عطا فرما دی۔'' (صفحہ:132)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ان ارشادات کے بعد اب میں خلافت خامسہ کے بابرکت دور کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

نظام وصیت کی توسیع
صد سالہ خلافت جوبلی کے آئینہ میں

اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو ہمیشہ اپنے سایۂ عاطفت میں رکھا اور کبھی بھی مایوس نہ کیا یہ اللہ تعالیٰ کا بے انتہا فضل و کرم ہے کہ اس نے جماعت کو ایسا اولوا العزم خلیفہ عطا کیا جس کی بابرکت و لولہ انگیز قیادت و راہنمائی میں کاروان احمدیت بسرعت اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے پیارے شفیق آقا سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جو بین الاقوامی جماعت احمدیہ کے پانچویں خلیفہ ہیں ہم سب کا فرض بنتا ہے کہ ایک مشکور جماعت ہونے کے ناطے اللہ تعالیٰ کا یہ احسان عظیم جو ہم سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ اب انشاء اللہ ہم نظام خلافت علیٰ منہاج نبوت کی صورت میں تین سال بعد پہلی خلافت صد سالہ جوبلی منائیں گے ضروری ہے کہ اس گراں بہا آسمانی انعام کی قدر کرتے ہوئے بارگاہ رب العزت میں حمد و شکر کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے اپنے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے عہد اطاعت و وفا، محبت و عقیدت کو مزید وسعت دیں اور اس ضمن میں حضور انور نے جو دعاؤں اور عبادات کے تعلق سے ایک روحانی پروگرام ہمارے سامنے پیش کیا ہے التزام کے ساتھ عمل پیرا ہوں۔ اس کے ساتھ جو اہم اور ضروری امر جس کی طرف ہمیں ہمارے پیارے آقا نے بار بار توجہ دلائی ہے وہ نظام وصیت ہے جو ایک الٰہی نظام ہے اس پر نہ صرف غور کرنا ہے بلکہ اس کو عملی جامہ پہنانا ہے اور جو ٹارگٹ حضور ایدہ اللہ نے دیا ہے وہ پورا ہی نہیں کرنا ہے بلکہ اس سے بھی آگے بڑھنا ہے۔ انشاء اللہ۔

جلسہ سالانہ یوکے 2004ء پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نظام وصیت کے متعلق فرمایا:

''پس یہ وہ نظام ہے جو اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کا قرب پانے کی یقین دہانی کرانے والا نظام ہے یہ وہ نظام ہے جو دنیا کی خاطر قربانیاں دینے والی جماعت کا نظام ہے اور یہ وہ جماعت ہے جو دنیا میں دکھی انسانیت کی خدمت کرتی ہے۔ پس ہر احمدی ان باتوں کو سننے کے بعد غور کرے اور دیکھے کہ کس فکر اور کوشش سے اس نظام میں شامل ہونا چاہئے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہماری نیکی کے معیار وہاں تک نہیں پہنچے جو حضرت مسیح موعودؑ کے اس معیار کی شرائط کو پورا کر سکیں، تو وہ سن لیں کہ یہ نظام ایک ایسا انقلابی نظام ہے کہ اگر نیک نیتی سے اس میں شامل ہوا جائے اور شامل ہونے کے بعد جیسا کہ آپ نے فرمایا اپنے اندر بہتری کی کوشش بھی کی جائے تو اس نظام میں احمدیوں کو شامل ہونا چاہئے اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی اس نظام میں شامل ہونے والوں کے لئے جو دعائیں ہیں ان سے حصہ لینا چاہئے آپؑ رسالہ الوصیت میں فرماتے ہیں'' مجھے ایک جگہ دکھلائی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں''۔ پھر فرماتے ہیں کہ میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اس کو بہشتی مقبرہ بنا دے اور یہ جماعت کے پاک دل لوگوں کی خواب گاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لئے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یا رب العٰلمین۔

پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے ان لوگوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لئے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی ان کے کاروبار میں نہیں۔ آمین۔ پھر میں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم اے خدائے غفور و رحیم تو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجا لاتے ہیں اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں جن سے تو راضی ہے اور جن کو تو جانتا ہے کہ وہ بکلی تیری محبت میں کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب و انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ آمین یا رب العالمین۔

وصیت کے متعلق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی ارشاد:

فرمایا 2005ء میں انشاء اللہ تعالیٰ وصیت کے نظام کو ایک سو سال ہو جائیں گے جیسا کہ میں نے پہلے بتایا کہ 1905ء میں حضورؑ نے اسے جاری فرمایا تھا لیکن جیسا کہ متعدد جگہ حضور اس نظام وصیت میں شامل ہونے والوں کو خوشخبریاں دے چکے ہیں آپ نے جماعت پر حسن ظن فرمایا ہے کہ ایسے مومنین ملتے رہیں گے جو اس طرح اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنی مالی قربانیاں پیش کرنے والے ہوں گے اور روحانیت میں بھی ترقی کرنے والے ہوں گے جس رفتار سے جماعت کے افراد کو اس نظام میں شامل ہونا چاہئے تھا نہیں ہو رہے۔ جس سے مجھے فکر بھی پیدا ہوئی ہے اور میں نے سوچا ہے کہ آپ کے سامنے اعداد و شمار بھی رکھوں تو آپ بھی پریشان ہو جائیں گے۔ وہ اعداد و شمار یہ ہیں کہ آج ننانوے سال پورے ہونے کے بعد بھی تقریباً 1905 سے لیکر آج تک صرف 38000 کے قریب احمدیوں نے وصیت کی ہے۔ اگلے سال انشاء اللہ تعالیٰ وصیت کے نظام کو قائم ہوئے سو سال ہو جائیں گے۔ میری یہ خواہش ہے اور میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اس آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے شامل ہوں۔ آگے آئیں اور اس ایک سال میں کم از کم پندرہ ہزار نئی وصایا ہو جائیں تا کہ کم از کم پچاس ہزار وصایا تو ایسی ہوں کہ جو ہم کہہ سکیں کہ سو سال میں ہوئیں۔ تو ایسے مومن نکلیں کہ کہا جا سکے کہ انہوں نے خدا کے مسیح کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے قربانیوں کے اعلیٰ معیار قائم کئے۔

پھر بہت سے لوگوں کی طرف سے یہ تجویزیں بھی آئیں ہیں کہ 2008ء میں خلافت کو بھی سو سال ہو جائیں گے اس وقت خلافت کی بھی سو سالہ جوبلی منانی چاہئے تو بہرحال وہ ایک کمیٹی کام کر رہی ہے وہ کیا کرتے ہیں رپورٹس دیں گے تو پتہ لگے گا لیکن میری خواہش ہے کہ 2008ء میں جو خلافت کو قائم ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ سو سال ہو جائیں گے تو دنیا کے ہر ملک میں ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں جو چندہ دہندہ ہیں ان میں سے کم از کم پچاس فیصد تو ایسے ہوں جو حضرت مسیح موعودؑ کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں۔ اور روحانیت کے بڑھانے کے اور قربانیوں کے یہ اعلیٰ معیار قائم کرنے والے بن چکے ہوں۔ اور یہ بھی جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سا نذرانہ ہوگا جو جماعت خلافت کے سو سال پورے ہونے پر شکرانہ کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوگی اور اس میں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے ایسے لوگ شامل ہونے چاہئیں جو انجام بالخیر کی فکر کرنے والے اور عبادات بجا لانے والے ہوں جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اس لئے خدام الاحمدیہ، انصار اللہ صف دوم جو ہے اور لجنہ اماء اللہ کو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہئے۔ فرمایا کیونکہ ستر بہتر سال کی عمر میں پہنچ کر جب قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہوں تو اس وقت وصیت تو بچا کھچا ہی ہے جو پیش کیا جاتا ہے امید ہے کہ احمدی نوجوان بھی اور خواتین بھی اس میں بھرپور کوشش کریں گے اور اس کے ساتھ ساتھ عورتوں کو میں خاص طور پر کہہ رہا ہوں کہ اپنے ساتھ اپنے خاوندوں اور بچوں کو بھی اس عظیم انقلابی نظام میں شامل کرنے کی

کوشش کریں۔ دنیاوی لحاظ سے بھی اگر اس نظام کی اہمیت کا اندازہ لگانا ہو تو آج سے ساٹھ سال پہلے حضرت مصلح موعودؓ نے ایک تقریر فرمائی جلسے کے موقع پر نظامِ نو کے نام سے چھپی ہوئی کتاب ہے اسے پڑھیں تو آپ کو اندازہ ہو کہ آج کل دنیا کے ازموں اور مختلف نظاموں کے جو نعرے لگائے جا رہے ہیں وہ سب کھوکھلے ہیں اور اگر اس زمانے میں کوئی انقلابی نظام ہے جو دنیا کی تسکین کا باعث بن سکتا ہے جو روح کی تسکین کا باعث بن سکتا ہے جو انسانیت کی خدمت کر سکتا ہے تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیش کردہ نظام وصیت ہی ہے۔

آپ نے اس نظام کی قدر نہ کرنے والوں کو انذار بھی بہت فرمایا ہے، ڈرایا بھی بہت ہے۔ آپ فرماتے ہیں: بلاشبہ اس نے ارادہ کیا ہے کہ اس انتظام سے منافق اور مومن میں تمیز کرے اور ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ جو لوگ اس الٰہی انتظام پر اطلاع پا کر بلا توقف اس فکر میں پڑتے ہیں کہ دسواں حصہ کل جائیداد کا خدا کی راہ میں دیں بلکہ اس سے بھی زیادہ اپنا جوش دکھلاتے ہیں وہ اپنی ایمانداری پر مُہر لگا دیتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے آلم اَحَسِبَ النَّاسُ ان یَّقُولُوا اٰمَنَّا وَھُم لَا یُفْتَنُونَ (العنکبوت) کیا یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ میں اسی قدر پر راضی ہو جاؤں کہ ہم ایمان لائے اور ابھی ان کا امتحان نہ کیا جائے؟ اور یہ امتحان تو کچھ بھی چیز نہیں صحابہ کا امتحان تو جانوں کے مطالبہ پر کیا گیا اور انہوں نے اپنے سر خدا کی راہ میں دیئے۔ پھر ایسا گمان کہ کیوں یونہی عام اجازت ہر ایک کو نہ دی جائے کہ وہ اس قبرستان میں دفن کیا جائے کس قدر دور از حقیقت ہے اگر یہی روا ہے تو خدا تعالیٰ نے ہر ایک زمانہ میں امتحان کی کیوں بنیاد ڈالی؟ وہ ہر ایک زمانے میں چاہتا رہا ہے کہ خبیث اور طیب میں فرق کر کے دکھلا دے۔ اس لئے اب بھی ایسا کیا۔ (الوصیت)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جو جماعتیں منظم ہوتی ہیں ان پر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں جن کے بغیر ان کے کام کبھی بھی صحیح طور پر نہیں چل سکتے ...... ان شرائط اور ذمے داریوں میں سے ایک اہم شرط اور ذمہ داری یہ ہے کہ جب وہ ایک امام کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تو پھر انہیں امام کے منہ کی طرف دیکھتے رہنا چاہئے کہ وہ کیا کہتا ہے اور اس کے قدم اٹھانے کے بعد اپنا قدم اٹھانا چاہئے ...... امام کا مقام تو یہ ہے کہ وہ حکم دے اور ماموم کا مقام یہ ہے کہ وہ پابندی کرے۔ (روزنامہ الفضل 1937)

پس ہر احمدی کی ایک بنیادی ذمہ داری ہے یہ ہے کہ وہ خلیفۂ وقت کے ارشادات کو توجہ سے سنے اور اس کی طرف سے آنے والی ہر آواز پر کان دھرے۔ خلیفہ وقت کو اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید اور رہنمائی نصیب ہوتی ہے۔ حضور انور کے خطبات جمعہ باقاعدگی سے سننے چاہئیں اور اپنے بچوں کو بھی سنانے چاہئیں۔ اطاعت کا اصل مطلب یہ ہے کہ خلیفۂ وقت کی طرف سے آنے والی ہر آواز پر والہانہ لبیک کہا جائے کسی ارشاد کو بھولنا یا اس کی طرف توجہ نہ دینا ایک احمدی کی شان نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خلیفہ استاد ہے اور جماعت کا ہر فرد شاگرد، جو لفظ بھی خلیفہ کے منہ سے نکلے وہ عمل کئے بغیر نہیں چھوڑتا۔ فرمایا: تم سب امام کے ارشاد پر چلو اور اس کی ہدایات سے ذرہ بھر بھی ادھر ادھر نہ ہو جب وہ حکم دے بڑھو اور جب وہ حکم دے ٹھہر جاؤ اور جدھر بڑھنے کا حکم وہ دے ادھر بڑھو اور جدھر سے ہٹنے کا وہ حکم دے ادھر سے ہٹ جاؤ ایک اور موقع پر فرمایا: خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم، وہی تجویز، وہی تدبیر فیصلہ ہے جس کا خلیفۂ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات رائیگاں، تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں''۔ (خطبہ جمعہ ۲۴ فروری ۱۹۳۶ الفضل قادیان)

یوں تو جماعت احمدیہ کے دیوانوں اور پروانوں نے ہمیشہ ہی اپنے آقا کی ہر آواز پر لبیک کہا ہے اور پورے عزم اور پورے ولولے کے ساتھ ہر حکم کی پوری پوری اطاعت و فرمانبرداری کی ہے اور جب ضرورت پڑی تو مال و جان، وقت و عزت کی قربانی پیش کی ہے پس اس وقت بھی احمدیت کے پروانے اور جاں نثار اپنے سارے عہد و پیمان واقعی سچ کر دکھائیں اور ہمارے اسلاف نے جو نمونے دکھائے ان کو پھر تازہ کریں کہ یہ بھی اطاعت اور وفا میں ان سے پیچھے نہیں پس اب جبکہ ہمارا محبوب آقا مسیح محمدی کا خلیفہ اس دور میں اسلام کا سالارِ اعظم، جس کے دستِ مبارک پر ہم نے سب کچھ قربان کرنے کا عہد کیا ہوا ہے وہ جس پیار و محبت سے ہمیں بلا رہا ہے اور آواز دے رہا ہے ہمارا فرض بنتا ہے کہ اس کی آواز پر لبیک کہیں اور جو بھی صد سالہ جوبلی کا روحانی پروگرام دیا گیا ہے اس پر عمل کریں۔ اور خاص کر صد سالہ جوبلی کے موقع پر نظام وصیت کی بابرکت تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں یقیناً اس نظام وصیت کے پس پردہ بہت سے نیک عوامل کارفرما ہیں جو وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے اور انشاء اللہ یہی وہ آسمانی بابرکت نظام ہے جو دنیا کو ہر قسم کی بلاؤں سے نجات دے سکتا ہے اور اس سے روحانی انقلاب آسکتا ہے دنیا سے غربت، بھوک، پیاس، تنگی، ذات پات کی تفریق اور ظلم و ستم کا بھی خاتمہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے زریں اور بابرکت ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے

منظوم کلام سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے

مرا دل اس نے روشن کر دیا ہے
اندھیرے گھر کا میرے وہ دیا ہے

خبر لے اے مسیحاؑ دردِ دل کی
ترے بیمار کا دم گھٹ رہا ہے

دلِ آفت زدہ کا دیکھ کر حال
مرا زخمِ جگر بھی ہنس رہا ہے

کسی کو بھی نہیں مذہب کی پروا
ہر اک دُنیا کا ہی شیدا ہوا ہے

بھنور میں پھنس رہی ہے کشتی دیں
تلاطم بحرِ ہستی میں بپا ہے

سروں پر چھا رہا ہے ابر ظلمت
اُسی سے جنگ ہے جو ناخدا ہے

خدایا اِک نظر اِس تفتہ دل پر
کہ یہ بھی تیرے در کا اِک گدا ہے

غمِ اسلام میں میں جاں بلب ہوں
کلیجہ میرا مُنہ کو آرہا ہے

ہمارے حال پر ہنستی ہے گو قوم
ہمیں پر اس پہ رونا آرہا ہے

مسیحاؑ کو نہیں خوف و خطر کچھ
حمایت پر تلا اس کی خدا ہے

ہوئے ہیں لوگ دشمن امر حق کے
اسی کا نام کیا صدق و صفا ہے

حیاتِ جاوداں ملتی ہے اس سے
کلامِ پاک ہی آبِ بقا ہے

دمِ عیسیٰؑ سے مُردے جی اُٹھے ہیں
جو اندھے تھے اُنہیں اب سوجھتا ہے

ذرا آنکھیں تو کھولو سونے والو!
تمہارے سر پہ سورج آگیا ہے

زمین و آسماں ہیں اس پہ شاہد
جہاں میں ہر طرف پھیلی وبا ہے

مِرا ہر ذرّہ ہو قُربانِ احمدؐ
مِرے دل کا یہی اِک مُدّعا ہے

اُسی کے عِشق میں نکلے مری جاں
کہ یادِ یار میں بھی اِک مزا ہے

مجھے اِس بات پر ہے فخر محمودؔ
مِرا معشوق محبوب خدا ہے

سُنو اے دُشمنانِ دینِ احمدؐ
نتیجہ بد زبانی کا برا ہے

کساں کو اِک نظر دیکھو خدارا
جو بوتا ہے اُسی کو کاٹتا ہے

نہیں لگتے کبھی کیکر کو انگور
نہ حنظل میں کبھی خرما لگا ہے

لگیں گو سینکڑوں تلوار کے زخم
زباں کا ایک زخم اُن سے بُرا ہے

شفا پاجاتے ہیں وہ رفتہ رفتہ
کہ آخر ہر مرض کی اک دوا ہے

خزاں آتی نہیں زخمِ زباں پر
یہ رہتا آخری دم تک ہرا ہے

ہمارے انبیاءؑ کو گالیاں دو
پھر اس کے ساتھ دعویٰ صُلح کا ہے

گریبانوں میں اپنے مُنہ تو ڈالو
ذرا سوچو اگر کچھ بھی حیا ہے

ہماری صلح تم سے ہوگی کیونکر
تمہارے دِل میں جب یہ کچھ بھرا ہے

محمدؐ کو برا کہتے ہو تم لوگ
ہماری جان و دِل جس پر فدا ہے

محمدؐ جو ہمارا پیشوا ہے
محمدؐ جو کہ محبوب خدا ہے

ہو اس کے نام پر قربان سب کچھ
کہ وہ شاہنشہِ ہر دوسرا ہے

اسی سے میرا دل پاتا ہے تسکیں
وہی آرام میری رُوح کا ہے

خدا کو اس سے مل کر ہم نے پایا
وہی اِک راہِ دیں کا رہنما ہے

پس اس کی شان میں جو کچھ ہو کہتے
ہمارے دل جگر کو چھیدتا ہے

مزہ دو بار پہلے چکھ چکے ہو
مگر پھر بھی وہی طرز ادا ہے

خدا کا قہر اب تم پر پڑے گا
کہ ہونا تھا جو کچھ اب ہو چکا ہے

چکھائے گی تمہیں غیرت خدا کی
جو کچھ اس بدزبانی کا مزا ہے

ابھی طاعون نے چھوڑا نہیں ملک
نئی اور آنے والی اِک وبا ہے

شرارت اور بدی سے باز آؤ
دِلوں میں کچھ بھی گر خوفِ خدا ہے

بزرگوں کو ادب سے یاد کرنا
یہی اکسیر ہے اور کیمیا ہے

قیامِ نماز اور اطاعتِ نظام سے متعلق

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زرّیں ارشادات

{محمد عنایت اللہ نائب ناظر اصلاح وارشاد قادیان}

نماز خدا تعالیٰ کے ساتھ بندے کے تعلقات سنوارتی ہے:

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورہ بقرہ کی آیت 178 کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''...... پھر فرماتا ہے وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ: کامل نیک وہ شخص ہے جس نے نماز کو قائم رکھا اور زکوٰۃ دی۔ صلوٰۃ اور زکوٰۃ کے وسیع معنے ہیں مگر شریعت نے ان کو اپنی ایک مخصوص اصطلاح بھی بنالیا ہے۔ اس جگہ صلوٰۃ اور زکوٰۃ سے اصطلاحی نماز اور زکوٰۃ ہی مراد ہے۔ جن میں سے ایک خدا اور انسان کے تعلقات کو استوار کرتی ہے۔ اور دوسری انسان اور انسان کے باہمی تعلقات میں رابطہ قائم کرتی ہے۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ صرف مال خرچ کرنے سے تم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل نہیں کرسکتے بلکہ تمہارے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ تم نمازیں قائم کرو۔ اور زکوٰۃ ادا کرو۔ گویا حقوق اللہ اور حقوق العباد کو جب تک ایک منظم رنگ میں ادا نہ کیا جائے اس وقت تک انسان نیکی کا اعلیٰ مقام حاصل نہیں کرسکتا۔''

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 56-355)

عبادت پر مضبوطی سے قائم رہنا نصرت الٰہی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورہ بقرہ کی آیت 154 یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''جو شخص گھبرا کر مایوس ہو جاتا ہے اور پھر یہ امید رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فرشتے اس کی مدد کے لئے آسمان سے نازل ہونگے وہ اس کی مدد حاصل کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ جو شخص خدا تعالیٰ کے احکام کو پس پشت ڈال دیتا ہے اور ساتھ ہی یہ امید رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فرشتے اس کے لئے نازل ہونگے وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ جو شخص قربانیوں سے ہچکچاتا اور خدا تعالیٰ کی عائد کردہ ذمہ داریوں کو پورا کرنے سے قاصر رہتا ہے وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ جو شخص دعا نہیں کرتا اور خدا تعالیٰ کے حضور عاجزانہ طور پر گڑگڑاتا نہیں اور اس کے باوجود اس کی معجزانہ تائید کا امیدوار رہتا ہے وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ جو شخص دین کے معاملے میں غیرت سے کام نہیں لیتا اور اس کی ترقی میں ممد نہیں ہوتا وہ دشمنوں کے مقابلہ میں کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ جو شخص غرباء اور مساکین پر شفقت نہیں کرتا اور ان کی مشکلات کو دور کرنے میں ہاتھ نہیں بٹاتا وہ اپنی مشکلات کے وقت خدا تعالیٰ کی تائید حاصل کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر درود نہیں بھیجتا ان کے لئے دعائیں نہیں کرتا اور ان کے احسانات کے شکریہ کا احساس اپنے دل میں نہیں رکھتا وہ اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ جو شخص عبادات اور خدمت دین کے لئے اپنی ساری عمر وقف نہیں کرتا وہ قرب الٰہی کے اعلیٰ مدارج پانے میں کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ پھر باوجود ان سب باتوں پر عمل کرنے کے جو شخص یہ محسوس نہیں کرتا کہ میں نے کچھ بھی نہیں کیا اور اپنے عمل پر اتراتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ لوگ منہ سے تو کہہ دیتے ہیں کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ لیکن یہ نہیں جانتے کہ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہنے کے ساتھ، کن کن باتوں کی ضرورت ہے۔ وہ ڈاکخانہ میں روپے منی آرڈر کرانے کے لئے جاتے ہیں تو منی آرڈر فارم ساتھ لے کر جاتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ جب تک منی آرڈر فارم پُر نہیں کیا جائیگا روپیہ پوسٹ نہیں ہوسکتا۔ یا وہ ڈاکخانہ میں خط ڈالنے جاتے ہیں تو اس پر ٹکٹ لگاتے ہیں ورنہ وہ بیرنگ کر دیا جاتا ہے۔ مدرسہ میں داخل ہونے کے وقت وہ فارم پُر کرتے ہیں جو داخلہ کیلئے محکمہ تعلیم کی طرف سے مقرر ہوتا ہے۔ امتحان کے لئے یونیورسٹی کا فارم پُر کرتے ہیں اور اس میں ذرا سی غلطی ہونے سے بھی ان کا دل دھڑکنے لگ جاتا ہے اور وہ ڈرتے ہیں کہ کہیں کام خراب نہ ہو جائے مگر خدا تعالیٰ سے بغیر کوئی فارم پُر کرنے کے اور بغیر کسی شرط پر عمل کرنے کے یہ کہنے لگ جاتے ہیں کہ حضور اپنے ملائکہ کی فوج بھیج کر ہماری مدد کیجئے۔ حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ یہاں بھی ایک فارم کی ضرورت ہے جب تک وہ فارم پُر کر کے اس پر دستخط نہ کئے جائیں اس وقت تک خدا تعالیٰ کی نصرت شامل حال نہیں ہوسکتی اور وہ صبر اور صلوٰۃ کا فارم ہے جب تک صبر اور صلوٰۃ کے فارم پر دستخط نہ کروگے تب تک خدا تعالیٰ کی مدد تمہیں حاصل نہیں ہوسکے گی۔

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ اس جگہ اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ کے لفظ کو اُڑا دیا ہے اور صرف مَعَ الصّٰبِرِیْنَ کے الفاظ رکھے ہیں۔ مَعَ الْمُصَلِّیْنَ نہیں فرمایا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں صابر کا لفظ اپنے اندر استقلال کے معنی رکھتا ہے اور صابر کا لفظ صرف صبر کا قائم مقام نہیں بلکہ صبر اور صلوٰۃ دونوں کا قائم مقام ہے۔ پس اس کے صرف یہ معنی نہیں کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ صبر و صلوٰۃ دونوں پر استقلال کے ساتھ قائم رہنے والوں کے ساتھ ہے۔ کیونکہ دُعا بھی وہی قبول ہوتی ہے جو استقلال سے کی جائے۔ پس اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے کے یہ معنی ہیں کہ اگر صبر اور صلوٰۃ کے ذرائع کو استقلال سے استعمال کرو گے تو کامیاب ہو جاؤ گے۔''

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 87-286)

نماز میں مکمل اخلاص، اطاعت اور تبتّل تام ضروری ہے:

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورہ بقرہ کی آیت 40-239 کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

'' شادی بیاہ کے ذکر کے سلسلہ میں اب اللہ تعالیٰ نمازوں کا ذکر فرماتا ہے۔ کیونکہ بالعموم شادی کی وجہ سے لوگ نمازوں میں بہت کچھ سُست ہو جاتے ہیں وہ اول تو رات کو زیادہ دیر بیدار رہتے ہیں جس کی وجہ سے تہجد اور فجر کی باجماعت نماز میں ان سے غفلت ہو جاتی ہے اور پھر دن کو بھی گھریلو مصروفیات انہیں نمازوں کی طرف توجہ کرنے نہیں دیتیں۔ پس چونکہ شادی کے سلسلہ میں عبادات میں بہت کچھ نقص واقع ہو جاتا ہے کیونکہ انسان کے مشاغل بڑھ جاتے ہیں کیا بلحاظ آپس کے تعلقات کے اور کیا بلحاظ بچوں کی دیکھ بھال کے اور کیا بلحاظ سامانِ خوردونوش وغیرہ مہیا کرنے کے، اسی طرح طہارت کے نقائص بھی پیدا ہو جاتے ہیں اس لئے فرمایا کہ تمہاری گھریلو مصروفیات بے شک بڑھ جائینگی تمہیں روزی کمانے کے لئے پہلے سے زیادہ تگ و دو کرنی پڑے گی اور تمہاری توجہ میں یکسوئی نہیں رہے گی۔ مگر دیکھنا تم نمازوں میں سستی نہ کرنا خصوصاً نماز وسطیٰ کا ہمیشہ خیال رکھنا۔

یہ نماز وسطیٰ کون سی نماز ہے اس کے متعلق لوگوں میں بہت کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔ (1) بعض نے اسے تہجد کی نماز قرار دیا ہے۔ اور میرا خیال بھی نماز تہجد کی طرف ہی جاتا ہے جو شام اور صبح کے درمیان آتی ہے۔ (2) بعض کہتے ہیں کہ صلوٰۃ وسطیٰ سے وہ نماز مراد ہے جو کام کے درمیان آجائے۔

اس کے علاوہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عصر کی نماز کو بھی صلوٰۃ وسطیٰ قرار دیا ہے چنانچہ ترمذی اور بخاری میں سمرۃ سے روایت آتی ہے کہ جنگ احزاب میں جب کفار نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عصر کی نماز سے روکا تو آپ نے فرمایا: خدا ان کے گھروں اور ان کی قبروں کو آگ سے بھرے انہوں نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ سے روک دیا ہے۔ (بخاری کتاب تفسیر القرآن) مگر میرے نزدیک ان حدیثوں سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ صلوٰۃ وسطیٰ سے وہی نماز مراد ہے جو کام کے درمیان آجائے کیونکہ جنگ احزاب میں بھی عصر کی نماز دوران جنگ میں آگئی تھی اور ممکن ہے اسی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ وسلم نے اسے صلوٰۃ وسطیٰ قرار دیا ہو۔

وسطیٰ کے معنے افضل و اعلیٰ کے بھی ہوتے ہیں اس لئے جس نماز کو انسان زیادہ مشاغل ترک کرکے پڑھے وہی نماز اس کے لئے صلوٰۃ وسطیٰ ہوگی۔ اور اس کے لئے زیادہ برکات اور انوار کی حامل ہوگی۔ اس مفہوم کو مدنظر رکھتے ہوئے اوپر کے معنوں کی تائید ہوتی ہے۔

میرے نزدیک حَافِظُوْا میں ایک اور امر کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے۔ حَافِظُوْا باب مفاعلہ سے ہے جس میں اشتراک پایا جاتا ہے پس اس میں خدا تعالیٰ نے مرد وعورت دونوں کو یہ نصیحت کی ہے کہ اب نکاح کے بعد تم آپس میں میاں بیوی بن گئے ہو تم دونوں مل کر نمازوں کے متعلق ایک دوسرے کی نگرانی کرو۔ خصوصاً نماز وسطیٰ یعنی تہجد کے متعلق۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ اگر تہجد کی نماز کے لئے خاوند کی آنکھ کھلے تو وہ بیوی کو جگادے اور اگر وہ نہ اٹھے تو پانی کا ایک ہلکا سا چھینٹا اس کے منہ پر مارے اور اگر بیوی کی آنکھ کھلے تو وہ میاں کو جگادے اور اگر وہ نہ اٹھے تو وہ بھی پانی کا ایک ہلکا سا چھینٹا اس کے منہ پر مارے جب تہجد کی نماز کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر تاکید فرمائی ہے تو اور نمازوں کی نگہداشت کا حکم خود بخود واضح ہوگیا۔ پس گو محافظت کے معنی عام طور پر نگرانی کے ہوتے ہیں مگر در اصل اس میں وہ خاصہ ملحوظ ہے جو باب مفاعلہ کا ہے اور جس کی رُو سے اس کا یہ مطلب ہے کہ دونوں ایک دوسرے کی نگرانی کریں۔ اور عبادت میں ایک دوسرے کے لئے ترقی کا موجب بنیں۔

قُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ کے معنی یہ ہیں کہ نماز میں تمہارا خیال کسی اور طرف نہ ہو بلکہ پورے خلوص اور اطاعت اور تبتّل تام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اس حکم کے نازل ہونے سے پہلے صحابہؓ بعض دفعہ نماز میں آپس میں بات چیت بھی کرلیا کرتے تھے مگر پھر اس حکم کے نتیجہ میں انہوں نے خاموشی اختیار کرلی۔''

''اس آیت (آیت نمبر 240) میں نماز کی اہمیت پر زیادہ زور دینے کیلئے فرمایا میاں بیوی کے تعلقات کیا چیز ہیں۔ اگر تمہارے پیچھے تمہیں پکڑنے کیلئے کوئی دشمن آرہا ہو اور تم بھاگ رہے ہو تو خواہ تم سوار ہو یا پیادہ تو بھی تم نماز کو نہ چھوڑو بلکہ اسی حالت

میں ہی پڑھ لو۔ گویا نماز میں غفلت اور سستی کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ حتیٰ کہ سخت خطرہ کی حالت میں بھی جو صلوٰۃ الخوف کے خطرہ سے بھی بڑھ کر ہو جو عین جنگ میں ہوتی ہے تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ تم نماز چھوڑ دو۔ بلکہ جس حالت میں بھی ہو نماز ادا کرو۔ چنانچہ بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ ان سے صلوٰۃ خوف کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے اس کا طریق بتایا اور پھر فرمایا کہ اگر اس سے بھی زیادہ خوف کی حالت ہو تو پھر پیدل یا سوار جس حالت میں بھی ہو تم نماز پڑھ لو۔ اور حضرت نافع جو اس کے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے یہ بات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی سنی ہے۔

(بخاری کتاب تفسیر القرآن)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس آیت میں صلوٰۃ خوف والی حالت سے بھی زیادہ خطرہ والی حالت مراد لی ہے۔ صلوٰۃ خوف میں تو باقاعدہ ایک امام کی اقتداء میں نماز ادا کی جاتی ہے (سورہ نساء آیت:103) مگر یہ حالت ایسی ہے جس میں اتنی مہلت بھی نہ مل سکے اور دوڑتے اور بھاگتے ہوئے نماز پڑھنی پڑے۔ مثلاً اسلامی فوج کا ایک سپاہی دشمن کے حالات معلوم کرنے کے لئے گیا تھا اس کا دشمن کو علم ہو گیا وہ گھوڑے کو دوڑاتا ہوا واپس آرہا ہے اور پچاس ساٹھ سپاہی اس کے تعاقب میں ہیں کہ راستہ میں نماز کا وقت آ گیا اب اگر وہ ٹھہر جاتا ہے یا گھوڑے سے اتر کر نماز پڑھنے لگ جاتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ پکڑا جائیگا اور اسلامی لشکر ان معلومات سے محروم رہ جائیگا جن کو مہیا کرنے کے لئے اسے بھجوایا گیا تھا۔ پس چونکہ اس کا جان بچا کر اسلامی لشکر میں پہنچنا ضروری ہے اس لئے اسے اجازت ہوگی کہ وہ گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے نماز پڑھتا چلا جائے جس طرح بیمار آدمی لیٹے لیٹے نماز پڑھ لیتا ہے یا بعض دفعہ اشاروں میں ہی نماز پڑھ لیتا ہے۔ اسی طرح اسے بھی اجازت ہوگی کہ جس طرح چاہے نماز پڑھ لے مثلاً گھوڑا دوڑاتے دوڑاتے نماز کے کلمات دہراتا جائے۔ رکوع کا وقت آئے تو ذرا سا سر جھکا لے اور ایک دو دفعہ سبحان ربی العظیم کہہ دے ذرا اور سر جھکا دے تو اسے سجدہ سمجھ لے اس طرح جلدی جلدی نماز پڑھ کر فارغ ہو جائے ایسی حالت میں باوجود اس کے کہ اس کی ایک ٹانگ گھوڑے کے ایک طرف ہوگی اور دوسری ٹانگ دوسری طرف پھر بھی اس کی نماز ہو جائے گی اور اگر اس کا منہ قبلہ کی طرف نہیں ہوگا تب بھی نماز ہو جائے گی۔ ہاں اگر موقع مل سکے تو نماز شروع کرتے ہوئے قبلہ کی طرف منہ کر لیا جائے پھر خواہ کسی طرف منہ ہو جائے۔ غرض خوف کے وقت نماز کو اپنی مقررہ شکل سے بدل کر پڑھنا جائز ہے۔ چاہے انسان گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے پڑھ لے چاہے اشارے سے پڑھ لے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک شخص دشمن کے سامنے بندوق تانے کھڑا ہو اور نماز کا وقت آ جائے ایسی صورت میں اس کے لئے جائز ہوگا کہ وہ بندوق بھی سنبھالے رکھے دشمن پر فائر بھی کرتا جائے اور نماز کی عبارتیں بھی دہراتا جائے بلکہ یہ نماز خوف کی حالت میں شہروں میں رہتے ہوئے بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ مثلاً فرض کرو ایک ملک کی دوسرے ملک سے لڑائی ہو جاتی ہے اس وقت سرحدی شہروں یا دیہات میں رہنے والے جو لوگ ہونگے ان کے لئے جائز ہوگا کہ اگر زور کا حملہ ہو تو وہ کھڑے کھڑے نماز کی عبارتیں دہراتے جائیں اور ساتھ ہی دشمن پر گولیاں برساتے جائیں۔

فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ۔ ہاں جب خوف کی حالت جاتی رہے اور تم امن میں آ جاؤ تو پھر تمہیں اسی طرح نماز پڑھنی چاہئے جس طرح قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ میں حکم دیا گیا ہے۔ یعنی خاموشی اور بغیر ضروری حرکت کے۔ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ کے معنے ہیں جس طرح اس نے تم کو سکھایا ہے یا اس لئے یاد کرو کہ اس نے تمہیں وہ کچھ سکھایا ہے جو تم پہلے نہ جانتے تھے۔ ان الفاظ میں قرآن کریم نے دنیا کے سامنے یہ دعویٰ پیش کیا ہے کہ اس کتاب کے ذریعے لوگوں کو وہ روحانی علوم سکھائے گئے ہیں جو اس سے پہلے اور کسی مذہب کی الہامی کتاب نے بیان نہیں کئے۔''

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 536 تا 539)

عبادت الٰہی اتنی کامل ہو کہ خدا تعالیٰ نظر آنے لگے یا کم از کم اتنا احساس ہو کہ میں اس کے حضور حاضر ہوں:

سورۃ البقرہ کی آیت 113 اور سورہ بنی اسرائیل کی آیت 80 کی تفسیر میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''حدیث میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دفعہ پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ احسان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ کہ تُو اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسی طرز پر کرے کہ وہ تجھے نظر آ جائے یا کم از کم تجھے یہ احساس پیدا ہو جائے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ در حقیقت یہ ایک معیار ہے انسان کی رُوحانی ترقی پہچاننے کے لئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ عبادت الٰہی اتنی کامل ہو جائے کہ خدا تعالیٰ نظر آنے لگے یا اس پر اتنی ہیبت طاری ہو جائے کہ وہ یہ سمجھے کہ مَیں خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوں۔ خدا کو نظر کے سامنے رکھنے سے انسان کا دل بڑھ جاتا ہے جس طرح بھاگتی فوج بادشاہ کے آنے سے کھڑی ہو جاتی ہے لیکن اگر ان دونوں باتوں میں سے کوئی بھی نہ ہو تو پھر وہ محسن نہیں رہتا۔''

''اس آیت (بنی اسرائیل: 80) میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ عبادت کا موقعہ دینا ایک احسان الٰہی ہے مگر افسوس ان لوگوں پر جو نماز کو چٹی سمجھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز اپنے رب کی زیارت ہے۔ اور زیارت الٰہی ایک انعام ہے اور کوئی عقلمند انسان اپنے محبوب کی زیارت کو چٹی نہیں سمجھے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو عبادت کی شان ہی یہ بتائی ہے کہ كَاَنَّكَ تَرَاهُ وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ۔

(مسلم جلد اول کتاب الایمان)

یعنی صحیح نماز یہ ہے کہ تو خدا تعالیٰ کو دیکھ لے یا کم سے کم نماز کے وقت یہ یقین ہو کہ خدا تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ پس اتنے بڑے انعام کو چٹی سمجھنا سخت ظلم ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ کے بڑے انعامات میں سے ہے۔ میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ انسان ایک نماز بھی چھوڑے تو وہ نمازی نہیں کہلا سکتا کیونکہ حکم اقامۃ الصلوٰۃ کا ہے اور وہ دوام کو چاہتا ہے جب ایک بھی نماز چھوڑ دی گئی تو دوام نہ رہا۔''

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 125، جلد چہارم صفحہ 75-374)

دعائیں اُن ہی کی قبول ہوں گی جو اقامۃ الصلوٰۃ کرنے والے ہوں گے:

سورہ ابراہیم کی تفسیر میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''پس ہر مخلص مومن کو چاہئے کہ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ پر عمل کرے اور خدا سے دعا کرے تا وہ تبلیغ اسلام کے لئے آسانیاں میسر فرمائے اور اسلام کے قیام کے سامان پیدا کرے اور یہ دعائیں انہی لوگوں کی قبول ہوں گی جو اقامۃ صلوٰۃ کرنے والے ہوں گے۔ جو لوگ نمازیں باقاعدہ اور بلاسخت معذوری کے باجماعت ادا نہیں کرتے ان کی دعا کم سُنی جاتی ہے۔ اسی طرح یہ دعا الٰہی کی سنی جائے گی جو اخلاص سے اسلام کے لئے مالی قربانیاں کرنے والے ہوں گے۔''

(تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ:481)

اسی طرح سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بدنی اور مالی عبادات کی سردار عبادات نماز اور زکوٰۃ کو بیان فرمایا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 7)

آپ نے فرمایا: اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ میں استقلال کے ساتھ بغیر کسی ناغہ کے نماز ادا کرنا شامل ہے اور نوافل اس کے تابع ہیں۔ (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 8)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عبادتوں کی سردار عبادت نماز کو حکم خداوندی کے مطابق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو اپنے فضل سے نمازی بنائے۔ آمین۔

اطاعت

اطاعت الٰہی فضلِ الٰہی کو جذب کرنے کا موجب ہوتی ہے:

سورہ بقرہ کی آیت 136 کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''اصل بات یہ ہے کہ دنیا میں جس قدر مذاہب پائے جاتے ہیں ان سب کے پیروؤں میں اپنے تنزل کے زمانہ میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ شاید اسی مذہب میں شامل ہو کر نجات میسر آ سکتی ہے۔ لیکن یہ ایک غلط خیال ہے نجات کا اصل باعث فضل الٰہی ہوتا ہے اور فضل الٰہی کو جذب کرنے کا ذریعہ اطاعت الٰہی ہے۔ پس جب تک کسی سچے مذہب میں شامل ہو کر اطاعت الٰہی ہو اس وقت تک تو اس میں نجات کا امکان ہے لیکن جب اطاعت نہ ہوتی ہو تو کوئی نجات نہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہاں یہود اور نصاریٰ کو جو زور دیتے ہیں کہ ہدایت پانا چاہو تو ہمارے مذہب میں داخل ہو جاؤ پھر ڈانٹا ہے کہ کیا کسی مذہب کا نام لینے سے نجات حاصل ہو سکتی ہے؟ نجات حاصل کرنے کا طریق یہ ہے کہ ملت ابراہیم کی اتباع کی جائے اور ابراہیم کا طریق یہ تھا کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حکم بھی ملا انہوں نے اس کو قبول کر لیا یہی دین ابراہیم ہے اور اسی کی پیروی ہر اس قوم پر فرض ہے جو ابراہیمؑ کی بزرگی کی قائل ہے۔ حنیف کے معنی جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے ایسے شخص کے ہیں جو ضلالت سے منہ موڑ کر ہدایت اور راستی کی طرف جھکا ہوا ہو اسی طرح حنیف اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو اسلام کا کلی طور پر والہ و شیدا ہو اور اس کی طرف اپنی تمام توجہات کو مرکوز رکھتا ہو۔ اور ابوالقلابہ نے جو ایک بہت بڑے مفسر اور تابعین میں سے ہیں حنیف کے معنی ایسے شخص کے کئے ہیں جو اوّل سے آخر تک تمام انبیاء پر ایمان لائے اور کسی ایک کا بھی انکار نہ کرے۔ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حنیف قرار دے کر بتایا گیا ہے کہ آپ خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لحاظ سے ایک ایسے مقام پر فائز تھے کہ ضلالت کی طرف ایک معمولی میلان بھی ان کے تصورات سے بالا تھا اور خدا تعالیٰ کے احکام کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری ان کا شیوہ تھا۔ (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 9-208)

اللہ تعالیٰ کی سچی اور حقیقی فرمانبرداری:

سورہ بقرہ کی آیت 86 کی تفسیر میں اطاعت و فرمانبرداری کے تعلق سے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اگر اپنے ملک کے مختلف علاقوں پر ہی نظر دوڑائی جائے تو معلوم ہوگا کہ بعض مقامات کے لوگ نمازوں کے زیادہ پابند ہوتے ہیں اور روزوں میں سستی کرتے ہیں۔ بعض جگہ کے لوگ زکوٰۃ کو بڑی پابندی سے دیتے ہیں مگر نماز اور روزہ کی پرواہ نہیں کرتے۔ اسی طرح بعض جگہ نماز اور روزہ کی تو پابندی کی جاتی ہے مگر زکوٰۃ کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ پھر بعض جگہ کے لوگ باوجود استطاعت کے حج نہیں کرتے اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ اگر حج کے لئے بھی جائیں تو شاید اس سفر میں بھی نماز نہ پڑھیں۔

اب اس نماز، اس روزہ، اس زکوۃ اور اس حج کو خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری نہیں کہا جاسکتا کیونکہ اگر وہ خدا تعالیٰ کی سچے دل سے فرمانبرداری کرتے تو جس خدا نے نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے اسی نے روزہ رکھنے کا بھی حکم دیا ہے اور جس خدا نے زکوۃ کا ارشاد فرمایا ہے اسی نے حج کی بھی تاکید فرمائی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا ایک حکم ماننے اور دوسرے کو ترک کرنے نے اس بات کو ثابت کر دیا کہ ایسے لوگ جس فعل کو خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری سمجھتے ہیں وہ درحقیقت فرمانبرداری نہیں بلکہ ان کے نفس کا ایک دھوکا ہوتا ہے۔ اطاعت اور فرمانبرداری کا ثبوت تب ملتا ہے جب انسان ہر رنگ میں اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کا فرمانبردار ہو۔ خواہ وہ حکم اس کے منشاء، خیالات اور رسم و رواج کے مطابق ہو یا مخالف۔''

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 15)

اطاعت کی ساری راہیں اختیار کرنا ضروری ہے:

سورہ بقرہ کی آیت 209 یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ کی تفسیر میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''(اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے اے مومنو! تم سارے کے سارے پورے طور پر اسلام میں داخل ہو جاؤ اور اس کی اطاعت کا جُوا اپنی گردنوں پر کامل طور پر رکھ لو۔ یا اے مسلمانو تم اطاعت اور فرمانبرداری کی ساری راہیں اختیار کرو۔ اور کوئی بھی حکم ترک نہ کرو اس آیت میں کَآفَّةً، الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کا بھی حال ہو سکتا ہے اور السِّلْمِ کا بھی۔ پہلی صورت میں اس کے یہ معنی ہیں کہ تم سب کے سب اسلام میں داخل ہو جاؤ یعنی تمہارا کوئی فرد بھی ایسا نہیں ہونا چاہئے جو اطاعت اور فرمانبرداری کے مقام پر کھڑا نہ ہو۔ یا جس میں بغاوت اور نشوز کے آثار پائے جاتے ہوں۔ دوسری صورت میں اس کے یہ معنی ہیں کہ تم پورے کا پورا اسلام قبول کرو یعنی اس کا کوئی حکم ایسا نہ ہو جس پر تمہارا عمل نہ ہو یہ قربانی ہے جو اللہ تعالیٰ ہر مومن سے چاہتا ہے کہ انسان اپنی تمام آرزوؤں تمام خواہشوں اور تمام امنگوں کو خدا تعالیٰ کے لئے قربان کر دے اور ایسا نہ کرے کہ جو اپنی مرضی ہو وہ تو کرے اور جو نہ ہو وہ نہ کرے۔ یعنی اگر شریعت اس کو حق دلاتی ہو تو کہے میں شریعت پر چلتا ہوں اور اسی کی ماتحت فیصلہ ہونا چاہئے لیکن اگر شریعت اس سے کچھ دلوائے اور ملکی قانون نہ دلوائے تو کہے کہ ملکی قانون کی رُو سے فیصلہ ہونا چاہئے۔ یہ طریق حقیقی ایمان کے بالکل منافی ہے چونکہ پچھلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے بتایا تھا کہ مسلمانوں میں بعض ایسے کمزور لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو قومی ترقی اور رفاہیت کے دور میں فتنہ و فساد پر اتر آتے ہیں اور وہ بھول جاتے ہیں کہ ہماری پہلی حالت کیا تھی اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی فضل سے ہمیں کیا کچھ عطا کر دیا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نصیحت فرماتا ہے کہ بے شک تم مومن کہلاتے ہو مگر تمہیں یاد رکھنا چاہئے کہ صرف مونہہ سے اپنے آپ کو مومن کہنا تمہیں نجات کا مستحق نہیں بنا سکتا تم اگر نجات حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس کا طریق یہ ہے کہ اول ہر قسم کی منافقت اور بے ایمانی کو اپنے اندر سے دُور کرنے کی کوشش کرو اور قوم کے ہر فرد کو ایمان اور اطاعت کی مضبوط چٹان پر قائم کر دو۔ دوم صرف چند احکام پر عمل کر کے خوش نہ ہو جاؤ بلکہ خدا تعالیٰ کے تمام احکام پر عمل بجالاؤ اور صفات الٰہیہ کا کامل مظہر بننے کی کوشش کرو۔''

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 456-57)

رسول کریمؐ کے اُسوہ پر چلنا ضروری ہے

سورہ ہود کی آیت فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ کی تفسیر میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اس آیت سے معلوم ہوتا کہ خالی استقامت انسان کو نفع نہیں دے سکتی بلکہ وہ استقامت نفع دیتی ہے جو پوری طرح اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق ہو۔ بعض لوگ یہ خیال کر لیتے ہیں کہ چونکہ ہم نماز اور روزہ کے پابند ہیں اس لئے اب ہمیں کسی قسم کا خوف نہیں۔ حالانکہ نماز اور روزہ اصل میں مطلوب نہیں ہیں مطلوب تو امر الٰہی کے مطابق زندگی بسر کرنا ہے یہی نماز اور روزہ جس وقت خدا تعالیٰ کے احکام کے خلاف آ جائیں انسان کو شیطان بنا دیتے ہیں جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج نکلتے یا اس کے غروب ہوتے وقت شیطان نماز پڑھتا ہے یعنی یہ کام شیطانی لوگوں کا ہے اسی طرح عید کے دن روزہ رکھنے والے کا نام آپ نے شیطان رکھا۔ پس حق یہی ہے کہ جب تک انسان کا رویہ پوری طرح اللہ تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت نہ ہو اور اس کے اعمال کا محرک صرف خدا تعالیٰ کی رضا کا حصول نہ ہو اس وقت تک وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث نہیں ہو سکتا۔

اس آیت میں اس طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کے لئے آپ کی اتباع اور آپ کے اسوہ پر چلنا ضروری ہے کیونکہ فرماتا ہے فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ۔ جس طرح تجھے حکم دیا گیا ہے اس طرح مستقل طور پر اور لزوم کے ساتھ تو عمل کر اور تیرے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے لوگ بھی اسی طرح عمل کریں اس سے معلوم ہوا کہ اصل معیار عمل کا وہی ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو مومنوں کے لئے یہ فرماتا کہ وہ اس طرح عمل کریں جس طرح انہیں حکم دیا گیا ہے مگر نہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امر کے تابع فرما کر بتا دیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر چلنا ہی مومنوں کا کام ہے اور یہ اتنا بڑا مقام ہے کہ اس کے حصول کے لئے جس قدر بھی انسان کوشش کرے کم ہے اگر ہمارے لئے کوئی اور راہ ہوتی تو ہم کہہ سکتے تھے کہ ہم نے اپنے درجہ کے مطابق کام کرنا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے درجہ کے مطابق۔ مگر یہ بات نہیں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس مقام پر کھڑے ہونے کا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے اس جگہ پر آپؐ کے اتباع کو کھڑا ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔ مگر افسوس مسلمانوں کا آج یہ حال ہے کہ خود تو اس مقام پر کھڑا ہونے کی کوشش کرتے نہیں اور اگر کوئی خدا کا بندہ اس مقام کو پالیتا ہے تو اسے کافر و دجال کہنے لگتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ۔''

(تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ 263-64)

غیر مسلم بادشاہ کے ملکی قانون کی اطاعت بھی ضروری ہے:

سورہ یوسف کی آیت 73 کی تفسیر میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اس آیت سے یہ سبق بھی ملتا ہے کہ جب کسی بادشاہ کی حکومت میں رہے تو اس کے قانون کی فرمانبرداری کرے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نبی تھے لیکن فرعون کے قانون کی پابندی کرتے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کی شان کے خلاف تھا کہ بادشاہ کے قانون کے خلاف اپنے بھائی کو زبردستی رکھ لیتے۔ پس معلوم ہوا کہ کسی کے قانون کے ماتحت رہنا نبی کی شان کے خلاف نہیں بلکہ کسی کی حکومت میں رہ کر قانون شکنی کرنا شان کے خلاف ہے مگر افسوس کہ مسلمان عام طور پر اس مرض میں مبتلا ہیں کہ غیر مذہب کے بادشاہ کی اطاعت کو جائز نہیں سمجھتے اس غداری کی روح نے ان کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ اور ان کی دیانت کی روح کچلی گئی ہے۔ مسلمان کو بیشک ترقی کرنے کی کوشش کرنی چاہئے لیکن دھوکے سے نہیں۔ صفائی اور سچائی سے جب کسی کے ملک میں کوئی رہتا ہے تو عملاً اقرار کرتا ہے کہ فرمانبرداری سے گزارہ کرے گا۔ ظاہر میں یہ اثر ڈال کر دل میں غداری کا خیال رکھنا بہت بے انصافی ہے۔ اور خود اپنے اخلاق پر بُرا اثر پڑتا ہے کیونکہ ایسا آدمی اپنے نفس میں سمجھتا ہے کہ میں منافقت کر رہا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کی موجودہ بُزدلی بہت کچھ اس گندے عقیدے کی وجہ سے ہے۔

ہم جس کا چاہتے ہیں درجہ بڑھاتے ہیں اس میں یہ بتایا ہے کہ ایسی فرمانبرداری انسان کو حکومت سے محروم نہیں کر دیتی۔ اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کی ترقی کے لئے خود ہی سامان پیدا کر دیتا ہے کیونکہ وہ تمام علموں کا سرچشمہ اور سب سامانوں کا مالک ہے۔''

(تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ 342-43)

اطاعت میں ترقی کا راز مضمر ہے:

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ النور کی تفسیر میں اطاعت کے مضمون کے بارے تحریر فرماتے ہیں کہ:

''پس اصل چیز خدا اور اس کے رسول کی اطاعت ہے اور تمام کامیابیاں اسی روح کے ساتھ وابستہ ہیں۔ جس قوم میں اطاعت کی روح ہوتی ہے وہ دوسروں کے مقابلہ میں کمزور ہوتے ہوئے بھی کامیاب ہو جاتی ہے اور جس قوم میں سے اطاعت کی روح نکل جاتی ہے وہ زیادہ ہوتے ہوئے بھی ناکام رہتی ہے۔''

(تفسیر کبیر جلد ششم، صفحہ: 366)

آپؓ فرماتے ہیں:

''امام کی آواز کے مقابلہ میں افراد کی آواز کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ تمہارا فرض ہے کہ جب بھی تمہارے کانوں میں خدا تعالیٰ کے رسول کی آواز آئے تم فوراً اس پر لبیک کہو اور اس کی تعمیل کے لئے دوڑ پڑو کہ اسی میں تمہاری ترقی کا راز مضمر ہے۔ بلکہ اگر انسان اس وقت نماز پڑھ رہا ہو تب بھی اس کا فرض ہوتا ہے کہ وہ نماز توڑ کر خدا تعالیٰ کے رسول کی آواز کا جواب دے۔''

(تفسیر کبیر جلد ششم، صفحہ: 409-408)

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس زمانے کے امام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات پر دل و جان سے عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور اطاعت و فرمانبرداری کے اعلیٰ نمونے قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

2 and 3 Bed Rooms Flat
Independant House
All Facilities Available
Attach Toilet/ Bath Rooms/ Kitchen/ Drawing Hall
Area Statement (In Sft.) Ground Floor-936, First Floor-936
at Qadian Near Jalsa Gah
Flat Available
Contact : Deco Builders
Shop No, 16, EMR Complex
Opp. Ramakrishna Studio, Nacharam
Hyderabad-76, (A.P.) INDIA
Ph. 040-27172202, 0924618281, 098491-28919

سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ اور خدمت قرآن

صغیر احمد طاہر (دفتر تعلیم القرآن وقف عارضی)

قرآن کریم ایسی کامل الٰہی کتاب ہے جو قیامت تک بنی نوع انسان کی ہدایت اور رہنمائی کیلئے نازل کی گئی ہے۔ اس الٰہی صحیفہ کی حفاظت کی ذمہ داری بھی خود قادر مطلق نے اپنے ذمہ لیتے ہوئے فرمایا۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون۔ (الحجر، آیت 10)

اس وعدہ خداوندی کے مطابق قرآن مجید کے نزول سے ہی اس کی لفظی و معنوی حفاظت ہوتی آئی ہے۔ لفظی حفاظت کا جہاں تک تعلق ہے آج تک قرآن کا ایک شوشہ بھی تبدیل نہیں ہوا لاکھوں حفاظ کے ذریعہ سے یہ حفاظت ہو رہی ہے مسلمانوں میں نسلاً بعد نسلٍ حفاظ کا سلسلہ جاری ہے۔

جہاں تک قرآن شریف کی معنوی حفاظت کا تعلق ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ میں روحانی وجودوں کو کھڑا کیا جن کے سپرد یہ عظیم خدمت کی گئی کہ وہ قرآنی مفہوم اور معنی کی حفاظت کریں۔

حضور پاک ﷺ کی پیشگوئی لا یبقی من الاسلام الا اسمه و لا یبقی من القرآن الا رسمه کے مطابق جب ایسا تاریک دور آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق یحیی الدین و یقیم الشریعة کیلئے سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام کو مبعوث فرمایا آپ کے ذریعہ خدمت قرآن کا علم بلند ہوا صداقت اسلام اور عظمت قرآن کے قیام کے لئے خدا تعالیٰ نے آپ کو پسر موعود کا عظیم الشان نشان عطا فرمایا ایسی عظیم پیشگوئی میں خادم قرآن کا ان الفاظ میں ذکر فرمایا " تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو"۔

قبل اس کے کہ حضرت المصلح الموعودؓ کی خدمت قرآن کا ذکر کیا جائے مسلمان علماء کی طرف سے قرآن کریم کے متعلق پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کو جو خدمت قرآن کے متعلق انجام دی گئیں کا کچھ اختصاراً ذکر کیا جائے۔ علماء نے اللہ تعالیٰ کے پاک کلام کی ایسی ایسی خودساختہ تفاسیر کیں جو قصے اور کہانیوں کے رنگ میں تھیں جن کو عقل قبول نہیں کرسکتی اور نہ ہی اس عظیم کلام کی شان کے مطابق تھیں اس پر مزید ظلم اور جہالت یہ کہ ان تفاسیر کو بزرگوں کے ناموں سے منسوب کر کے اس کو معتبر اور مستند تفسیر ثابت کرنے کی کوشش میں قرآن کریم سے دُنیا کو متنفر کیا گیا نتیجۃً اس کی عظمت و تکریم اُٹھ گئی بجائے اس سے روحانی فائدہ اٹھانے کے قسم کھانے کی حد تک قرآن رہ گیا۔ ناسخ منسوخ کی بحثیں چھیڑ دیں احیاء سنت کے نام پر ضعیف احادیث کے تابع تشریح اور تفسیر کرنی شروع کر دی ان نام نہاد تفاسیر کے نتیجہ میں نہ صرف غیر مذاہب کے حملے قرآن شریف پر ہوئے بلکہ ان بیہودہ اعتراضات کی تاب نہ لا کر مسلمان بے بس و لاچار ہوتے گئے۔

قربان جائیں سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ پر جنہوں نے اپنا بچپن اور جوانی قرآنی علوم سیکھنے میں گذاری اور پھر ساری عمر خادمِ قرآن کی حیثیت سے قرآنی علوم سکھانے میں صرف کردی۔

1906 کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر آپ کی پہلی تقریر شرک کے موضوع پر ہوئی جس میں آپؓ نے سورہ لقمان کی تفسیر بیان فرمائی جس پر قاضی ظہور الدین اکمل نے یہ تبصرہ فرمایا۔

" میں ان کی تقریر خاموشی اور خاص توجہ سے سنتا رہا۔ کیا بتاؤں فصاحت کا ایک سیلاب تھا جو اپنے پورے زور سے بہہ رہا تھا واقعی اتنی چھوٹی سی عمر میں خیالات میں پختگی اعجاز سے کم نہیں میرے خیال میں یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا نشان ہے۔ (الحکم 10 جنوری 1907 صفحہ 6)

1908ء کے جلسہ سالانہ پر آپ کی تقریر " ہم کس طرح کامیاب ہوسکتے ہیں" کے موضوع پر تھی۔ اس میں آپ نے سورہ توبہ کی آیت ۱۱۱ و ۱۱۲ کی روشنی میں فرمایا کہ اس کے جواب کے لائق قرآن شریف سے زیادہ اور کوئی کتاب نہیں آپ کی اس تقریر کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایا " میاں نے بہت سی آیات کی ایسی تفسیر کی ہے جو میرے لئے بھی نئی ہے"

(تشحیذ الاذہان جنوری 1909ء)

۲ دسمبر 1909 میں پادری میکلین نے مشن کالج لاہور میں ایک لیکچر دیا جس میں بتایا کہ نجات کیا ہے اور کس طرح حاصل ہوسکتی ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ اس کے جواب میں ایک مضمون بعنوان " نجات" لکھا جس میں آپ نے سب سے پہلے قرآن شریف اور تورات سے گناہ کی تعریف بیان کی اور تفصیل سے یہ بتایا کہ " قرآن شریف نے گناہ کیلئے جسقدر الفاظ استعمال کئے ہیں وہ لغت عرب میں زیادتی یا کمی کے معنی دیتے ہیں چنانچہ اثم کے معنوں میں کمی مفہوم ہے...... پھر جناح جھک جانے اور اعتدال کو چھوڑ دینے کو کہتے ہیں" (انوار العلوم جلد ا صفحہ 189)

آپ نے ثابت فرمایا کہ قرآن شریف انسان کو پاک قرار دیتا ہے۔ حضرت المصلح الموعودؓ کے دل میں قرآن مجید کی اسقدر محبت اور عشق تھا جس کا اندازہ کرنا ناممکن ہے۔ 1910 سے ہی آپ نے قرآن مجید کے درس کا اہتمام فرمایا۔ اور آہستہ آہستہ یہ درس دن میں دو مرتبہ بعد نماز فجر و ظہر دینا شروع کیا۔ مدیر الحکم نے اس ضمن میں تحریر کیا: " آپ (صاحبزادہ صاحب) خدمت دین اور اشاعت اسلام کا جوش جو اپنے سینے میں رکھتے ہیں وہ اب عملی رنگ اختیار کرتا جاتا ہے اور قوم کیلئے بہت ہی مسرت بخش اور اُمید افزاء ہے اللہ تعالیٰ روح القدس سے آپ کی مدد کرے"۔

(الحکم 21 فروری 1910 صفحہ 5)

1911 میں آپ نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مدارج تقویٰ کے موضوع پر تقریر فرمائی آپ نے قرآن مجید سے پہلے اعوذ پڑھنے کی تعلیم کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ " محمد رسول اللہ ﷺ وہی تعلیم دیتا ہے جس سے خدا کا قرب خدا کی خوشنودی حاصل ہو وہ اپنے پیرؤوں کو تعلیم دیتے وقت ارشاد فرمایا ہے کہ شاید تمہارے دل میں کوئی وسوسہ آجائے اسلئے اعوذ اور بسم اللہ پڑھ لینی چاہئے...... انتہاء میں بھی یہی ارشاد ہوتا ہے قل اعوذ برب الناس پڑھ لو جس سے یہ مراد ہے کہ الٰہی میں نے تیری کتاب کو پڑھا ہے ممکن ہے کسی قسم کے قصور سرزد ہوئے ہوں"

(انوار العلوم جلد ا صفحہ 376)

نیز فرمایا: " اپنے نفس کی اصلاح، آپس میں بنی نوع انسان کا محبت اور پیار یہ نچوڑ ہے تعلیم قرآن کا"

(انوار العلوم صفحہ 371)

سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ کو خدائے قادر و مطلق نے اپنے خاص فضل سے علوم قرآن کی دولت سے مالا مال فرما کر خدمت قرآن پر معمور فرمایا۔ جس کا اظہار حضورؓ نے ان الفاظ میں فرمایا

" قرآن کریم میں نے فرشتوں سے پڑھا اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ آج اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم کے ماتحت دُنیا کے پردہ پر قرآن کریم کے مسائل حل کرنے کیلئے مجھ سے بڑھ کر کوئی نہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے ماتحت الہام اور وحی سے ایسے معنی قرآن کریم کے مجھے سمجھائے ہیں کہ اسلام اور قرآن کریم پر سب اعتراضات دُور ہو جاتے ہیں اور سننے والا اس کی خوبی کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

(تقریر جلسہ سالانہ 23 مارچ 1944 بحوالہ الفضل 18 فروری 1961ء)

اللہ تعالیٰ نے آپ کی اسقدر قرآنی علوم میں رہنمائی فرمائی کہ آپ کو دنیاوی علوم کی زرہ پرواہ نہ تھی آپ فرماتے ہیں۔

" پس اے دوستو میں اللہ تعالیٰ کے اس عظیم الشان خزانے سے تمہیں مطلع کرتا ہوں دنیا کے تمام علوم اس کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔ دُنیا کی تمام تحقیقاتی کتابیں اس کے مقابلہ میں اتنی بھی حقیقت نہیں رکھتی جتنی سورج کے مقابلہ میں ایک کرمِ شب تار حقیقت رکھتا ہے۔ دُنیا کے علوم قرآن کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں قرآن ایک زندہ خدا کا زندہ کلام ہے اور وہ غیر محدود معارف و حقائق کا حامل ہے یہ قرآن جیسے پہلے لوگوں کیلئے کھلا تھا اسی طرح آج ہمارے لئے کھلا ہے

(سیر روحانی حصہ اول بحوالہ الفضل 23 اگست 1967 صفحہ:5)

پھر فرمایا " دنیا کے تمام علوم قرآن سے ہی ظاہر ہوئے ہیں اب قیامت تک جسقدر قلمیں چلیں گی قرآن کریم کی خدمت اور اس کے بیان کردہ علوم کی ترویج کیلئے ہی چلیں گی۔

حقیقت یہی ہے کہ دُنیا کے تمام علوم قرآن کریم نے ہی سکھائے ہیں اگر قرآن نہ آیا ہوتا تو دُنیا ایک ظلمت کدہ، جہالت اور بربریت کا نظارہ پیش کر رہی ہوتی۔ یہ قرآن کا احسان ہے کہ اُس نے دُنیا کو تاریکی سے نکالا اور علم کے میدان میں لا کر کھڑا کر دیا"

(تفسیر کبیر جلد ۲ حصہ دوئم صفحہ 170 مطبوعہ بدر 21 نومبر 1968)

سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ کا 52 سالہ دورِ خلافت پیشگوئی مصلح موعود کے ایک ایک الہامی لفظ کو سچا ثابت کرتا ہے باوجود اس کے کہ پہ در پہ مخالفت کی آندھیاں اُٹھیں لیکن آپ کے پایہ ثبات کو لرزاں نہ کرسکیں آپ کے علوم ظاہر و باطنی سے پر ہونے کے لازوال نشانات ظاہر ہوئے خدمت قرآن کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائیدات و نشانات اسقدر ظاہر ہوئے کہ رہتی دنیا تک خادمِ قرآن کی حیثیت سے آپ کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ قرآنی علوم اس قدر آپ پر منکشف ہوئے کہ قیامت تک اس سے استفادہ کیا جاسکتا ہے آپ کی معرکۃ الآراء تفسیر صغیر و تفسیر کبیر اور آپ کی مایہ ناز تصنیفات خدمت قرآنیہ سے معمور ہیں۔

1944 کی تقریر جلسہ سالانہ میں آپ نے بڑی تحدی سے فرمایا تھا۔

میں وہ شخص تھا جسے علوم ظاہری میں سے کوئی علم نہیں تھا مگر خدا نے اپنے فضل سے فرشتوں کو میری تعلیم کیلئے بھجوایا اور مجھے قرآن کے ان مطالب سے آگاہ فرمایا جو کسی انسان کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتے...... میں ساری دنیا کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر اس دُنیا کے پردہ پر کوئی شخص ایسا ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے قرآن سکھایا گیا ہو تو میں ہر وقت اس سے مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہوں لیکن میں جانتا ہوں آج دُنیا کے پردہ پر سوائے میرے اور کوئی شخص نہیں جسے خدا کی طرف سے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا گیا ہو۔ خدا نے مجھے علم قرآن بخشا ہے اور اس زمانہ میں اس نے قرآن سکھانے کیلئے مجھے دُنیا کا استاد مقرر کیا ہے خدا نے مجھے اس غرض کیلئے کھڑا کیا ہے کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے نام کو دُنیا کے کناروں تک پہنچاؤں۔

(الموعود صفحہ 210-214)

پھر آپ نے یہ بھی چیلنج فرمایا کہ

" بے شک ہزار عالم بیٹھ جائیں اور قرآن مجید

باقی صفحہ 19 پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعودؓ کے رشحاتِ قلم سے چند نمونے

از۔ مبارک احمد شاد معلم جماعت احمدیہ شملہ ،ہماچل

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تشحیذ الاذھان کے ادارتی نوٹ میں قہری نشان کے عنوان سے ایک مقالہ سپرد قلم کیا اس میں 28 دسمبر 1908ء میں آنے والے زلزلہ کی تباہی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کا پورا ہونا ثابت کیا ہے اس مضمون کی ابتدا یوں کرتے ہیں: دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُسے قبول نہ کیا مگر خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ اے روئے زمین کے رہنے والو جن کے کانوں تک میری آواز پہنچ سکتی ہے یا جن کی آنکھیں میری تحریر کو دیکھ سکتی ہیں میں تمہیں اس نیکی کی طرف بلاتا ہوں جس کے پھیلانے کا ذمہ خود خدا نے اُٹھایا ہے اور تم جانتے ہو جس کام کو چاہتا ہے پورا کرتا ہے اور کوئی نہیں جو اس کا سدراہ بن سکے اُس نے دُنیا کا اختلاف دور کرنے کیلئے اپنے بندوں میں سے ایک شخص کو چنا اور عرب کے ریگستان میں سے ایک ایسا درخت نکالا جس کے سایہ کے نیچے ہر گوشے کے لوگوں نے کروڑوں کی تعداد میں آرام پایا وہ وجود باوجود گمنامی کہ کنج انزوا سے نکل کر شہرت کے اعلیٰ مقام پر پہنچا اور وہ علو مرتبہ حاصل کیا کہ سورج کی طرح اس پر بھی نظر نہیں ٹک سکتی اس کے بعد خدا تعالیٰ نے تیرہ سو برس بعد ایک اور شخص کو اس کے خادموں میں سے چنا اور چاہا کہ اس کے ہاتھوں دُنیا کو ہدایت دے چنانچہ وہ بھی پچیس یا چھبیس برس تک دُنیا کو اُسی کی طرف بلا کر چلا گیا سو چونکہ میں اس کے خادموں میں سے ایک خادم ہوں جن کا فرض ہے کہ دُنیا کو سچائی پر آگاہ کریں اور اس کی ہدایت میں کوشش کریں اس لئے آیت یامرون بالمعروف کے ماتحت میں یہ اشتہار دیتا ہوں اور دُنیا کے ہر گوشے کے لوگوں کو اس طرف متوجہ کرتا ہوں کہ وہ وقت کو ہاتھ سے نہ جانے دیں اور خدا تعالیٰ کے سلسلہ میں داخل ہو کر اپنی دُنیا اور دین کو سنواریں کیونکہ وہ جو اس کے ارادہ کا مقابلہ کرتے ہیں خسر الدنیا والآخرۃ کے مستحق ٹھہرتے ہیں پس اگر چہ خدا کا مسیح ہم میں نہیں رہا مگر اس کا قائم کردہ سلسلہ موجود ہے۔ اور دن رات ترقی کر رہا ہے اس میں شامل ہو کر آسمانی اور زمینی عذابوں سے بچو کیونکہ خدا ارادہ کر چکا ہے کہ دُنیا سے شرک کو دور کرے اور توحید کو قائم کرے اور اس کے نبی کی معرفت ہم کو اطلاع مل چکی ہے کہ جب تک دُنیا اصلاح نہ کرے گی آسمانی اور زمینی عذاب پیچھا نہ چھوڑیں گے پس مبارک ہے وہ جو بھیڑیے کے حملہ سے پہلے اپنی بکریوں کو محفوظ جگہ میں بند کرے اور بشارت ہے اس کے لئے جو چور کے آنے سے پہلے اپنے مال کو محفوظ کر لیتا ہے۔

(تشحیذ الاذھان فروری 1909 صفحہ 1-2)

قرآنی تعلیمات کیلئے غیرت حضرت صاحبزادہ صاحب کی فطرت میں داخل تھی اور ہمیشہ اس امر پر نگران رہتے تھے کہ اسلامی تعلیمات پر کوئی حملہ بغیر موثر جواب کے نہ رہے رسالہ تشحیذ الاذھان اس سلسلہ میں ایک عظیم خدمت سرانجام دے رہا تھا اور اکثر اعتراضات کے جوابات آپ خود اپنے قلم سے تحریر فرماتے نمونۃً ایک اقتباس پیش ہے۔

آجکل مسلمانوں کی کچھ ایسی کمزور حالت ہے کہ دین و دنیا میں ذلیل ہوتے جاتے ہیں باوجود اس کے کہ اُن کو خدا نے ایسا مضبوط اور کامل دین دیا تھا کہ اگر یہ اس پر پکے رہتے تو ہر طرح اقبال اور نصرت ہی حاصل کرتے لیکن کوتاہی قسمت سے تمام دُنیا کے مسلمان اس پاک مذہب اسلام سے جو آنحضرتؐ جیسا نبی لایا تھا بالکل غافل ہو گئے ہیں اور اوامر و نواہی تک سے بے خبر ہیں اسلام ایک ایسا پاک مذہب ہے کہ اس پر چلنے والے کسی ملک اور زمانہ میں کسی علم کے جاننے والے کے آگے شرمندہ نہیں ہو سکتے دُنیا کے جس قدر سچے علوم ہیں وہ سب اسلام کے مطابق ہیں اور خدا کا قانون قدرت اسلام کے اصولوں کے برخلاف کبھی واقع نہیں ہوتا مجھے تعجب ہے کہ غیر قومیں اگر اسلام کی تعلیم پر اعتراض کریں تو کچھ حرج نہیں وہ تو مخالف ہی ہیں خود مسلمان کیونکر یہ کہنے لگ گئے ہیں کہ قرآن شریف کے بعض احکام اب حالات زمانہ کے برخلاف ہیں اس لئے ہم اب جو چاہیں کریں پایونیر کے 28 نومبر 1908 کے پرچہ میں مجھے ایک مسلمان کہلانے والے صاحب کا مضمون دیکھ کر بہت افسوس ہوا کہ اصل بات جو مذہب کی ہے وہ تو اعتقادی حصہ ہے باقی رہا عملی حصہ سو وہ زمانہ کے مطابق بدلتا رہتا ہے اس لئے قرآن شریف کے احکام پر عمل کرنا ہمارے لئے ضروری نہیں جیسا کہ آج کل سود لینا جائز ہے میں اس وقت سود کہ جواز یا ممانعت پر بحث کر کے جزئیات میں نہیں پڑنا چاہتا بلکہ اس اصل پر نوٹ لکھنا چاہتا ہوں کہ آیا قرآن شریف کے احکام تبدیل ہو سکتے ہیں؟ سو میں راقم مضمون مندرجہ پایونیر کی بات کو بہت حقارت سے دیکھتا ہوں۔ کیونکہ اس صورت میں قرآن شریف پر یہ اعتراض آتا ہے کہ وہ انسانی کلام ہے خدائی نہیں کیونکہ خدا تو عالم الغیب ہے اس نے ہر زمانہ کے حالات کے مطابق قوانین کیوں نہ اتارے اور دوسری یہ بات ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کا منشا تھا کہ یہ امت زمانہ کے حالات کے مطابق جب چاہے اور قانون وضع کرے تو قرآن شریف کو ہر زمانہ اور ہر قوم کیلئے کیوں بھیجا اور یہ کہنا کہ اصول میں تو کچھ تبدیلی نہیں ہو سکتی اس لئے قرآن شریف پر کچھ اعتراض نہیں ہو سکتا ایک لغو بات ہے کیونکہ اصل اصول تو مذہب کا خدا کو واحد و قادر ماننا ہے سو یہ اور بہت سی قومیں مانتی ہیں اسلام کو خصوصیت کیا ہے اور اسلام کے بھیجنے کی ضرورت کیا پڑی اگر اس طرح عملیات کو چھوڑا جائے تو مذہب تو ایک ڈھکوسلا بن جائے ایک شخص کل اُٹھ کر کہے گا کہ آج کل روزے رکھنے حالات کے برخلاف ہیں دُنیا تیرہ سو برس میں ترقی کر گئی ہے اس لئے اب یہ حکم منسوخ ہے دوسرا نماز کو فضول قرار دے گا تیسرا حج کو لغو اور چوتھا زکوۃ کو بے ہودہ، اس طرح اسلام ایک بازیچہ طفلاں بن جائے گا انسان کو چاہئے کہ بات کہنے سے پہلے اس کو سوچ لے قرآن کا ایک ایک نکتہ اٹل ہے اور ہر ایک زمانہ میں اس پر عمل ہو سکتا ہے اس کا بھیجنے والا عالم الغیب ہے اور اس نے چونکہ قرآن شریف پر عمل کرنا ہر زمانہ میں ضروری قرار دیا ہے اس لئے اس کا ایک ایک کلمہ ہر زمانہ کے مطابق ہے اور جہاں کوئی خاص خصوصیت ہے وہاں اس نے خود بتا دیا ہے۔ غرض مسلمانوں پر خدا کا احسان ہے کہ وہ کبھی شرمندہ نہیں ہو سکتے ہاں اگر کوئی خود اپنے آپ کو ذلیل کرے تو اس کا کیا علاج ہو سکتا ہے۔ مرزا محمود احمد

(تشحیذ الاذھان جلد ۳ صفحہ 490 دسمبر 1908)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال پر حضرت صاحبزادہ صاحب نے جماعت کو پہلے سے بڑھ کر ایثار قربانی محنت اور استقلال کے ساتھ اپنے عظیم مقصد کی پیروی کی جس احسن رنگ میں تلقین کی اس کا ایک نمونہ تشحیذ میں شائع ہونے والے متعدد طویل مضامین سے اخذ کردہ ایک مختصر اقتباس کی صورت میں پیش ہے۔

ہمارے ہادی اور رہنما خاتم النبیین محمد مصطفیٰ ﷺ نے جب اس کام کو پورا کرنے کا ارادہ کیا اور خدا تعالیٰ نے اُن کو حکم دیا کہ وہ اسے انجام دیں تو مخالفت اور شرارت کی حد ہو گئی۔ مکہ اور اس کے اطراف کے لوگوں نے دس برس تک آپ کو وہ تکالیف دیں کہ الاماں الاماں یہاں تک کہ بنی ہاشم سمیت آپ کو ایک پہاڑی میں تین سال تک محصور رہنا پڑا اور اہل ملک سے ہر قسم کے تعلقات ٹوٹ گئے اور آپ کے ہاتھ کسی قسم کا سودا بیچنا یا آپ سے ہمکلام تک ہونا ممنوع قرار دیا گیا۔

چنانچہ طائف کا واقعہ جس میں آنحضرتؐ پر پتھر برسائے گئے اور آپ کا جسم مبارک لہولہان ہو گیا اور آپ کے پیچھے شریر اور بدمعاش آپ کو دکھ دینے کے لئے لگائے گئے ان تکالیف کی جو اس وقت بدمعاشوں کے ہاتھوں آپ کو پہنچیں ایک کھلی مثال ہے اس کے علاوہ وہ تکالیف جو آپ کے صحابہ کو اس راہ میں پیش آئیں ایک سخت سے سخت دل والے انسان کو کپکپا دینے کیلئے کافی ہیں اُن کو پیٹا گیا اور لوٹا گیا اور بے عزت و بے حرمت کیا گیا اور ہر قسم کے عذاب دیئے گئے صرف اس لئے کہ انہوں نے اسلام کو اختیار کیا تھا اور اس کے پھیلانے کیلئے اپنی جانیں بیچ دی تھیں وہ قتل کئے گئے اپنے گھر بار سے نکالے گئے اور وطن سے بے وطن ہوئے ان کے بچے اور اُن کی بیویاں اُن کی آنکھوں کے سامنے بے رحمی سے مار دی گئیں اور یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ اُنہوں نے آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پر اس بات کا اقرار کیا کہ ہم خواہ کچھ ہو دُنیا میں اسلام کی پاک تعلیم کو پھیلائیں گے۔ چنانچہ قرآن شریف میں آتا ہے کہ۔

وَمَا نَقَمُوا مِنْهُم اِلَّا اَنْ يُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيد (البروج)

یعنی اُن سے دُشمنی نہیں کی گئی مگر اس لئے کہ وہ خدائے عزیز و حمید پر ایمان لائے یعنی انہوں نے اسلام کی پیروی کی اور احادیث سے ثابت ہے کہ ایک دفعہ کفار مکہ نے آپس میں مشورہ کر کے نبی کریم کو کہلا بھیجا کہ ہم آپ کی ہر ایک بات کو ماننے کیلئے تیار ہیں مگر ہمارے بتوں کی برائی نہ کی جائے اور اس معاملہ میں خاموشی اختیار کی جائے مگر اس کا جواب نبی کریمؐ نے یہی دیا کہ دُنیا کی کوئی خواہش یا لالچ مجھے تبلیغ اسلام سے نہیں روک سکتے۔ پس یہ تمام تکلیفیں جو نبی کریمؐ یا صحابہؓ کو دی گئی تھیں اُن کی اصل غرض یہی تھی کہ اُن کو اسلام کی تبلیغ سے روکا جائے اور دین سے ہٹا کر دُنیا کی طرف متوجہ کیا جائے پھر اس زمانہ میں ہی دیکھ لو کہ جب خدائے قادر نے حضرت مسیح موعودؑ کو اس کام پر مامور کیا تو دُنیا نے آپؑ سے کیسا سلوک کیا آپ وہی تھے کہ جن کو براہین احمدیہ کے شائع ہونے پر ہندوستان کے ہر گوشہ کے لوگوں نے مجدد قبول کر لیا تھا اور ہر ایک مسلمان کی آنکھیں آپ پر لگی ہوئی تھیں اور ہر ایک دل اس اُمید سے پُر تھا کہ ایک دن یہ مئے عرفان کا ساقی شراب وحدت پلا کر تمام ہندوستان کو نشہ حقیقی میں مخمور کر دے گا۔

لیکن جونہی خدائے تعالیٰ کی آواز نے آپ کے دل میں پکار کر کہا کہ سن میں تجھے اسلام کی خدمت کیلئے مامور کرتا ہوں تُو مسلمانوں اور دیگر قوموں کو ہدایت دے اور اُن کی آنکھوں کو کھول تا کہ بجائے ایک سیاہ اور بدنما چہرے کے اُنہیں اسلام کا نورانی چہرہ نظر آئے اور میں تجھے اس خدمت کیلئے مسیح موعود کا عہدہ دیتا ہوں پس پھر کیا تھا چار دانگ میں شور مچ گیا کہ کافر ہے کافر ہے تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے کہ آپؑ کو دکھ دینے کیلئے کیسی کیسی کوششیں کی گئیں کفر کا فتویٰ لگایا گیا گالیاں دی گئیں اور آپکی نسبت ایسے ایسے بے حیائی کے کلمے کہے

گئے کہ ایک مولوی کی زبان سے نکلنے تو الگ ایک بھنگی بھی اُن کے بولتے ہوئے جھجک جاتا ہے خطوط کے ذریعہ اشتہاروں کے ذریعہ اخباروں کے ذریعہ اور کتابوں کے ذریعہ آپؑ پر ایسی تہمتیں لگائی گئیں اور وہ وہ جھوٹ باندھے گئے کہ معاذ اللہ پھر زبانی تکلیفوں سے گزر کر عملی رنگ میں بھی کوئی کمی نہیں کی گئی لدھیانہ کا فساد اور دہلی کا ہنگامہ تو خیر شروع شروع میں تھا 1905ء میں جب کہ سلسلہ کو ایک خاص ترقی اور رونق مل چکی تھی امرتسر میں وہاں کے بدمعاشوں نے پتھر پھینکنے کی جو جرأت کی اور جس طرح بلوہ کیا اس کے آپ میں سے بہت سے لوگ چشم دید گواہ ہوں گے پھر اس کے علاوہ آپؑ کے قتل کرنے کے منصوبے کئے گئے اور قتل کے مقدمے کئے گئے خود بے انصافی کر کے انصاف کی عدالتوں سے عدل چاہا گیا گورنمنٹ کو بدظن کرنے کی کوشش کی گئی اور ٹیکس کا مقدمہ کر کے مالی نقصان کا ارادہ کیا گیا پھر آپ کی ذات کو چھوڑ کر آپ کے متبعین سے بھی نہایت بُرا اور ذلیل سلوک کیا گیا یہاں تک کہ اُن کی چوری اور ان کی امانت میں خیانت اور اُن کا قتل تک جائز رکھا گیا اور آج کل کے علماء نے فتویٰ دے دیا کہ ان لوگوں کی عورتیں تک نکال لینی جائز ہیں وہ گھروں سے نکالے گئے اور اُن کا مال لوٹا گیا اُن سے کلام کرنا ایک کبیرہ گناہ قرار دیا گیا یہاں تک کہ جو اُن کو سلام کرے وہ کافر اور جو ان کو کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر اور یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ انہوں نے مسیح موعود کے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کی ہے کہ ہم دین کو دُنیا پر مقدم رکھیں گے یعنی اسلام کا نورانی چہرہ دُنیا پر عملاً اور قولاً ظاہر کریں گے چنانچہ دشمن یہاں تک ترقی کر گئے کہ حضرت مولوی صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحب اور میاں عبدالرحمٰن صاحب کابلی اس راہ میں شہید کئے گئے۔

پس اے میرے دوستو یہ کام جو احمدی جماعت میں داخل ہو کر آپ نے اپنے ذمے لیا ہے کچھ چھوٹا سا کام نہیں اور یہ قطعاً گمان نہیں کرنا چاہئے کہ آرام اور آسائش کے ساتھ یہ مدعا حاصل ہو جائے گا بلکہ یاد رکھو کہ اس کام کے پورا کرنے کیلئے طرح طرح کی مشکلات پیش آئیں گی اور مخالف اور عداوت کا ایک دریا ہوگا جو تمہاری طرف امڈا چلا آئے گا تمہارے دوست دشمنوں سے بڑھ کر تمہیں ایذا دیں گے اور بہت ہوں گے جن کو تم وفادار سمجھتے ہو لیکن جب وہ تمہاری کوششیں اس امر کی طرف مبذول دیکھیں گے تو بے وفائی کریں گے اور جن سے تمہیں خیر کی امید ہوگی اُن سے شر پہنچے گا ابتلاؤں کا اژدہا تمہاری طرف اپنا منہ کھول کر بڑھے گا اور وہ جو سست اور کمزور ہوگا اس کی خوراک بنے گا غرض کوئی مصیبت نہ ہوگی جو تمہیں نہ پہنچے گی اور کوئی دکھ نہ ہوگا جس کا تمہیں سامنا نہ کرنا پڑے اور کوئی رنج نہ ہوگا جو تمہیں غمگین نہ کرے کیونکہ خدا تعالیٰ کی یہی سنت ہے اور یہی وعدہ ہے جب تک وہ کسی کو آزمانہیں لیتا اور کھوٹے اور کھرے کو پرکھ نہیں لیتا اس وقت تک اس کو خدمت دین کے لائق نہیں بناتا اور مومن ہونے کا معزز خطاب نہیں دیتا...... پس اس کام کیلئے جو ہم نے اختیار کیا ہے ضرور ہے کہ ہمیں تکالیف برداشت کرنی پڑیں اور مصیبتوں کا سامنا ہو

اسی مضمون سے ایک اور اقتباس پیش ہے جس میں آپؓ بالخصوص نوجوانان احمدیت کو خدمت دین کیلئے آگے آنے کی تلقین بڑے دلنشین انداز میں کرتے ہیں۔ فرمایا:

قرآن شریف نے جہاں بڑی عمر کے لوگوں کیلئے بعض انبیاء کی مثالیں بیان کی ہیں وہاں نوجوانوں کیلئے بھی نظیریں دی ہیں تا کہ عذر نہ کر سکیں چنانچہ **حضرت یوسف علیہ السلام نے بارہ برس کی عمر میں وہ کام کیا ہے** کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کہ جب اُن کی عمر قریباً نو سال کی تھی تو اُس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُن کو فرمایا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں اس کو سن کر آپ نے بڑی دلیری سے فرمایا کہ خدا کی جو مرضی ہے اُسے پورا کرو...... حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اس چھوٹی سے عمر میں اپنی جان تک کی پرواہ نہیں کی اور فوراً خدا کی مرضی پوری کرنے کیلئے تیار ہو گئے پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے بارہ برس کی عمر میں وہ کام کیا کہ حیرت اور سکتہ ہوتا ہے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی جو کام ناصرہ اور اس کے گرد و نواح میں کیا وہ تینتیس برس کی عمر کے اندر ہی تھا۔

دوسرے لوگوں میں بھی اس قسم کی بہت سی نظیریں مل سکتی ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جوانی کی عمر میں ہجرت کے دن اپنی جان نبی کریمؐ کے بدلہ خطرہ میں ڈال کر ہمارے لئے ایک نیک نظیر قائم کر دی اور آپ لوگوں میں سے بہت سے اس سے واقف ہوں گے کہ بدر کی لڑائی میں چودہ چودہ برس کے دو لڑکے بھی شریک ہوئے تھے جنہوں نے ابوجہل جیسے کفار مکہ کے سردار کو پہچان کر جا کر پکڑا اور بوجہ ہتھیار کے پاس نہ ہونے کے ایک اور صحابی کی مدد سے اس کو قتل کیا۔

پس بے شمار نظیریں انبیاء کی اور ان کے تابعین کی ایسی مل سکتی ہیں کہ اُنہوں نے نوجوانی کی عمر میں اسلام کی خدمت کی اور اس کا روشن چہرہ دُنیا کے سامنے ظاہر کیا پس کیا وجہ کہ آجکل کے نوجوان اس کام سے پہلو تہی کریں۔

(ماہنامہ تشحیذ الاذہان قادیان جلد نمبر 4 نمبر 6 جولائی 1909ء صفحہ 218 تا 243۔ بحوالہ سوانح فضل عمر جلد اول صفحہ 226 تا 234)

بقیہ صفحہ 17...... خدمت قرآن

بقیہ صفحہ 17

کے کسی حصہ کی تفسیر میں میرا مقابلہ کریں مگر دُنیا تسلیم کرے گی کہ میری تفسیر ہی حقائق و معارف اور روحانیت کے لحاظ سے بے نظیر ہے۔''

آپ کی بے مثل خدمت قرآن کا اعتراف غیروں کو بھی کرنا پڑا مخالفین احمدیت کو مخاطب کرتے ہوئے مولوی ظفر علی خان نے ایک موقعہ پر فرمایا۔

'' کان کھول کر سن لو۔ تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے قرآن کا علم ہے تمہارے پاس کیا دھرا ہے...... تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا۔

(ایک خوفناک سازش 196 مولفہ مظہر علی اظہر)

سیدنا المصلح الموعودؓ کے مبارک عہد خلافت میں پندرہ زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم ہو کر مختلف ممالک میں پہنچائے گئے۔ آپ کے خدمت قرآن کے جذبہ نے ایک ایسی زندہ جماعت قائم کر دی جو اکناف عالم میں قرآنی علوم و معارف آپ کے بتائے ہوئے رستہ کے مطابق پھیلا رہی ہے۔

آپ کی وفات پر مولانا عبدالماجد دریابادی ایڈیٹر صدق جدید لکھنؤ نے آپ کی خدمت قرآنیہ پر جو خراج عقیدت پیش کیا ملاحظہ ہو۔

'' قرآن و علوم قرآن کی عالمگیر اشاعت اور اسلام کی آفاق گیر تبلیغ میں جو کوششیں انہوں نے سرگرمی اور اولوالعزمی سے اپنی طویل عمر میں جاری رکھیں ان کا اللہ انہیں صلہ دے علمی حیثیت سے قرآنی حقائق و معارف کی جو تشریح، تبیین، ترجمانی وہ کر گئے ہیں اس کا بھی ایک بلند و ممتاز مرتبہ ہے۔ (صدق جدید لکھنؤ 18 نومبر 1965)

آخر پر خادم قرآن کی اس نصیحت پر مضمون ختم کرتا ہوں

'' یہ یاد رکھو کہ قرآن کریم خدا کی کتاب اور اُس کے منہ کی باتیں ہیں اس کا ادب اور احترام کرو۔ قرآن کریم کے بغیر کوئی دین نہیں...... وہ شخص ہرگز نجات نہیں پا سکتا جو قرآن کریم پر عمل نہ کرے'' (الازھار لذوات الخمار صفحہ 35)

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم پڑھنے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے اور دوسروں کو پڑھانے اور سمجھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

❀❀❀

ولادت اور درخواست دعا

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاکسار کے ماموں مکرم انوار احمد صاحب عادل کو مورخہ 31 جنوری 2007 کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچی کا نام ''فوزیہ انوار'' رکھا ہے جو کہ وقف نو میں شامل ہے۔ بچی مکرم محمد عادل صاحب آف قادیان کی پوتی اور مکرم عبد القدوس فاروقی صاحب آف جے پور کی نواسی ہے۔ نومولودہ کے نیک صالح اور خادمہ دین ہونے کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ (محمد ابراہیم سرور مبلغ سلسلہ)

خریداران بدر سے گزارش:: کیا آپ نے بدر کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے۔؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت کے سیکرٹری مال یا نمائندہ بدر کو یا بذریعہ منی آرڈر یا بینک ڈرافٹ ارسال فرمائیں تا کہ آپ کا بدر مستقل جاری رہے۔ (مینجر بدر)

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز ۔ کشمیر جیولرز

اللہ الیس عبدہ بکاف

Mfrs & Suppliers of :
Gold and Silver
Diamond Jewellery
Shivala Chowk Qadian (India)

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Phone No (S) 01872-224074
(M) 98147-58900
E-mail: jovrav-say@yahoo.co.in

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
اَلصَّلٰوۃُ ھِیَ الدُّعَآء
(نماز ہی دعا ہے)
منجانب
طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222
2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

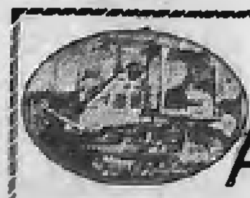

Syed Bashir Ahmed
Proprietor
Aliaa Earth Movers
(Earth Moving Contractor)
Available :
Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221
Tel.: 0671 - 2378266 (R), (M) 9437078266, 9437276659, 9337271174, 9437378063

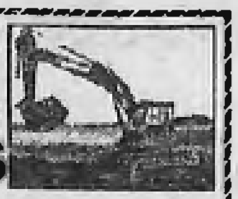

سوانح حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

سوال و جواب کے آئینہ میں

مبشر احمد خادم متعلم جامعہ احمدیہ قادیان

سوال: حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پورا نام بتائیں؟

جواب: حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

سوال: آپ کے والد ماجد کا کیا نام تھا؟

ج: سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام۔

س: آپ کی والدہ ماجدہ کا کیا نام تھا؟

ج: حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

س: آپ کی ولادت کب ہوئی؟

ج: ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو

س: آپؓ کی ولادت کہاں اور کس دن ہوئی؟

ج: قادیان دارالامان میں جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی رات کو۔

س: آپؓ کے دادا اور دادی کا نام بتائیں؟

ج: آپؓ کے دادا کا نام حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب تھا اور آپ کی دادی کا نام حضرت چراغ بی بی صاحبہ تھا۔

س: آپؓ کے نانا کا نام بتائیں؟

ج: حضرت سید میر ناصر نواب صاحبؓ۔

س: آپؓ کے کسی ایک استاد کا نام بتائیں؟

ج: حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

س: آپؓ نے پبلک اجتماع سے پہلا خطاب کب فرمایا؟

جواب: دسمبر 1906ء میں

س: اس موقع پر آپؓ نے قرآن کریم کی کس سورۃ کی تفسیر بیان فرمائی؟

ج: سورہ لقمان کے دوسرے رکوع کی۔

س: آپؓ کے بچپن کے کسی ایک ہم جماعت کا نام بتائیں؟

ج محترم شیخ عبدالعزیز صاحب

س: آپؓ نے انجمن تشحیذ الاذہان کی بنیاد کب رکھی؟

ج: 1906ء میں۔

س: آپؓ کے ذریعہ جاری ہونے والے پہلے رسالہ کا کیا نام تھا؟

ج: رسالہ تشحیذ الاذہان

س: آپؓ کے ذریعہ قائم ہونے والے پہلے دارالمطالعہ کا کیا نام تھا؟

ج: احمدیہ دارالمطالعہ

س: آپؓ نے اخبار الفضل کا اجراء کب فرمایا۔

ج: جون 1913ء میں

س: آپؓ نے اپنی پہلی نظم کس سن میں لکھی اور اس نظم میں آپ نے اپنا کیا تخلص رکھا؟

ج: 1903ء میں اس نظم میں آپؓ نے اپنا تخلص شاد رکھا۔

س: آپؓ کا عارفانہ منظوم کلام پہلی مرتبہ کب شائع ہوا؟

ج: مئی 1913ء میں۔

س: آپؓ کے منظوم کلام کے مجموعہ کا کیا نام ہے؟

ج: کلام محمود۔

س: آپؓ نے انجمن احمدیہ فیروز پور کے سالانہ جلسہ 29 مئی کو دوسرے اجلاس میں کس عنوان پر لیکچر فرمایا۔

ج: "اسلام کیا ہے اور وہ ہمیں کیا بنانا چاہتا ہے"۔

س: آپؓ نے پہلی مرتبہ ملتان کا سفر کس سن میں کیا؟

ج: نومبر 1909ء میں

س: آپؓ کو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی طرف سے مدرسہ احمدیہ کی نگرانی کی ذمہ داری کس سن میں سونپی گئی؟

ج: 1910ء میں

س: خلافت ثانیہ کا انتخاب کب ہوا؟

ج: ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء میں۔

س: حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے کب حج کیا؟

ج: ۱۹۱۲ء کو

س: حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے زندگی وقف کرنے کی پہلی تحریک کب فرمائی؟

ج: ۷ دسمبر ۱۹۱۷ء کو

س: صدر انجمن احمدیہ میں نظارتوں کا قیام کب عمل میں آیا؟

ج: یکم جنوری ۱۹۱۹ء کو

س: حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے غیر ممالک کے کتنے دورے کئے؟

ج: حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے غیر ممالک کے دو دورے کئے۔

س: حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے دورہ لندن کے دوران کس مشہور کانفرنس میں شرکت فرمائی۔

ج: ویمبلے کانفرنس میں۔

س: حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ویمبلے کانفرنس کیلئے کس عنوان پر ایک مبسوط مضمون لکھا؟

ج: اس کانفرنس کیلئے آپؓ نے احمدیت کے نام سے ایک مبسوط مضمون لکھا جو بعد میں کتابی شکل میں شائع ہوا۔

س: آپؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کس پیشگوئی کے مصداق تھے؟

ج: یتزوج ویولد لہ کہ مسیح موعود شادی کرے گا اور اُسکے ہاں عظیم الشان اولاد ہوگی۔

س: آپؓ نے اپنا غیر ممالک کا پہلا اور دوسرا دورہ کس سن میں فرمایا؟

ج: آپؓ نے پہلا دورہ 1924 میں اور دوسرا 1955 میں کیا۔

س: حضرت مصلح موعودؓ نے بیرون ہندوپاک کب اور کس مسجد کا سنگ بنیاد اپنے دست مبارک سے رکھا؟

ج: مسجد فضل لندن کا، 1924ء میں

س: احمدی مستورات کے سالانہ جلسہ کا آغاز کب ہوا؟

ج: دسمبر 1926ء میں

س: حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تحریک پر ہندوستان کے طول وعرض میں پہلا عظیم الشان یوم سیرت النبی ﷺ کب منایا گیا؟

ج: 17 جون 1928ء میں

س: آپؓ نے اپنا دوسرا وطن کس جگہ کو قرار دیا۔

ج: لاہور کو

س: آپؓ کو مصلح موعود ہونے کے بارہ میں کیا الہام ہوا؟

ج: انا المسیح الموعود ومثیلہ وخلیفتہ۔

س: آپؓ نے دعویٰ مصلح موعود کب کیا؟

ج: 28 جنوری 1944ء کو

س: آپؓ نے تعلیم الاسلام کالج کا افتتاح کب کیا؟

ج: 4 جون 1944ء کو

س: حضرت مصلح موعودؓ کی تین معرکۃ الآراء کتابوں کا نام بتائیں۔

ج: دعوت الامیر۔ تقدیر الٰہی۔ ہستی باری تعالیٰ۔

س: حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دور خلافت میں بیرون برصغیر جماعت احمدیہ کا پہلا تبلیغی مرکز کب اور کس کے ذریعہ قائم ہوا۔

ج: 28 جون 1914ء کو لندن میں حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیالؓ کے ذریعہ۔

س: جماعت احمدیہ کی باقاعدہ مجلس مشاورت کب شروع ہوئی۔

ج: 15-16 اپریل 1922ء کو۔

س: تقویم ہجری شمسی کا آغاز آپؓ نے کب کیا؟

ج: 1940ء میں۔

س: مسجد اقصیٰ قادیان میں پہلی بار لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے کب خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا؟

ج: 7 جنوری 1938ء میں۔

س: جماعت احمدیہ کے 50 سال اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خلافت پر 25 سال پورے ہونے پر جوبلی کب منائی گئی؟۔

ج: 1939ء میں

س: لوائے احمدیت پہلی مرتبہ کب فضا میں لہرایا گیا۔

ج: حضرت مصلح موعودؓ نے 28 دسمبر 1939ء کو خلافت جوبلی کے موقعہ پر لوائے احمدیت پہلی مرتبہ فضا میں بلند کیا۔

س: لوائے خدام الاحمدیہ کب لہرایا گیا؟

ج: حضرت مصلح موعودؓ نے 28 دسمبر 1939ء کو لوائے احمدیت لہرانے کے بعد پہلی مرتبہ علم خدام الاحمدیہ کو بھی اپنے دست مبارک سے بلند کیا۔

س: حضرت مصلح موعودؓ نے قادیان سے پاکستان کی طرف کب ہجرت کی؟

ج: 31 اگست 1947ء کو

س: پاکستان کی پہلی مجلس مشاورت کا انعقاد کب ہوا؟

ج: ۷ ستمبر 1947ء کو

س: لاہور میں صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی بنیاد کب رکھی گئی؟

ج: یکم ستمبر 1947ء کو

س: پاکستان میں جماعت احمدیہ کا پہلا جلسہ سالانہ کب اور کہاں منعقد ہوا؟

ج: دسمبر 1947ء کو بمقام لاہور

س: ربوہ کی بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے کب رکھی؟

ج: 20 ستمبر 1948ء کو

س: ربوہ میں پہلا جلسہ سالانہ کب منعقد ہوا؟

ج: 15-16-17 اپریل 1949ء کو

س: آپؓ پر کس شخص نے اور کب قاتلانہ حملہ کیا۔

ج: مسجد مبارک ربوہ میں 10 مارچ 1954ء کو بعد نماز عصر ایک شخص عبدالحمید نے۔

س: حضرت مصلح موعودؓ کی چند اہم تحریکات کے نام بتائیں؟

ج: تحریک جدید وقف جدید۔ وقف زندگی کی تحریک۔

س: آپؓ نے کن ذیلی تنظیموں کا قیام فرمایا۔

جواب: مجلس انصار اللہ۔ مجلس خدام الاحمدیہ۔ اطفال الاحمدیہ۔ لجنہ اماء اللہ۔ ناصرات الاحمدیہ۔

س: تحریک جدید کی ابتداء کب ہوئی؟

ج: 1934ء میں

س: تحریک جدید کے کتنے مطالبات ہیں؟

ج۔ کل 27 مطالبات ہیں مثلاً سادہ زندگی وقار عمل وقف زندگی۔

س: تحریک جدید دفتر دوم کی بنیاد کب رکھی گئی؟

ج: 24 نومبر 1944ء کو

س: وقف جدید کا اجراء کب ہوا؟

ج: دسمبر 1957ء میں

س: لجنہ اماء اللہ کا قیام کب عمل میں آیا؟

ج: 15 دسمبر 1922ء کو۔

س: مجلس خدام الاحمدیہ کب قائم ہوئی؟

ج: 31 جنوری 1938ء کو۔ جس کا نام آپ نے 4 فروری 1938ء کو مجلس خدام الاحمدیہ رکھا۔

س: مجلس انصار اللہ کب قائم ہوئی؟

ج: 26 جولائی 1940ء کو۔

س: آپ کا وصال کب ہوا؟

ج: 7-8 نومبر 1965ء کی درمیانی شب کو جو پیر کی رات تھی۔

س: خلافت ثالثہ کا انتخاب کب ہوا۔ اور کون خلیفہ بنے۔

ج: ۹ نومبر 1965ء کو سیدنا حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ خلیفہ منتخب ہوئے۔

س: قادیان دارالامان کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ کا کوئی مشہور شعر بتائیں۔

محمود کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار
روئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں

❀❀❀

قطر میں عالمی سطح پر مسلمانوں کے اتحاد کے لئے اجلاس

دوحہ میں 20 جنوری کو اسلامی فرقوں میں مذہبی اور سیاسی کشیدگی کی وجہ سے مسلم دنیا میں پیدا ہونے والے باہمی ٹکراؤ کے ماحول کو ختم کرنے کے لئے دنیا کے 200 سے زائد چنیدہ مسلم اسکالروں، دینی رہنماؤں اور دانشوروں کا تین روزہ اجلاس ہوا۔ اس میں مسلمانوں میں اتحاد قائم کرنے اور فروغ دینے پر زور دیا گیا۔

اس کانفرنس کا افتتاح قطر کے نائب وزیر اعظم عبد اللہ بن حماد نے کیا اور ایران کے مذہبی رہنما آیت اللہ تسخیری نے خطبہ صدارت پیش کیا۔ مفتی زاہد علی خان، ناظم دینیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، جنرل سیکرٹری اسلامک فقہ اکیڈمی نے اس کانفرنس میں ہندوستان کی نمائندگی کی۔

اس کانفرنس کو اس وجہ سے زیادہ اہمیت دی گئی کہ عراق میں شیعہ سنی خلیج پیدا ہوگئی ہے اور لبنان میں بھی اس کی مذموم کوشش کی جارہی ہے۔ صدام حسین کی پھانسی کے بعد شیعہ سنی فسادات بڑھ گئے ہیں اور اسلامی ممالک اس کوشش میں ہیں کہ اس سنگین مسئلہ کو کسی طرح حل کیا جاسکے۔

قطر کے نائب وزیر اعظم نے زور دے کر کہا کہ مسلمانوں میں اتحاد وقت کی سخت ضرورت ہے تاکہ وہ دنیا میں وہ مقام حاصل کرسکیں جن کی ان کو ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ منطقی اختلافات کو کچھ خود غرض لوگ سیاسی اغراض و مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں اور اس سے مسلکی تناؤ بڑھ جانے کا اندیشہ ہے۔

مسٹر عبد اللہ بن حماد نے کہا کہ اسلام کے دشمن ہمیشہ اس کوشش میں رہتے ہیں کہ کسی طرح اس منصب کے لوگوں کو آپسی انتشار میں الجھا کر رکھا جائے انہوں نے کہا کہ اسلام نے ہمیشہ امن اور اتحاد کا پیغام دیا ہے۔ منطقی اور مسلکی اختلافات کو مذہب کی آبیاری کے لئے استعمال کرنا چاہئے نہ کہ مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کے لئے۔ اسلام کبھی بھی خون خرابہ کی اجازت نہیں دیتا ہے۔ اس لئے وقت کی ضرورت ہے کہ ہم مل جل کر اسلامی دنیا کے سماجی اور اقتصادی مسائل کو ختم کرنے کی کوشش کریں۔ مصر کے وزیر اوقاف ڈاکٹر محمد زگروف نے اس بات پر تشویش کا اظہار کیا کہ پچھلے کچھ برسوں سے مسلمانوں میں مسلک کے

مسلمانوں میں اتحاد وقت کی سخت ضرورت ہے تاکہ وہ دنیا میں وہ مقام حاصل کرسکیں جن کی ان کو ضرورت ہے۔ (نائب وزیر اعظم قطر)

نام پر اختلافات بڑھ گئے ہیں اور کئی ممالک میں اس نے تشدد کی صورت اختیار کرلی ہے۔ اسلام کے ماننے والے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہوگئے ہیں۔ اسلام کے دشمن بھی مسلمانوں کو ایک دوسرے سے لڑانے کے لئے پس پردہ کام کرتے ہیں۔ وزیر موصوف نے کہا کہ وقت کی ضرورت ہے کہ مختلف ممالک کے دانشور اور دینی رہنماؤں کو متحد ہوکر آپسی تفرقہ ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

عمان کے مفتی اعظم شیخ احمد خلیلی نے کہا کہ اسلامی دنیا آج انتشار کا شکار ہے۔ مسلمان ایک دوسرے کے دشمن بن گئے ہیں اور مسلکی تناؤ اسلامی ممالک کے لئے باعث تشویش ہے کیونکہ اس سے ہر مسلم ملک بدامنی، تشدد اور انتہا پسندی کی لپیٹ میں آئے گا۔

ایران کے مذہبی لیڈر آیت اللہ شیخ محمد علی تسخیری نے امریکہ اور مغربی طاقتوں پر عربوں اور ایران کے درمیان خلیج پیدا کرنے کا الزام لگایا اور کہا کہ اسرائیل کی لبنان میں حالیہ شکست سے مغربی ممالک اس کوشش میں لگے ہیں کہ وہ کسی طرح مسلم دنیا میں پھوٹ ڈال سکیں۔

انہوں نے کہا کہ امریکہ، عرب دنیا کے تیل اور دوسرے قدرتی وسائل پر اپنا قبضہ قائم رکھنا چاہتا ہے لہذا ہم سب کو مل کر اس کے اس ناپاک ارادوں کو ناکام بنانا چاہئے۔

اسلامی کانفرنس کے جنرل سیکرٹری ڈاکٹر اکمل الدین نے بھی عراق میں شیعہ سنی فسادات پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اگر ہم اس پر قابو نہیں پاسکے تو سارے ممالک اس کے زد میں آئیں گے۔ کانفرنس میں جامعہ اظہر کے علماء کے علاوہ کئی ممالک کے علمائے دین نے بھی شرکت کی جن میں سعودی عرب کویت اور اردن کے علاوہ پاکستان انڈونیشیا کے بھی اہم سکالر شامل تھے۔ ❀

ہر آٹھواں عراقی ملک چھوڑ رہا ہے

اقوام متحدہ کے ذریعے شائع کردہ اعداد و شمار کے مطابق ہر آٹھواں عراقی بڑھتے تشدد اور لایعنی صورت حال کی وجہ سے ملک چھوڑ دینا چاہتا ہے۔ ہر ماہ 50 ہزار سے زائد افراد شام، اردن، مصر اور لبنان میں پناہ گزیں ہوتے ہیں۔ 20 لاکھ عراقی ملک سے باہر مہاجرین کی حیثیت سے رہ رہے ہیں جبکہ 17 لاکھ سرحدوں کے اندر دربدر ہیں۔ رپورٹ کے مطابق سال 2006ء کے اواخر تک 27 لاکھ کا اضافہ بتایا گیا ہے۔ نیز شام میں 10 لاکھ، اردن میں 7 لاکھ، مصر میں 20 سے 80 ہزار، لبنان میں 40 ہزار سے زائد عراقی پناہ لئے ہوئے ہیں۔ ❀

بش 2006ء کا سب سے بڑا ویلن

سال 2006ء کے اختتام پر ایک سروے کیا گیا جس میں یہ بات معلوم کرنے کی کوشش کی گئی کہ اس سال کا سب سے بڑا غنڈہ کون ہے؟ کثیر تعداد میں متفقہ طور پر صدام حسین یا اسامہ بن لادن کو نہیں بلکہ جارج بش کو اس اعزاز سے نوازا۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ یہ سروے کسی مسلم ملک میں نہیں بلکہ امریکہ میں ہی کیا گیا ہے۔ اور خود امریکیوں نے اپنے مسیحا بش کو ہی سال کا سب سے زیادہ بُرا انسان قرار دیا ہے۔ ❀

(بحوالہ روزنامہ انقلاب ممبئی 2 جنوری 07، منگل، صفحہ 4)

پاکستان میں ونی کی قبیح رسم

3 سالہ بچی کا نکاح 45 سالہ شخص کے ساتھ

گزشتہ دنوں صوبہ سرحد کے جنوبی ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان میں پنچایت نے ونی کے طور پر ایک تین سالہ معصوم بچی کا نکاح پینتالیس سالہ شخص کے ساتھ پڑھوا دیا ہے۔ سیف الرحمٰن بلوچ نامی شخص کی سربراہی میں قائم پنچایت نے یہ فیصلہ کیا جس کے مطابق تین سالہ بچی سمیرا بی بی کا نکاح 45 سالہ محبوب کے ساتھ کرادیا گیا۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان کے ایک دور افتادہ گاؤں گنڈی عمر خان میں مقامی لوگوں نے بتایا کہ فاروق نامی شخص نے گاؤں کی ایک لڑکی نورین سے شادی کی خواہش ظاہر کی لیکن پہلے سے شادی شدہ ہونے کی وجہ سے لڑکی کے والدین نے رشتہ دینے سے انکار کیا جس کے بعد فاروق اور مذکورہ لڑکی کسی نامعلوم جگہ پر منتقل ہوگئے۔

اس پر لڑکی کے ورثاء نے معاملہ مقامی پنچایت کے سپرد کردیا۔ سیف الرحمٰن بلوچ کی سربراہی میں قائم پنچایت نے فیصلہ سناتے ہوئے لڑکے کی 3 سالہ بھانجی سمیرا بی بی کا نکاح ونی کے طور پر لڑکی کے 45 سالہ ماموں محبوب کے ساتھ کرادیا۔ سیف الرحمٰن نے بتایا کہ فریقین کے درمیان تصادم کا خطرہ تھا جس میں کئی جانیں ضائع ہوجاتیں لہذا انسانی ہمدردی کے نام پر انہوں نے ونی کا فیصلہ دیا۔ پاکستان میں "ونی" یا "سورہ" پر پابندی کے باوجود پنجاب اور سرحد کے مختلف علاقوں میں لڑکیاں اس قبیح رسم کی بھینٹ چڑھتی رہی ہیں۔ پارلیمان سے تحفظ حقوق نسواں بل کے پاس ہونے کے بعد ملک میں ونی کا یہ پہلا واقعہ سامنے آیا ہے۔ ❀

پیرس میں گنتانا موجیل کے خلاف ایمنسٹی انٹرنیشنل کا مظاہرہ

پیرس میں انسانی حقوق کی تنظیم ایمنسٹی انٹرنیشنل کے کارکنوں نے نارنجی رنگ کے لباس اور سفید ماسک پہن کر گوانتاناموبے میں جنگی قیدیوں کو غیر قانونی حراست میں رکھے جانے کے خلاف مظاہرہ کیا۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل نے گوانتاناموکو فوری بند کئے جانے کا مطالبہ بھی کیا ہے۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کے 4 سو سے زیادہ کارکنوں نے گوانتاناموبے کے 5 سال مکمل ہونے پر دریائے سینا کے کنارے مظاہرہ کیا۔ مظاہرین نے امریکہ کے تصور آزادی کی علامت مجسمہ آزادی اور گوانتاناموبے میں قیدیوں کی صورتحال میں تضاد کو نمایاں کیا۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کے کارکنوں نے امریکی دعووں کے برعکس گوانتاناموبے میں رکھے جانے والے قیدیوں کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزیوں کی نشاندہی کی۔ گوانتاناموبے میں 420 قیدی القاعدہ یا طالبان سے تعلق کے شبہ میں زیر حراست ہیں یہ قیدی عدالت میں اپنے دفاع کے حق سے بھی محروم ہیں۔ فرانسیسی شہری موراد بین چلیلی جنہیں القاعدہ سے تعلق کے شبے میں گرفتار کرکے گوانتاناموبے میں رکھا گیا تھا، نے بھی مظاہرے میں شرکت کی، انہیں بعد میں فرانس کے حوالے کردیا گیا تھا جہاں انہیں تحقیقات کے بعد رہا کردیا گیا۔

امریکی صدر جارج بش نے ایران کے خلاف جنگ کا خفیہ حکم دے دیا

امریکی صدر جارج بش نے ایران کے خلاف جنگ کا خفیہ حکم دے دیا ہے۔ عراق میں حالیہ ایرانی افسروں کی گرفتاریاں جنگ کی ابتدا ہے۔ یہ انکشاف امریکی جریدے نیوز ویک کے ایک شمارے میں کیا گیا ہے۔ شمارے کے مطابق قوم سے گزشتہ دنوں خطاب میں صدر بش نے ایران اور شام کے خلاف جارحانہ رویے میں اس بات کا اشارہ دے دیا ہے کہ وہ ان ممالک کو سبق سکھانے کے لئے تیار ہیں۔ سینیٹ کی خارجہ تعلقات کمیٹی کے چیئرمین سینیٹر جوزف بائیڈن نے ایران پر حملے کے بارے میں جب کونڈولیزا رائس سے سوال کیا تو انہوں نے جواب دینے سے احتراز کیا۔ امریکی افواج کے سربراہوں کی کمیٹی کے چیئرمین پیٹر پیس نے کہا ہے کہ صدر بش نے ایران پر حملے کے حکم پر ابھی دستخط نہیں کئے ہیں۔ نیوز ویک کے مطابق امریکہ نے ایک خفیہ مراسلے میں سعودی عرب کو یقین دلایا ہے کہ وہ ایرانی جارحیت کے خلاف سعودی عرب کا دفاع کرے گا۔ کویت کے اخبار عرب ٹائمز کے چیف ایڈیٹر احمد الجرالہ نے قابل اعتماد ذرائع کے حوالے سے ایک رپورٹ میں کہا ہے کہ امریکہ اپریل سے قبل ایران پر فوجی حملہ کرسکتا ہے۔ حملہ سمندر سے کیا جائے گا جبکہ خلیج کے تمام عرب ممالک کی حفاظت پیٹریاٹ میزائل کریں گے۔ حال ہی میں وائٹ ہاؤس میں نائب صدر ڈک چینی، وزیر دفاع رابرٹ گیٹس، وزیر خارجہ کونڈولیزا رائس اور دیگر حکام کے ساتھ ایک اعلیٰ سطحی میٹنگ کی گئی جس میں ایران پر حملہ کرنے کے لئے پلان پر بات چیت کی گئی۔ شرکاء نے اتفاق کیا کہ خطے کے کسی بھی ملک کو خطرے میں ڈالے بغیر اپریل سے قبل ایران کے گرد گھیرا تنگ کیا جائے گا۔ ❀

قارئین متوجہ ہوں

مالی معاملات، نئے اخبار کی خریداری ایڈریس کی تبدیلی وغیرہ کے لئے مینجر بدر کو خط لکھیں۔ مضامین رپورٹیں، اعلانات وغیرہ ایڈیٹر بدر کے نام بھجوایا کریں۔ ❀

For the information of

Amir Sbs, Sadr Sbs, Talim Secretaries Parents and Students.

Important Educational Magazines for Students

(a) Monthly Magzines for engineering and medical entrance exam, Suitable for 11th, 12th, class and other students.

1. Mathematics Today
2. Physics for you
3. Chemistry Today
4. Biology Today

Subscribtion: For all four magazines is Rs 600/per annum, Demand draft in favour of "NTG Learning Media (P) Ltd. payable at new Delhi.
Address: NTG Learning Media (P) Ltd.
406 Taj Apt, Near Safdar Jung Hospital
Ring Road New Delhi-29
Web site: www. mtg.in

(B) Monthly Magazine for NBA Aspirants

(1) Advance Edge. Rs 300 for 12 issues demand draft in favour of INS learning resources pvt. Ltd payable in Mumbai.
Address: INS learning resources pvt Ltd.
E- Block 6th Floor, NCL building
Bandra Kurla Complex, Bandra (East)
Mumbai-400051
Website: www. advancedge.com

(C) Monthly magazine about Educational Opportunite in Engineering in India and Abroad

1. The Global Educator Rs 240 for 12 Issues Demand draft in favour of INS learning resources Pvt. Ltd. (Address given above)
Website: www.thglobaleducator.com

(D) Monthly Magazines for School Students

(1) Education Trend for class IX-X students Rs/ 300 for 12 Issues
(2) Education trend plus for class XI-XII students rs 300 for 12 issues.
Demand Draft in favour of "Education Trend" payable in new delhi.
Address: Education Trend
2872 Kucha Chelan
Darya Gang, New Delhi-110002
E-mail: angel@dishnetd.net

(Nazir Talim Sadr Anjuman Ahmadiyya Qadian)

طلباء کے لئے مفید معلومات:

آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنس میں داخلے کا موقع

اے آئی آئی ایم ایس (AIIMS) آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنس ہندوستان میں ایم بی بی ایس کی اعلیٰ معیاری اور بہترین تعلیم کے لئے مشہور انسٹی ٹیوٹ میں داخلہ کے متلاشی امیدوار واقعتاً نہایت ذہین اور خوش قسمت مانے جاتے ہیں۔ دہلی میں واقع ایمس اپنی کئی خصوصیات کے لئے مشہور ہے۔

امسال اس ادارے سے ایم بی بی ایس کے سال اول میں داخلے کیلئے اشتہار شائع کیا جاچکا ہے۔

کل نشستیں: 50 سیٹ (7 سیٹ ایس سی، 4 سیٹ ایس ٹی، 5 سیٹ فورین نیشنل، 34 جنرل امیدواروں کے لئے)

انٹرنس امتحان کی تاریخ : یکم جون 2007

کورس کے آغاز کی تاریخ : یکم اگست 2007

فارم جمع کرنے کی آخری تاریخ : 23 فروری شام 5 بجے سے قبل۔

عمر کی قید : 31 دسمبر 2007 تک 17 سال مکمل، وہ طلبہ وطالبات جن کی عمر یکم جنوری 2008 کو 17 سال ہوگی امتحان میں شامل نہیں ہوسکتے۔

تعلیمی لیاقت : بارہویں کامیاب، فزکس، کیمسٹری، بائیولوجی، انگریزی، ان تمام مضامین میں کل 60 فیصد مارکس۔ ایس سی اور ایس ٹی کے لئے 50 فیصد مارکس۔ وہ طلباء جن کے امتحانات ونتائج 2007 جولائی تک آئیں گے وہ بھی امتحان میں شریک ہوسکتے ہیں۔

پراسپیکٹس اور فارم: (امتحان فیس کے ساتھ) 500 روپے میں سٹیٹ بینک آف انڈیا کی برانچیز میں دستیاب ہیں۔

فارم ملنے کی آخری تاریخ : 3 جنوری 2007ء تا 15 فروری 2007۔

خلافت احمدیہ جوبلی کے سلسلہ میں

مقابلہ انعامی مقالہ جات

خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی کے منظور فرمودہ پروگراموں میں سے ایک پروگرام یہ ہے کہ 2007 کے دوران خلافت احمدیہ کے عنوان پر تحقیقی مقالے لکھوائے جائیں اور ان میں امتیازی پوزیشن حاصل کرنے والوں کو انعام دیئے جائیں۔ چنانچہ جوبلی کمیٹی قادیان نے مختلف طبقات کو مدنظر رکھتے ہوئے درج ذیل تفصیل کے مطابق چھ عنوان اور انعامات کی رقم مقرر کی ہے جس کی سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت منظوری مرحمت فرمادی ہے۔

عنوان	طبقات
۱۔ اسلامی خلافت کا تصور (خلافت کی اہمیت وضرورت)	اراکین مجلس انصار اللہ بھارت کیلئے
۲۔ برکات خلافت، دین کے استحکام کے لحاظ سے (خلافت راشدہ اور خلافت احمدیہ کے دور کو ملحوظ رکھتے ہوئے)	اراکین مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کیلئے
۳۔ برکاتِ خلافت، خوف کو امن میں بدلنے کے لحاظ سے (خلافت راشدہ اور خلافت احمدیہ کے دور کو ملحوظ رکھتے ہوئے)	ممبرات لجنہ اماء اللہ بھارت کیلئے
۴۔ برکات خلافت اور قیام توحید	مبلغین کرام کیلئے
۵۔ خلافت علیٰ منہاج نبوت کی بشارت اور خلافت احمدیہ کا قیام	معلمین کرام کیلئے
۶۔ تنظیموں کے لحاظ سے خلافت ثانیہ کی برکات	اطفال وناصرات الاحمدیہ کیلئے

.... شرائط ....

۱۔ مقالہ کم ازکم پچاس ہزار الفاظ پر مشتمل ہو ۲۔ اطفال وناصرات کیلئے بیس ہزار الفاظ۔ ۳۔ مقالہ کھلا کھلا صاف اور خوشخط ہو اور کاغذ کے ایک طرف لکھا جائے ۴۔ مقالہ بھجوانے کی آخری تاریخ 15 جولائی 2007 ہے۔ ۵۔ تمام مقالے صدر کمیٹی مقالہ جات مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد کے نام بھجوائے جائیں۔ (موصولہ تمام مقالہ جات کو چیک کرکے نتائج نکالنے کیلئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے) **انعامات**: اطفال وناصرات کے مقالوں میں سے اوّل پوزیشن حاصل کرنے والے کو -/7000 روپے اور دوم کو -/5000 روپے اور سوئم آنے والے کو -/3000 روپے انعام دیا جائے گا۔ جبکہ دیگر پانچ طبقوں کے مقابلہ جات میں ہر طبقے میں اوّل دوم اور سوم آنے والے کو علی الترتیب -/9000 روپے۔ -/7000 روپے۔ اور -/5000 روپے انعام دیا جائے گا۔ (صدر جوبلی کمیٹی قادیان)

☆...... ولادتیں ......☆

☆...... اللہ تعالیٰ نے بتاریخ 16.12.06 کو خاکسار کی بیٹی امۃ الحفیظ فائزہ وعزیز شیخ زاہد احمد آف بھدرک کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے جس کا نام سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے شیخ فارس احمد رکھا ہے۔ نومولود مکرم شیخ غلام ہادی صاحب آف بھدرک اڑیسہ کا پوتا ہے۔

☆...... اسی طرح میرے بیٹے عزیز سید اعجاز احمد ونصرت جہاں یاسمین کو بتاریخ 25.1.07 کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے سید عطاء الشافی نام تجویز فرمایا ہے نومولود وقف نو کی تحریک میں شامل ہے جو سید ناصر احمد آف سرلو اڑیسہ کا نواسہ ہے۔ دونوں بچوں کی صحت وتندرستی، درازئ عمر، نیک صالح خادم دین اور والدین کیلئے قرۃ العین بننے کیلئے درخواست دُعا ہے۔ (ڈاکٹر سید سعید احمد قادیان)

الرحیم جیولرز
پروپرائیٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ: خورشید کلاتھ مارکیٹ
حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون 629443
خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں
خالص سونے کے زیورات کا مرکز
الفضل جیولرز
چوک یادگار حضرت اماں جان ربوہ
فون 047-6213649
الیس اللہ بکاف عبدہ
کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
047-6215747

بقیہ اداریہ وقف جدید : از صفحہ 2.

ہونے والی اس بابرکت تحریک کیلئے جبکہ اس زمانہ میں اس کی اشد ضرورت بھی درپیش ہے اور خدا تعالیٰ کے قائم کردہ ایک خلیفہ کی بابرکت تحریک ہے اور خدا تعالیٰ کا ہی ایک خلیفہ آج ہمیں اس نیک کام کی نئے سرے سے یاددھانی وتحریک فرمارہا ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اس بابرکت والٰہی تحریک میں زیادہ سے زیادہ اپنا حصہ ڈالیں تا غلبہ اسلام کیلئے کی جانے والی کوششوں میں ہم شامل ہوسکیں۔ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا" حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں شامل ہونے اور آپ سے اخلاص ومحبت دکھانے کا تقاضا یہ ہے کہ اصلاح اور تربیت کیلئے جب مالی قربانی کی ضرورت پڑے ہر احمدی ہمیشہ آگے بڑھتا رہے اسی طرح جو نومبائعین ہیں وہ یہ خیال نہ کریں کہ ان کی تمام ضروریات باہر کی جماعتیں ہی پورا کریں گی اب انہیں بھی اپنی مالی قربانیوں کے معیار کو بڑھانا چاہئے......فرمایا اگلے سال ہندوستان کو وقف جدید میں شامل ہونے والوں کا پانچ لاکھ کا ٹارگیٹ رکھنا چاہئے حضور انور نے گزشتہ سال مالی قربانی کرنے والوں کے حق میں دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان سب احمدیوں کو جنہوں نے اللہ کے دین کی خاطر قربانیاں دی ہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور سب کے اموال ونفوس میں برکت بخشے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور کی توقعات پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (قریشی محمد فضل اللہ)

بقیہ اداریہ 'پوپ کے جواب میں' : از صفحہ 2

قبل ازیں ہم عرض کر چکے ہیں کہ بائبیل اپنے ماننے والوں کو یہ تعلیم دیتی ہے کہ اگر کوئی ان کے مذہب کی مخالفت کرے تو نہ صرف اس مذہب کے عبادت خانوں کو مسمار کردیں اور جلادیں بلکہ یہ تعلیم بھی ہے کہ عبادت کرنے والوں کو بھی قتل کردیا جائے اور جلادیا جائے۔

یہودی وعیسائی جنگوں کا طریق بتاتے ہوئے بائبیل بیان کرتی ہے:

◆ "اور جب تو کسی شہر کے پاس اس سے لڑنے کے لئے آپہنچے تو پہلے اس سے صلح کا پیغام کر تب یوں ہوگا کہ اگر وہ تجھے جواب دے کہ صلح منظور اور دروازہ تیرے لئے کھول دے تو ساری خلق جو اس شہر میں پائی جائے تیری خراجگذار ہوگی اور تیری خدمت کرے گی اور اگر وہ تجھ سے صلح نہ کرے بلکہ تجھ سے جنگ کرے تو تو اس کا محاصرہ کر اور جب خداوند تیرا خدا اسے تیرے قبضہ میں کردے تو وہاں کے ہر ایک مرد کو تلوار کی دھار سے قتل کر مگر عورتوں اور لڑکوں اور مواشی کو اور جو کچھ اس شہر میں ہو اس کا سارا لوٹ اپنے لئے لے اور تو اپنے دشمنوں کی اس لوٹ کو جو خداوند تیرے خدا نے تجھے دی ہے کھائیو۔ اسی طرح سے تو ان سب شہروں سے جو تجھ سے بہت دور ہیں اور ان قوموں کے شہروں میں سے نہیں ہیں کیجیو۔ لیکن ان قوموں کے شہروں میں جنہیں خداوند تیرا خدا تیری میراث کردیتا ہے کسی چیز کو جو سانس لیتی ہے جیتا نہ چھوڑیو بلکہ تو ان کو حرم کیجیو حتی اور اموری اور کنعانی اور فرزی اور حوی اور یبوسی کو جیسا خداوند تیرے خدا نے تجھے حکم کیا ہے تاکہ وہ اپنے سارے کریہ کاموں کے مطابق جو انہوں نے اپنے معبودوں سے کئے تم کو عمل کرنا نہ سکھائیں کہ تم خداوند اپنے خدا کے گنہگار ہو جاؤ۔

جب تم کسی شہر کو اس ارادے سے کہ لڑائی کرکے اسے لے لو مدت تک محاصرہ کئے رہو تو تبر چلا کے اس کے درختوں کو خراب نہ کیجیو کیونکہ تو ان کا میوہ کھائے سو تو انہیں محاصرہ کے کام میں لانے کیلئے کاٹ نہ ڈالیو کیونکہ میدان کے درخت آدمی کی زندگی ہیں۔ مگر ان درختوں کو جو تیری دانست میں کھانے کے واسطے کام کے نہ ہوں خراب کر اور کاٹ ڈال اور اس شہر کے مقابل جو تجھ سے لڑتا ہے بُرج بنا جب تک کہ وہ تیرے قابو میں آئے۔" (استثناء 20/10-20)

بائبیل کی اس تعلیم کے مطابق اہل مدیان کے ساتھ جو جنگ ہوئی اس کا نقشہ یوں کھینچا گیا ہے۔ لکھا ہے:

◆ "انہوں نے مدیانیوں سے لڑائی کی جیسا خداوند نے موسیٰ کو فرمایا تھا اور سارے مردوں کو قتل کیا......

اور بنی اسرائیل نے مدیان کی عورتوں اور ان کے بچوں کو اسیر کیا اور ان کے مواشی اور بھیڑ بکری اور مال واسباب سب کچھ لوٹ لیا اور ان کے سارے شہروں کو جن میں وہ رہتے تھے اور ان کے سب قلعوں کو پھونک دیا۔"

پھر لکھا ہے:-

◆ "سو تم ان بچوں کو جتنے لڑکے ہیں سب کو قتل کرو اور ہر ایک عورت کو جو مرد کی صحبت سے واقف تھی جان سے مارو لیکن وہ لڑکیاں جو مرد کی صحبت سے واقف نہیں ہوئیں ان کو اپنے لئے زندہ رکھو۔" (گنتی 31/7-18)

مذکورہ اقتباسات میں بائبیل کی مذہبی جنگوں کے طریق کار قتل وغارت اور لوٹ کے مال کی تقسیم کا ذکر ہے اب ہم بتاتے ہیں کہ بائبیل کی بیان کردہ مذہبی جنگیں صرف اور صرف توسیع پسندی کیلئے اور زمینوں کو ہتھیانے کے لئے لڑی گئی ہیں چنانچہ لکھا ہے:

◆ "اور موسیٰ نے انہیں بھیجا کہ زمین کنعان کی جاسوسی کریں اور انہیں کہا کہ تم اس راہ دکھن کی طرف چڑھ جاؤ اور پہاڑ کے اوپر چلے جاؤ اور اس زمین کو دیکھو کہ کیسی ہے اور لوگ جو وہاں کے بسنے والے ہیں وہ کیسے ہیں زور آور ہیں یا کمزور، تھوڑے ہیں یا بہت اور وہ زمین جس میں وہ رہتے ہیں کیسی ہے اچھی ہے کہ بُری اور وہ شہر جس میں وہ بستے ہیں کیسے ہیں۔ خیموں میں ہیں یا قلعوں میں اور زمین کیسی ہے جید ہے یا بنجر اس میں درخت ہیں یا نہیں تم دلاوری کرو اور اس زمین کا کچھ میوہ لے آؤ اور یہ وقت انگور کے پھلوں کے پکنے کا تھا۔" (گنتی 20-13/17)

پھر لکھا ہے:

◆ "جاسوسی کرنے والوں نے چالیس دن جاسوسی کی وہاں کے میوے توڑ کر لائے۔ آکر خبر دی کہ وہ جگہ ایسی ہے جہاں دُودھ اور شہد بہتا ہے لیکن بتایا کہ وہ بڑی جابر قوم ہے ہم ان کے مقابل پر ایسے ہیں جیسے ٹڈے لہذا یہ سن کر باقی قوم کا لڑنے کا جوش ٹھنڈا پڑ گیا۔" (گنتی 13/33)

بائبیل کی بیان کردہ اس شریعت پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد دل و جان سے عمل کیا گیا۔ چنانچہ قاضیوں میں لکھا ہے کہ:-

◆ "ایک مرتبہ بارہ ہزار مرد روانہ کئے گئے کہ عورتوں اور بچوں کو قتل کریں چنانچہ انہوں نے قتل وغارت کے ساتھ ساتھ چارسو کنواری لڑکیوں کو بھی پکڑا۔" (قاضیوں 12-21/11)

◆ اور لکھا ہے کہ جب عورتیں کم ہوگئیں تو مفتوح قوم کی بچی کھچی عورتوں کو حکم دیا گیا کہ وہ ناچتی گاتی ہوئی سامنے آئیں اور فاتحین کو انگور کے باغوں میں چھپا دیا گیا کہ جب وہ عورتیں ناچتی گاتی ہوئی نکلیں تو وہ ان کو پکڑ کر اپنے قبضہ میں کرلیں۔ (قاضیوں 21-21/20)

◆ جنگ کے بعد لاشوں کو درختوں سے لٹکا دیا جاتا تھا۔ (دیکھو یشوع 27-10/26)

◆ لکھا ہے کہ ایسی قتل وغارت پھیلائی گئی کہ کوئی سانس لینے والا نہ رہا۔ (یشوع 12-11/11)

بائبیل کی شریعت پر عمل کرنے والے حضرت داؤد کی جنگ کا ذکر کرتے ہوئے بائبیل کہتی ہے:

◆ "اور داؤد نے اس سرزمین کو خراب کیا اور عورت مرد کسی کو جیتا نہ چھوڑا اور ان کی بھیڑ بکریاں بیل اور گدھے اور اونٹ اور کپڑے لے کر لوٹا۔" (اسموئیل 11-27/9)

بائبیل کی یہ جنگیں اور لوٹ مار حضرت موسیٰ کے بعد ایک ہزار سال تک چلتی رہیں اس کے بعد غیر اقوام بنی اسرائیل پر غالب آتی رہیں یہاں تک کہ انہوں نے یروشلم کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور پھر حضرت مسیح کے زمانے تک بنی اسرائیلیوں کو وہ پہلی سی شان وشوکت ورعب ودبدبہ نصیب نہ ہوسکا کہ بائبیل کی جنگیں اور لوٹ مار جاری رکھی جاسکتیں۔ یہاں تک کہ یسوع مسیح کا زمانہ آگیا اور وہ بھی اگرچہ بائبیل کی شریعت پر عمل کرنا چاہتے تھے اور انہوں نے بہت زور سے کہا تھا کہ:

◆ "یہ مت سمجھو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا ہوں صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں۔" (متی 10/34)

لیکن یہودیوں کے آگے ان کی ایک نہ چلی اور بقول پادری صاحبان ان کو صلیب پر جان دینی پڑی۔

بائبیل کی ان بہیمانہ جنگوں کے بارہ میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"بعض پلید فطرت پادریوں نے اپنی تالیفات میں اس طرح ہمارے سید ومولیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر کھینچ کر دکھلائی ہے کہ گویا وہ ایک شخص ہے جس کی خونی صورت ہے اور غصہ سے بھرا ہوا کھڑا ہے اور ایک تلوار ہاتھ میں ہے اور بعض غریب عیسائیوں وغیرہ کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتا ہے۔ لیکن اگر ان لوگوں کو کچھ انصاف اور ایمان میں سے حصہ ہوتا تو اس تصویر سے پہلے موسیٰ کی تصویر کھینچ کر دکھلاتے اور اس طرح کھینچتے کہ گویا ایک نہایت سخت دل اور بےرحم انسان ہاتھ میں تلوار لئے کر شیر خوار بچوں کو ان کی ماؤں کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کررہا ہے اور ایسا ہی یشوع بن نون کی تصویر پیش کرتے اور اس تصویر میں دکھلاتے کہ گویا اس نے لاکھوں بے گناہ بچوں کو ان کی ماؤں سمیت ٹکڑے ٹکڑے کرکے میدان میں پھینک دیا۔ اور چونکہ ان کے عقیدہ کے موافق یسوع خدا ہے اور ساری بے رحمی کی کاروائیاں اس کے حکم سے ہوئی ہیں اور وہ مجسم خدا ہے جیسا کہ بیان ہو چکا تو اس صورت میں نہایت ضروری تھا کہ سب سے پہلے اس کی تصویر کھینچ کر اس کے ہاتھ میں کم سے کم تین تلواریں دی جاتیں۔ پہلی وہ تلوار جو اس نے موسیٰ کو دی اور بے گناہ شیر خوار بچوں کو قتل کروایا۔ دوسری وہ تلوار جو یشوع بن نون کو دی۔ تیسری وہ تلوار جو داؤد کو دی۔ افسوس! کہ اس حق پوش قوم نے بڑے بڑے ظلموں پر کمر باندھ رکھی ہے۔" (انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 37-36)

دوسری نصیحت اگر پادری صاحبان سنیں تو یہ ہے کہ وہ ایسے اعتراض سے پرہیز کریں جو خود ان کی کتب مقدسہ میں پایا جاتا ہے۔ مثلاً ایک بڑا اعتراض جس سے بڑھ کر شاید ان کی نظر میں اور کوئی اعتراض ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں ہے وہ لڑائیاں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو باذن اللہ ان کفار سے کرنی پڑیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ میں تیرہ برس تک انواع اقسام کے ظلم کئے اور ہر ایک طریق سے ستایا اور دکھ دیا اور پھر قتل کا ارادہ کیا۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مع اپنے اصحاب کے مکہ چھوڑنا پڑا اور پھر بھی باز نہ آئے اور تعاقب کیا اور ہر ایک بے ادبی اور تکذیب کا حصہ لیا اور جو مکہ میں ضعفاء مسلمانوں میں سے رہ گئے تھے ان کو غایت درجہ دکھ دینا شروع کیا۔ لہذا وہ لوگ خدا تعالیٰ کی نظر میں اپنے ظالمانہ کاموں کی وجہ سے اس لائق ٹھہر گئے کہ ان پر موافق سنت قدیمہ الٰہیہ کے کوئی عذاب نازل ہو اور اس عذاب کی وہ قومیں بھی سزاوار تھیں جنہوں نے مکہ والوں کو مدد دی اور نیز وہ قومیں بھی جنہوں نے اپنے طور سے ایذا اور تکذیب کو انتہا تک پہنچایا۔ اور اپنی طاقتوں سے اسلام کی اشاعت کے مانع ہوئے۔ سو جنہوں نے اسلام پر تلواریں اٹھائیں وہ اپنی شوخیوں کی وجہ سے تلواروں سے ہی ہلاک کئے گئے اب اس صورت پر اعتراض کرنا اور حضرت موسیٰ اور دوسرے اسرائیلی نبیوں کی ان لڑائیوں کو بھلا دینا جن میں لاکھوں شیر خوار بچے قتل کئے گئے، کیا یہ دیانت کا طریق ہے یا ناحق کی شرارت اور خیانت اور فساد انگیزی ہے۔" (آریہ دھرم، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 81 تا 83 حاشیہ)

آئندہ گفتگو میں انشاء اللہ اسلامی جہاد پر کسی قدر عرض کیا جائے گا۔ (منیر احمد خادم)

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. Fax : (0091) 1872-220757
Tel. Fax : (0091) 1872-221702
Tel : (0091) 1872-220814
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Dt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 56 | Thursday | 1- 8 Feb 2007 | Issue No. 5-6

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 250/-
By Air : 20 Pounds Or 40 U.S. $
: 30 Euro
By Sea : 10 Pounds Or 20 U.S. $

میں اس تیمار دار کی طرح ہوں جو اپنے عزیز بیمار کے غم میں مبتلا ہوتا ہے، میں اس ناشناس قوم کے لئے سخت اندوہ میں ہوں اور اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ خود ان کے دلوں کو سچائی اور راستی کا الہام بخشے

اللہ تعالیٰ اور آپ کے پیارے نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت رحمنیت کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخلوق خدا کے لئے بے انتہاء رحم اور ہمدردی کے واقعات کا دلنشین تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 2 فروری 2007 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا گزشتہ خطبہ جمعہ کے تسلسل میں اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کے حوالہ سے میں مزید کچھ بیان کروں گا۔ لیکن اس مرتبہ احادیث کے حوالہ سے بیان ہوگا۔ احادیث اس سلسلہ میں بے شمار ہیں، چند ایک وقت کے مطابق یہاں ذکر ہونگی تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جو نصائح فرمائی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اس صفت کی مختلف زاویوں سے جو وضاحت فرمائی ہے اس کا صحیح فہم اور ادراک ہمیں حاصل ہو، تا کہ ہم اس کے حضور جھکنے والے بندے بنیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے، محمدؐ کے معنی ہیں بہت تعریف کیا گیا اور رحمٰن کے معنی ہیں بن مانگے اور بلاتفریق دینے والا اور یہ صاف بات ہے جو بن مانگے دیگا اس کی تعریف ضرور کی جائے گی۔ فرمایا یہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام اور آپ کا فہم و ادراک۔ اور آپ کے فہم و ادراک کی خوبصورتی اور اس کی تجلّی کو ہم احادیث میں دیکھیں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اس صفت کے بارہ میں بتاتے ہیں تو آپ کے الفاظ میں خاص رنگ ہوتا ہے اور رحمۃ للعالمین کا جذبہ رحم، رحمٰن خدا کی مخلوق کے لئے کس شدت سے بے چینی کا اظہار کرتا ہے۔ گزشتہ خطبہ میں ذکر کیا گیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کس طرح لوگ رحمٰن خدا کو ناراض کر کے اس کے عذاب کے مورد بنتے ہیں۔ اس تعلق میں ایک حدیث ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ رحمت تو صرف بد بخت سے ہی چھینی جاتی ہے پس ہر مومن کی یہی خواہش اور کوشش ہونی چاہئے کہ اللہ کی صفت رحمانیت سے حصہ لے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اور روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مومن کو اللہ کی گرفت اور سزا کا علم ہو جائے تو کبھی اس کی مغفرت کی امید نہ رکھے اور اگر کافر کو اس کی مغفرت کا علم ہو جائے تو کبھی اس کی جنت سے محروم نہ ہو پس حقیقی مومن وہی ہے جو اللہ کا خوف دل میں رکھے اور اس علم کے باوجود کہ اللہ کی رحمت ہر چیز پر حاوی ہے ڈرتا رہے کہ کہیں کوئی میرا عمل مجھے محروم نہ کر دے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ انسان ہر ایک گناہ کے لئے خواہ ظاہر کا ہو یا باطن کا **استغفار** کرتا ہے۔ آج کل یہ دعا کثرت سے پڑھنی چاہئے: رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (اعراف: 24) ترجمہ: کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں بخش نہ دے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم گھاٹا پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ فرمایا مومن کو جہاں فکر مند ہونا چاہئے وہاں تسلی بھی رکھنی چاہئے کیونکہ اللہ نے مومن کو سکھایا ہے کہ: لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (سورہ زمر: 54) کہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی سو رحمتیں ہیں اس میں سے صرف ایک حصہ رحمت اس نے تمام مخلوقات میں تقسیم کی ہے اور اس کے ذریعہ سے وہ ان پر رحم فرماتا ہے اور ننانوے رحمتیں اس نے اپنے پاس رکھی ہیں۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احادیث مبارکہ میں بیان فرمودہ اللہ تعالیٰ کی رحم کی مثالیں پیش کیں اور فرمایا کہ اللہ کی رحمت اور اس کے فضلوں کو سمیٹنے کے لئے ضروری ہے کہ اللہ کی طرف قدم بھی بڑھنے شروع ہو جائیں تبھی ہمیں اللہ کی رحمت کی امید رکھنی چاہئے ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اس کے پاس ایک چھوٹا بچہ بھی تھا وہ اسے اپنے ساتھ چمٹانے لگا فرمایا کیا تو اس سے رحم کا سلوک کرتا ہے اس نے جواب دیا جی ہاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھ سے اس سے بھی زیادہ رحم کرتا ہے جتنا تو اس سے کرتا ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم رحم کرو، تم پر رحم کیا جائے گا، تم بخشش کا سلوک کرو، اللہ تم سے بخشش کرے گا۔ اسی طرح آپ نے فرمایا اللہ اس شخص پر رحم نہیں کرے گا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ پس آپس کے تعلقات میں صلہ رحمی کا خیال رکھنا چاہئے، دوستی کا خیال رکھنا چاہئے، ہمسائیگی کا خیال رکھنا چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے جو چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کا حق ادا نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ فرمایا یہ خلق بھی ہر احمدی میں بڑوں میں بچوں میں نظر آنا چاہئے۔ اس خلق سے ہی ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں سے حصہ لینے والے بنیں گے اس لئے معاشرے میں محبت اور پیار کی فضا پیدا کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل جنت کی تین نشانیاں بیان فرمائی ہیں: ایسا حاکم جو انصاف کرنے والا ہے، ایسا آدمی جو رحم کرنے والا ہے اور ایسا آدمی جو محتاج ہو مگر سوال نہ کرے۔

فرمایا ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق آنے والے امام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے اس لئے ہمارا فرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام ارشادات پر عمل کرتے ہوئے انسانیت پر رحم کرنے کی کوشش کریں اور انسانوں پر رحم کا تقاضا یہ ہے کہ دل و جان سے اس پیغام کو پہنچائیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام لیکر آئے ہیں۔ اس لئے ہمارے آپس میں بھی ایک دوسرے سے محبت کے معاملات ہونے چاہئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنوں کو آپس میں رحم کرنے میں اور شفقت کرنے میں ایک جسم کی طرح قرار دیا ہے اس لئے مومنوں کا حقیقی معاشرہ وہ کہلائے گا جس میں ایک دوسرے کی تکلیف اور دکھ کا احساس ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں سے بھی رحم کرنے کی نصیحت فرمائی ہے اور اس کے لئے ہمیشہ دعا بھی کرنی چاہئے اور ایسے اعمال کی کوشش کرنی چاہئے جو اس کی رحمت کو جذب کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

❀❀❀❀❀❀❀❀

شریف جیولرز ربوہ
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد ربوہ
00-92-476214750 فون ریلوے روڈ
00-92-476212515 فون اقصیٰ روڈ ربوہ پاکستان

نونیت جیولرز
NAVNEET JEWELLERS
الیس اللہ بکاف عبدہ
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
الیس اللہ بکاف عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ
احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233